بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہید وفا

پہلا ایکٹ

پہلا سین

صحرا قریب مدینہ غرناطہ

یوسف جوش جنون میں بک رہا ہے۔

یوسف۔ صفیہ! صفیہ! آہ یہاں صحرا میں تیری جگہ مجھے کون جواب دے گا؟ تیری محبت مجھی کو ستائے گی۔ کاش کچھ تجھ پر اثر پڑتا۔ تو کیوں نہیں کرتی کہ میں تیرا ناز بردار بنوں؟ کیا کوئی مجھ سے زیادہ تیرے حسن کا قدردان ہے؟ مجھ میں کیا برائی ہے۔ تیری طرح میں بھی ایک نامور قاضی کا بیٹا ہوں۔ ہر قسم کی لیاقت بھی مجھ میں موجود ہے۔ تمام علوم میں دخل ہے۔ سپہگری میں بارہا میرا امتحان ہو چکا ہے کیا کروں کہ تیرا دل تجھ سے میری سفارش کرے۔ منصور آتا ہے۔ کاش یہی معلوم ہوتا کہ یہ بیتابی کچھ اثر نہ کرے گی۔ ہاں ہاں اگر تجھ پر نہیں تو اپنے اوپر پورا اختیار ہے "

تجھ پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا

آ پیاری صفیہ تجھ پر اپنی جان فدا۔۔۔۔"

منصور۔ یوسف یہ کیا ہے؟ کیسا جنون سر پر سوار ہے؟ ایسے بے صبری اتنی جلدی مایوس۔ دیکھو ہوش میں آؤ۔

یوسف۔ "کون"

(آنکھ اٹھا کر) منصور یہاں کہاں"

منصور "تمہاری تلاش میں"

یوسف "اب میں دوستوں کے کام کا نہیں۔ اب میں عشق کا بندہ ہوں۔ اسے

مین خنجر کا زخمی ہون تم میرے لئے مارے نہ پھرو۔ مین تمھین غمگین بنا دون گا ع
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

منصور۔ اس درجہ مایوس کیون ہوئے جاتے ہو؟ کوئی تدبیر کرو۔ تمھاری معشوقہ زیادہ انکار نہ کریگی۔ تم بھی ایک بڑے معزز شخص کے بیٹے ہو۔ لائق ہو۔ تعلیم یافتہ ہو جاؤ کوشش کرو۔

یوسف۔ کیا کوشش کرون؟ ناامید ہوگیا ہون۔ آہ! صفیہ بیدرد ہے۔

منصور۔ نہین وہ مان لیگی۔ اسکا خاوند پھر مان لیگا۔

یوسف۔ خاوند سے کیا غرض۔ وہ خود تو نہین مانتی۔

منصور۔ کوئی ایسا بھی ہے جس کے ذریعہ سے تم صفیہ تک اپنا پیغام پہنچا سکو۔

یوسف۔ ہان ہے زینب بی کے ذریعہ سے تو یہی معلوم ہوا کہ میرے حق مین پیاری صفیہ سنگ دل ہے۔

منصور۔ تو زینب ہی کے ذریعہ سے دریافت کرو کہ وہ کیون نہین مانتی۔ اسکی کوئی شرط ہے۔ یا یون ہی تمھین مشق ناز دکھلاتی ہے؟ کچھ تو معلوم ہوگا۔

یوسف۔ کیا فائدہ؟ صفیہ کو مجھ سے زیادہ میری جان پسند ہے۔ وہ اسی کو لے گی دل لے چکی۔ آہ اب جان لے گی۔

منصور۔ کیا سودائیون کی سی باتین کرتے ہو؟ چلو شہر مین چلو۔ وہان زینب کے ذریعے سے تمھاری مراد حاصل ہوجائے گی۔

(ہاتھ کھینچ کے) آؤ چلو۔

یوسف۔ مجھے اس صحرا سے نہ لیچلو۔ یہان تو کبھی کبھی قدر دل بہل بھی جاتا ہے۔ وہان مین بہت گھبراؤن گا۔

منصور۔ نہین چلنا ہوگا۔ زبردستی کھینچے لئے جاتا ہے۔

دوسرا سین

زینب کا مکان مدینہ غرناطہ

زینب اور زکیہ باتین کر رہی ہین۔

زینب :۔ بیٹی زکیہ۔ جلدی فراغت کرو آج مجھے قاضی ابو یحیی کے یہاں جانا ہے۔

زکیہ :۔ اماں جان۔ میں اب پکا چکی۔ آپ کو دیر نہ ہوگی۔

زینب :۔ آپ ہی آپ، خدا جانے کیا ہو گیا ہے کہ اب ہفتہ ہفتہ دن گذر جاتے ہیں کہ مجھے جانے کی نوبت ہی نہیں آتی یا ایک وہ زمانہ تھا کہ روز جایا کرتی تھی۔ زکیہ کے والد اب گھر میں ٹھہرتے ہی نہیں۔ جاؤں تو کس وقت؟ اور لڑکی کو اکیلا چھوڑ جاؤں دل نہیں مانتا۔

زکیہ :۔ اماں جان اب تو قاضی صاحب کی صاحبزادی بھی بہت دنوں سے نہیں آئیں۔

زینب :۔ خود ہی نہیں لائی۔ ورنہ صفیہ سے جب کہو چلی آئیں۔ اچھا آج ضرور لیتی آ ...... یوسف آجاتا ہے

یوسف :۔ ہاں میری جان صفیہ کو ضرور لیتی آنا۔

زینب :۔ تمھارا نام سن کے آتی بھی ہوں گی تو نہ آئینگی

یوسف :۔ کیوں ... عشق کا یہی نتیجہ ہے۔

زینب :۔ ان کو تم سے بڑی شکایت ہے۔ ناحق بیچاری کو ادھر ادھر بدنام کرتے پھرتے ہو۔

یوسف :۔ آخر میرے حق میں وہ کیوں ایسی سنگدل ہو گئی اور نہیں بس یہی بتا دیں کہ مجھ میں کیا خرابی ہے۔ کسی نہ کسی بات سے میں اپنے دل کو تسلی دوں۔

زینب :۔ تو کیا آپکو نہیں معلوم کہ اہل عرب عموماً اور مسلمان لوگ جب تک لڑکی خود نہ منظور کرے شادی نہیں کرتے ہیں؟ صفیہ تمھارے نکاح میں آنا پسند نہیں کرتی۔

یوسف :۔ ہائے، یہی تو پوچھتا ہوں؟ کہ کیوں نہیں پسند کرتی ہے۔ میں شریف نہیں ہوں نالائق ہوں؟۔ بدصورت ہوں؟ کیا نقصان ہے؟ کچھ معلوم تو ہو۔

زینب :۔ کیوں بتائے۔ اسکا جی نہیں چاہتا۔ اس میں بھی کچھ کسی کا اجارہ ہے۔

یوسف کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

(حیرت سے) ہائیں! ہائیں! تو روتے کیوں ہو؟

یوسف :۔ تم جب تم صفیہ سے بھی زیادہ بے درد ہو۔ آہ! وہ تو جانتی ہی نہیں۔ مگر تم آنکھ سے دیکھتی ہو اور میری بیتابی پر ترس نہیں آتا۔

سامنے عیسائی سوار نظر آتے

یوسف "اب تم سب یہیں ٹھہرو۔ مجھے جانے دو۔ دیکھو کیا تماشا دکھاتا ہوں"

عمرو "تم ابھی بزم عشرت سے اٹھ کے آئے ہو۔ ایسی باتیں نہ بناؤ"

نعیم "خیر اب ہم ایک ساتھ بہادری دکھائیں گے"

یوسف (حفظ سے آگے بڑھ کے) "میں تو جاتا ہوں۔ اب تمھاری باضابطہ تو اعلا
کون انتظار کرے"

نعیم (ہاتھ پکڑ کے) "ٹھہرو۔ یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ جو تمھارا افسر حکم دے
وہی کرنا ہوگا۔" (اپنے سواروں سے) "اے اہل غرناطہ! اے اپنی آزادی کے چا
والو! اور اے اپنے تاج و تخت کے پروانو! یہ تمھارے دشمن تمھارے دیہاتی بھائیوں
لوٹ کے اور قتل کر کے ادھر آئے ہیں۔ اور اب چاہتے ہیں کہ تم کو قتل کریں۔ اپنے
جوش دلوں سے کام لو۔ اپنی اور اپنے قدیم بزرگوں کی ناموریوں اور شجاعتوں
پیش نظر رکھو اور بڑھ کے اپنے مظلوم بھائیوں اپنے بیکس دین اپنے دل شکستہ بادشاہ
بدلہ لے لو"

دونوں طرف سے حملہ ہو گیا اور نعیم
رضوان ایک بلند مقام پر ٹھہر کے دو
نوجوان کو دیکھنے لگا۔ عمرو بھی اسی کے پاس

عمرو "دیکھئے ہمارے سوار کیسی شجاعت سے لڑ رہے ہیں۔ اگر دو گھنٹے یوں ہی اور لڑ
تو میدان صاف کر دیں گے"

عمرو (ایک طرف اشارہ کر کے) "دیکھئے وہ سوار لڑتے لڑتے کہاں جا پہنچا"

نعیم "یہ کون شخص ہے؟ بڑی جانبازی سے وہاں تک پہنچا ہے۔ کیبل والوں کا جھنڈا تو
رہ گیا ہے۔ بس صرف بیس پچیس گز کا فاصلہ ہے۔ لو اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے
وہاں تک پہنچتے پہنچتے بہت سے دشمنوں کو قتل کیا ہوگا۔ بڑا بہادر ہے"

اپنے قریب ہی ایک سوار کو گھوڑے سے
دیکھ کر یہ کیونکر گرا! ہاں۔ یہ عیسائی یہاں ہمارے پاس آ پہنچا۔ جان پر کھیل کے آیا ہے۔

عمرو "دیکھو تمھارا انتظار رہیگا۔"

عمرو ایک ہی تلوار میں اس کا کام تمام کر دیتا

جزاک اللہ مرحبا اور عیسائیوں کے جھنڈے کی طرف دیکھو۔ ایلو دیکھو وہ ہمارا سوار پہنچ گیا۔ یہ کون شخص ہے؟

عمرو: غور سے دیکھ کر) آہا ہا یہ تو وہی ہمارا عاشق مزاج نوعمر سپاہی ہے! اس سے اتنی امید نہ تھی۔

نعیم: حقیقت میں یہ آدمی نہیں شیر ہے۔ خدا اس کو ان جانبازیوں کی جزائے خیر دے۔ اب ہمارا اندلس ایسے سپاہیوں سے خالی نہیں! عیسائی کیوں بھاگے جاتے ہیں الحمد للہ یہ یکایک کیا! کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا! ہاں معلوم ہوا۔ دیکھو عیسائیوں کے بھاگ جانے کے بعد وہ نوجوان میدان میں اکیلا کھڑا ہے۔ اور نیزے پر کس کا سر ہے؟

عمرو: ہاں ہاں یہ عیسائیوں کے سردار کا سر ہے اسی سبب سے وہ بھاگ گئے۔

(نعیم گھوڑا دوڑا کے نوجوان کے قریب جاتا ہے اور خوشی کے جوش میں پیشانی کو بوسہ دیتا ہے)

نعیم: مرحبا! غرناطہ ہمیشہ تم پر فخر کرے گا۔ تم نے اپنی معشوقہ کا نام بھی آسمان پر پہنچا دیا اس پاکدامن نازنین کا کیا نام ہے؟

یوسف: یہ نہ بتاؤں گا۔ وہ بدنام ہوگی!

نعیم: وہ بدنام! یہ نیک نامی ہے کہ جنابی!

یوسف: مگر اپنے نزدیک وہ تو بدنامی ہی سمجھتی ہے۔

نعیم: یہ لڑائی خدا نے تمہارے ہی ہاتھ پر فتح کی۔ چلو بادشاہ کو مبارک باد دیں اور شہر غرناطہ سے کہیں کہ وہ تم پر فخر کریں۔

(سب جاتے ہیں)

چوتھا سین

غرناطہ کی ایک گلی

(نافع بن مجاہد لشکری اور نعیم بن رمضان باتیں کر رہے ہیں)

نافع: بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ اکثر ہم غالب ہی رہے مگر جس سے سنیے اسکی زبان سے

یہی کھلتا ہے کہ شکست ہوگی۔ غرناطہ کی در و دیوار سے ادبار کی آواز آرہی ہے۔ بالکل سمجھ میں نہیں آتا کیوں؟ خدا جانے کیا ہوگیا تھا زمانہ کی ہوا پلٹ گئی! گویا وہ ہم ہی نہیں رہے! خداوند رحم کر!!

نعیم:- اور ہاں دیکھو رسد کا انتظام ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ اسمیں ہمیں کامیابی ہے اگرچہ عیسائیوں نے اکثر گاؤں لوٹ کر تباہ کر دیئے۔ مگر آجتک اوس کی نوبت نہیں آئی کہ غرناطہ میں رسد کا سلسلہ موقوف ہوگیا ہو۔ مگر نہیں معلوم کیا شامت سب کے سر دن پر سوار ہو گئی ہے کہ جسکو دیکھئے اُس کے دل میں دشمن کی دہل سمائی ہے۔

نافع:- نعیم یہ رونے کا مقام ہے اقبال اسی کو کہتے ہیں

عمرو بن اُمیہ آتا ہے

کہو عمرو تمہاری کیا رائے ہے

نافع۔ خدا شاہد ہیں نہ ہم ناکام نہیں ہیں۔ مگر ناکامی کی دہشت سب کے دلوں میں سما گئی ہے ناباد! آخر اسکا کیا سبب ہو؟ اور کیا علاج کیا جائے گا

نعیم:- آہ! تقدیر لا علاج ہے۔ کوشش بے سود۔ تدبیر بے فائدہ۔ بس اب خدا کی مرضی کے منتظر رہو!

نافع۔ جب ہماری جانیں شہر کے کام آرہی ہیں تو ہمیں اس عام مایوسی کے اسباب پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ آؤ اب بہادری دکھا کے لوگوں کی امیدیں تازہ کر دیں۔

یوسف آتا ہے

آؤ بھئی عاشق مزاج سپاہی۔ تمہاری شجاعت کی غرناطہ میں دھوم ہو رہی ہے!

یوسف:- ہاں اس کا موقع بھی سر پر آپہنچا!! کیسٹل کی ایک فوج ہماری طرف آرہی ہے تا یہ ہمارے مورچہ کا محاصرہ کرنے کو آئے ہیں!

نعیم (چونک کر) تو جانبازی کا وقت آپہنچا۔ محاصرے کی نوبت ہی کیوں آئے آؤ۔ چلو باہر نکل کر مقابلہ کریں

یوسف:- (خوش ہو کر) میں اسی بات کی درخواست کرنے آیا تھا۔ تو جلدی حکم دیجئے کہ ہمارے سپاہی تیار ہوں۔

ایسا نہ ہو کہ عیسائی سر پر آجائیں!

نعیم ۔ مین جاتا ہون کہ فوج جلدی سے آراستہ کر لون

نعیم جاتا ہے

یوسف ۔ آؤ کسی بلند مقام سے دیکھین کہ غنیم کی فوج اب کہان ہے

نافع ۔ (ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے) یہان سے خوب معلوم ہوگا آہا ہا اوہ تو اب پہونچا ہی چاہتے ہین

یوسف ۔ (دیکھکر) تو جبتک نعیم بن رضوان اپنی فوج کو لے کے نکلین ہم تم ان ظالمون کو ادہر ہی روکین

نافع ۔ (حیرت سے) اکیلے!

یوسف ۔ ہان اکیلے ۔ اچھا تم یہان سے سیر دیکھو مین اکیلا ان پر حملہ کرتا ہون

نافع ۔ اب تو سر پر نعیم پہونچ گئے ۔ دیکھو وہ دہنی طرف سے ہمارا نشان نمایان ہوا

یوسف ۔ تو اب سیر کا ہی کی ہے کیا یہان بیٹھے سیر دیکھا کروگے؟

نافع ۔ اچھا چلو ۔ مگر ساتھ نہ چھوٹے ۔ ہمارے تمہارے غزا بھی برابر ہی ہون ایک کو مین مارون تو تم بھی ایک کو قتل کرو

یوسف ۔ انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا

دونون گھوڑون کی باگ اٹھا کر حملہ کرتے ہین

نعیم ۔ یوسف کو آتے دیکھ کے چھنڈا اٹھا کر) مرحبا یوسف مرحبا بہادر شیر دل نوجوان آپہونچا ۔ دیکھو یہ آنا فانا دشمنون کی صفین الٹ دیگا ۔ یوسف اسی فتح کے غرشتے جبرائیل الد! ہان شجاعت کا امتحان! ہان دلیرانہ حملے! اے اہل غرناطہ اے ہمارے جانباز سپاہیو اپنے بہادر اور دلیر نوجوان یوسف کا ساتھ دو ۔ فتح اسی کے ساتھ ہے فتح اسی کے قبضے مین ہے

عمرو نعیم کے پاس آتا ہے ۔

عمرو ۔ اے سردار آج دشمنون کا شمار بہت زیادہ ہے

نعیم ۔ خدا مددگار ہے! ۔ ہمارا یوسف سب کو درہم کر دیگا ۔ دیکھا نہ یوسف دشمنون پر جا پہونچ گیا

عمرو ۔ مگر دیکھئے اسوقت نافع بھی کیسے سخت حملے کر رہا ہے اور اسے دیکھیے اسنے دشمن کے نشان بردار کو مار کے گرا دیا اور آگے بڑھتا چلا جاتا ہے

نعیم ۔ (خوش ہوکر) اور دیکھو ادھر دشمن لوگ کس طرح پیٹھ دکھا گیا ۔
یوسف ۔ ہمارے سوار بھی دونوں افسروں کے اشارے پر چل رہے ہیں ان میں سے کسی نے بھی کوئی غلطی کی اور وہ بھی ساتھ ہی ٹوٹ پڑے ۔ مگر وقت بھی یوسف بڑی دلیری سے لڑ رہا ہے
نعیم ۔ خبر کے وہاں کیا ہوا ۔ [illegible] بالکل شکست ہو گئی پسپا ہوتے
کہاں تک پیچھے ہٹتے ہیں [illegible] ہوں ۔ ادھر فوج کو سنبھالنے والا بھی نہیں رہا
(بڑھ کے) [illegible] دیکھو فتح ہوا چاہتی ہے کام پورا ہو چکا ہے ۔ یہ دشمن
چند ہی ساعت اور میدان میں نظر آئیں گے ۔ ورنہ مار لیا ہے ۔ اے جوانان عرب
اے یادگاران اندلس ۔ بڑھو ۔ جرأت سے دلیری سے ان کا استقلال
محض ایک دھوکا ہے اب کہیں جم سکتے ہیں [illegible] ایک حملہ اور بس یک بیک ان پر ٹوٹ پڑے
اللہ اکبر ۔ سب لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں ۔
یوسف ۔ (نعیم کے قریب آ کے) آگے بڑھنے پر مسلمانوں نے بڑا سخت حملہ کیا مگر [illegible]
پیچھے یوسف اور [illegible] آگئے ہیں [illegible] بھاگ گئے
نعیم ۔ (جوش سے) مرحبا شاباش بھگا دیا نہ سب بھاگ گئے ۔ [illegible]
[illegible] خدا تمہیں جزائے خیر دے [illegible]
مسلمان سوار پھر حملہ کرتے ہیں
[illegible] میدان صاف ہو گیا ۔ مگر [illegible]
[illegible]
یوسف ۔ [illegible]
نعیم ۔ [illegible]
[illegible] خوشی کا [illegible]
سب جاتے ہیں

پانچواں سین

غرناطہ کا ایک قصر

نعیم اور یوسف بیٹھے باتیں کر رہے ہیں ۔

نعیم:۔ کیون یوسف تم بڑے خوش نصیب ہو کتنے بڑے خوش نصیب تمھاری معشوقہ
تمھاری بہادریان سُنکے کیسی خوش ہوتی ہو گی تم ہی نہین وہ بھی بڑی خوش نصیب ہے
یوسف:۔ کیا ان لڑائیون کے حالات اس نے سُنے؟ نہین کس نے کہا ہوگا کسے
پڑی ہے کہ میرے سرخرو بنانے کے لیے یہ حالت اسکے سامنے بیان کرے مگر بات
اگر سُنے گی تو خوش ضرور ہو گی:۔
نعیم:۔ کیون نہین یہ اسی کے حسن کا کرشمہ ہے یہ تمام لڑائیان یہ تمام میدان جنگ مین
تمنے بڑی کامیابی سے دشمنون کو پسپا کیا۔ ان سب مین اسکے عالم فریب حسن کا جلوہ
چمک رہا تھا۔
یوسف:۔ ہان میری آنکھین تو ان سب مین تو بس اسکی جھلکیان دیکھ رہی تھین
کیا تمنے بھی دیکھ لیا؟:۔
نعیم:۔ ابھی سے تو ایسی باتین بدگمانی کی نکرو مین تمھارا دوست ہی ثابت ہونگا
یوسف:۔ نہین تو اب تم اسکے حسن کی زیادہ تعریف نہ کرو میرے دل مین و[illegible]
ہے۔ ذرا مین بدگمان ہوجاتا ہون۔ اب مین اپنے اختیار ہی مین نہین رہا۔ بات
بات پر بدگمانی ہوتی جاتی ہے۔ عشق است و ہزار بدگمانی:۔
نعیم:۔ افسوس تم نے یہ غور [illegible] جو اس اپنی معشوقہ کی [illegible] کرو تم کوئی کام اپنے
اختیار سے نہین کرتے ہو۔ اس کا [illegible] کہ عشق [illegible] کہ تمھارے [illegible]
کسی کا اختیار نہین:۔
یوسف:۔ بیشک عشق کا جن مجھ پر ہر وقت سوار رہتا ہے:۔
نعیم:۔ اچھا یہ [illegible] بتاؤ۔ یہ جنگ [illegible] جانبازی سے تمھاری غرض عزناطہ کی حمایت
قوم کی ہمدردی اسلام کا جوش ہے۔ یا اپنی پیاری دلربا کی خوشی:۔
یوسف:۔ ہوا تو یہی [illegible] پیاری [illegible] خوشی کی خاطر [illegible] جاتا تھا۔ مگر اب اسلام
کا جوش زیادہ بڑھ گیا ہے
نعیم:۔ خدا تمھاری دونون آرزوئین پوری کرے
یوسف:۔ مگر کیا کہون میری دلربا بیوفا ہے۔ اسکے ناز میرے دشمن ہین۔ اور [illegible]
میری آرزو پوری نہ ہونے دینگے خدا اسکے دل:۔

زکی:۔ حضور آپ کو امیر العساکر موسیٰ بن ابیل الغسانی نے طلب فرمایا ہے ۔
فرمایا ہے کہ سردار یوسف کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئیے گا ۔

یوسف:۔ مجھے! مجھے وہ کیا جانے ۔

نعیم:۔ غرناطہ بھر میں تمھاری جرأت کی دھوم ہو رہی ہے اور انھیں خبر نہ ہوگی !!
چلو ان سے مل آؤ ۔

یوسف:۔ مگر دیکھو وہاں میرے عشق وغیرہ کا ذکر نہ کرنا ۔
نعیم:۔ نہیں اگر مجھے کہنا ہوتا تو ابتک کہہ چکا ہوتا ۔
زکی:۔ حضور آپ درباری لباس پہن لیں ۔ وہ امیر المومنین کے دربار میں ہیں
وہیں بلایا ہے ۔ آپ کو امیر المومنین کے سامنے جانا ہوگا ۔
نعیم:۔ شاید تمکو امیر المومنین کے دربار میں پیش کرینگے چلو جلدی کرو ۔

سب بخوشی چلے جاتے ہیں ۔

چھٹا سین

دربار

امیر المومنین ابو عبداللہ سپہ سالار موسیٰ بن ابیل سے باتیں کر رہا ہے ۔

شاہ عبداللہ:۔ الحمدللہ تم لوگوں نے انتقام کر لیا ہے ۔ مجھے مایوسی تھی اور ابتک
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بازاری لوگوں سے کیا کام نکلے گا ۔ سب جو ویسے
ناتجربہ کار ہیں اور ونکو بھی اپنے ساتھ لیجا کے خراب کریں مگر جو میں دیکھتا ہوں وہ
کامیاب ہوتے جاتے ہیں کئی معرکوں میں شکستیں دے چکے ہیں ۔

موسیٰ:۔ اللہ نے اپنے دین کی مدد کی اور آپکا اقبال تھا مسلمان بہت سست
ہیں مگر نوجوانان میں ایک جوش باقی ہے جو اکثر بہادری دکھا دیتا ہے ۔ امیر المومنین
اس نوجوان کو ملاحظہ فرمائیں ۔ ایک کم سن بچہ ہے بالکل ناتجربہ کار جس کے ہم
کی جفاکشی صرف ناز برداری اور پیر پوشوں کے جوڑ جیسے پر محدود ہو گئی ہے مگر یہ
اس جرأت اور دلیری سے لڑا ہے کہ جدھر متوجہ ہوگیا دشمنوں کے ہاتھ سے اسلحہ
چھوٹ چھوٹ پڑے ۔

ابوعبداللہ "بڑا بہادر ہے اپنی آزادی کا بہت بڑا دوست ہمارا سب سے اعلیٰ درجہ کا خیر خواہ میں نے طلب کرنیکا حکم دیا تھا۔ ابھی تک نہیں آیا جلدی"

موسیٰ "امیر المومنین۔ اب آتا ہی ہوگا"

ابوعبداللہ "وہ کیسا نوجوان ہے میں اسکی صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں"

موسیٰ "حضور نہایت ہی حسین اور نازک بدن لڑکا ہے"

ابوعبداللہ "اور ایسا بہادر اور ایسا جانباز"

موسیٰ "امیر المومنین اچھی صورت کیساتھ خدا نے اسے نہایت ہی شریف دل دیا ہے"

نعیم بن رضوان آتا ہے۔ فوجی قاعدے سے بادشاہ کو سلام کرکے عمر بن ابیل النسائی کے برابر کھڑا ہو جاتا ہے

ابوعبداللہ "موسیٰ رسد رسانی کا انتظام تمنے بہت اچھا کیا۔ اور دراصل تمہاری ہی کوششوں سے غرناطہ ابتک محفوظ ہے خیر ورنہ اور کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوسکتی تھی"

عمرو "امیر المومنین ہمارے سردار موسیٰ سے زیادہ جان نثار اسلام غرناطہ میں کم نظر آئیگا۔"

موسیٰ "نعیم سے (آہستہ) یوسف کو لائے"

نعیم "(آہستہ) باہر کھڑے ہیں۔ جلدی بلوا لیجئے"

موسیٰ "تم خود جاکے لے آؤ"

نعیم جاتا ہے

عمرو "اصل یہ ہے کہ سردار موسیٰ نے غرناطہ کو تباہی سے بچا لیا"

ابوعبداللہ "بیشک۔ بیشک۔ اے اللہ تو ہم سب کی مدد کرنا۔"

موسیٰ "آمین"

تمام دربار آمین کہتا ہے۔

ابوعبداللہ "اب ایک فوج بھیج کوہستانی گاؤں کی حفاظت ہو سنا گیا ہے دشمنوں نے وہاں لوٹ مچا رکھی ہے اور کوشش کرو کہ غرناطہ میں رسد برابر پہونچتی رہے"

موسیٰ "کل اس کا انتظام ہوگا"

نعیم یوسف کو لے آتا ہے۔

ابوعبداللہ "(یوسف کو دیکھکے) یہ کون نوجوان ہے؟ میں نے اسکو کبھی نہیں دیکھا"

[illegible] تھی ؟ شاہ امیر المومنین [illegible] نوجوان [illegible] [illegible]
یوسف [illegible] سے سلام [illegible]

ابو عبداللہ — او یوسف [illegible] بہادری اور [illegible]
تھی [illegible] تمہارے [illegible] سب سے زیادہ [illegible]

یوسف — امیر المومنین [illegible] جان [illegible]
اپنی جانیں [illegible] ہوئے ہیں — ابھی تک زندہ ہیں — [illegible]
و تاج و دولت [illegible]

ابو عبداللہ — [illegible] اگر امیر المومنین [illegible] لوگ ہیں ایسے بہادر ایسے [illegible]
ایسے وفادار تو وہ [illegible] ہاتھ سے محفوظ رہے گا — مجھے تعجب ہے [illegible]
اس کمسنی پر ایسے استقلال اور ایسی بہادری کی باتیں کرتے ہو — تم ایک خوبصورت
نوجوان ہو — جوانی کا [illegible] تمہاری نظر کے سامنے رہتا ہوگا — [illegible]
کی [illegible] تم سے [illegible]
کر [illegible] چھوڑ کے — اس جان فروشی کے بازار میں چلے آئے

یوسف — یہ صرف امیر المومنین کی ذرہ نوازی ہے — ورنہ مجھ [illegible]
سوا [illegible] قربان ہو جانے کے اور کسی کام نہیں آ سکتا —

ابو عبداللہ ([illegible]) [illegible] تلوار [illegible] اس کی قدر کرنا — [illegible]
نے بازار میں [illegible] مول لیا ہے — یہ تلوار بادشاہ امیر المومنین نے [illegible]
تلوار کو لے کے جاؤ — اور [illegible] کرو — تمہارا بادشاہ امیدوار رہیگا کہ تمہاری [illegible]
کوششوں میں اوسے بھی کچھ حصہ ملے

(موسیٰ سے) نہیں ابھی اور اس سے زیادہ اس نوجوان کی قدر کرنی [illegible]
[illegible] جاؤ [illegible] انتظام ملک کے جوہر [illegible] غرناطہ کو ہمیشہ ناز رہیگا
موسیٰ یوسف کو لیکے چلا جاتا ہے

ساتواں سین

میدان جنگ

محمد ظہیر:- یوسف جب تم سوچتے ہو [illegible]
دشمن اس وقت لوٹ رہے ہیں اور یہاں سے [illegible]
ہیں ایسا نہ ہو کہ جب تک ہم سوچیں وہ لوٹ مار کر چلے جائیں
یوسف:- بیشک [illegible] کرنا چاہئے [illegible] تو ہمارا بھی [illegible] ہو جائیگا
تیز چلتے ہیں۔

محمد ظہیر:- معلوم نہیں کہ یہاں دشمنوں کی کتنی فوج ہے

یوسف:- جتنی فوج ہو ہم تو مقابلہ کرکے انکو بھگا دینگے دشمن کوئی چیز نہیں ہم کو دلیر ہونا چاہئے۔

محمد ظہیر:- یہ سچ ہے مگر اپنا قیاس ہر ایک پر نہیں کرنا چاہئے۔ تمہارے سب سپاہی تمہارے ہی جیسے ہوتے تو آج غرناطہ کی دیواروں کے نیچے دشمن کی فوجیں نہ ہوتیں

یوسف:- ایسی ناامیدی کی باتیں نہ کرو۔ اتنے دل تھوڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہمارے سب سپاہی مجھ سے زیادہ بہادر ہیں

محمد ظہیر:- خدا کرے ایسا ہی ہو

یوسف:- نہیں دیکھتے ہو ہمارے سردار موسیٰ بن ابی غسان کس جرأت اور شجاعت کے آدمی ہیں انکا یہ کہنا کیا تم بھول گئے کہ شہر کے تمام نوجوان ہمارے کام آسکتے ہیں۔ ہاں بشرطیکہ ہم لڑنا جانتے ہوں۔ اور اگر ہم ہی دل ہار دینگے ہم ہی نہ کہینگے کہ ان لوگوں میں اتنی جرأت نہیں تو خواہ مخواہ خلاف نتیجہ ہوگا۔

محمد ظہیر:- یوسف تمہارا یہ کہنا صحیح ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں صرف موسیٰ ایک ایسے بہادر آدمی ہیں جنکو ناامیدی اور نامرادی کبھی تھکا ہی نہیں سکتی۔ وہ گویا ثابت قدمی اور بیدل ہونا جانتے ہی نہیں۔ لیکن تمام اہل غرناطہ کو ایسا خیال نہ کرو۔ وہ زمانہ گذر گیا جب غرناطہ کی تلواروں سے فرانس میں ہمیشہ ایک ہلکہ پڑا رہتا تھا۔ اب آرام پسندی اور راحت طلبی کا زمانہ ہے پہلے لوگ ناموری کے خواہاں تھے اور اب آرام چاہتے ہیں۔ اگلے زمانے والے شجاعت کو عزیز رکھتے تھے اور اب جان عزیز رکھتے ہیں۔ زمین آسمان کا فرق ہے۔

یوسف:- سچ کہتے ہو۔ ذرا جھوٹ نہیں۔ جس نے کچھ بھی [illegible] لوگوں کا اندازہ کیا ہے

صاف کہہ دے گا کہ اب ترقی در کنار دولت اسلامیہ کو روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہے

(ایک زخمی آتا ہے اور محمد ظہیر کے آگے گر پڑتا ہے)

محمد ظہیر — کیوں؟ کیا ہوا؟ تم کون ہو؟

شخص — مظلوم ، بیکس ، فلک زدہ ، خانمان برباد ، اور کون ، صورت ہی سے عالم پرس

محمد ظہیر — آخر کچھ معلوم تو ہو کس نے ستایا؟ کس نے ظلم کیا؟

شخص — مسلمان پر سوا ظالم اور بے دین اہل کیسٹل کے اور بھی کوئی ظلم کریگا؟ میں یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں میں رہتا تھا ابھی شاہ کیسٹل کی فوج کا ایک بڑا گروہ آیا۔ اور سارا گاؤں لوٹ لے گیا میرے یہاں کی عورتیں سب ان ظالموں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئیں میں انکے نزدیک تو مردہ تھا مگر قسمت کے بچا دینے سے آپ تک پہنچ گیا ہوں

محمد ظہیر — کب؟

شخص — ابھی ابھی

محمد ظہیر — یہاں سے وہ لوگ کہاں گئے؟

شخص — یہ تو نہیں معلوم مگر (ایک طرف اشارہ کر کے) ادھر گئے ہیں۔ غالباً اس گاؤں میں ہونگے۔ جو یہاں سے میں چار میل پر ہے۔ آہ! اب مجھے زندگی کی امید نہیں۔ زخم کاری لگے ہیں (تڑپنے لگتا ہے)

یوسف — افسوس اس بیچارے پر بڑا ظلم ہو گیا۔ دیکھئے بچتا ہے یا نہیں! (قریب جا کے) اے شخص میں عہد کرتا ہوں کہ ظالموں سے تیرا بدلہ لونگا کاش تو خود ساتھ ہوتا کہ ہم تیرا بدلہ تیرے سامنے لیتے

شخص — میں نہیں بچونگا وقت آپہونچا! گھڑیاں چل رہی ہیں! موت میرے آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے۔ ہاں اگر تمھارا سامنا ہو تو اتنا خیال کر لینا کہ ان ظالموں نے بہتوں کی جان لی ہے۔ بہتوں کو خانمان برباد کیا ہے

یوسف — اگر خدا نے چاہا تو ایک کو نہ چھوڑونگا

شخص — (ناتواں آواز سے) جاؤ خدا تمھیں کامیاب کرے

(اور تڑپنے لگتا ہے اور دم توڑ کے رہ جاتا ہے)

یوسف — افسوس! آہ اسکی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا مجھے تاب نہیں جاتے ہوئے

یہی اسی وقت! جو سامنے آئیگا۔ اُسے اسی مظلوم کے پاس پہونچا دینگے پھر تو یہ تو جنت میں گیا۔ ان لوگوں کو جہنم کی سیر کراؤنگا"

محمد ظہیر" بیشک اس مظلوم کے مرنے سے ہم سب کا خون جوش کھانے لگا۔ جلو تیز چلو بھاگ نہ سکیں"

سب لوگ دو تیز چلنے لگتے ہیں

محمد ظہیر" وہ سامنے گرد کیسی نظر آتی ہے؟"

یوسف" وہی ظالم اہل کیش ہیں۔ مجھے تو اس گرد میں ایک دھندلی سی چیز ہوتی نظر آتی ہے

محمد ظہیر" ایک سوار سے) جلدی خبر تو لاؤ"

سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا جاتا ہے

ان ظالموں نے بڑی لوٹ مچا دی ہے۔ کاش ہم ویسے کے ایسے دو تین سوار بھی غیر حاضر نہ ہوتے تو تمھیں اپنے ظلموں کا بدلہ اچھی طرح مل جاتا"

یوسف" ہم مظلوموں کا انتقام لینے کو تیار ہیں۔ دیکھو چل کے دکھا دینگے"

سوار آتا ہے

سوار" اہل کیش القسطنطنیہ پر تاخت و تاراج کر رہے ہیں؟ -

یوسف" تو ہمیں دیکھ کے وہ خود ہماری طرف بڑھے آتے ہیں۔ بلکہ آ پہونچے"

محمد ظہیر" (اپنے سواروں سے) اے اہل اسلام تمھارے سامنے آگیا! اور خوب بڑھ کے انکا فیصلہ کر دو یہ تمھارے بھائیوں کو بہت نقصان پہونچا چکے ہیں جنکا بدلہ لینا خدا نے تمھارے سپرد کیا ہے۔ اور اپنی صفیں درست اور مضبوط کر لو۔ کا ہم یہاں موجود ہیں ہشام تم جا کر میمنہ پر ٹھہرو۔ اور یحییٰ بن سعید تم میسرہ کی نگہداشت کرو۔ عکرمہ بن سعید! محمد بن سعد الکہان ہو! آؤ تم سب میرے پاس رہو۔ اگر خدا نخواستہ مارا جاؤں تو تم ہی لوگوں میں سے کسی کو فوج کی سرداری کرنا چاہیے"

"افسوس یوسف تم نے عبداللہ بن ابی فروج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ [illegible] کے لیے یہاں بیٹھے ہیں ان سب سے زیادہ تمہی ہوشیار ہو۔ دشمن [illegible] حملہ کرنے کو حرکت دیتا ہے

یوسف" (فوج سے) اے دلاوران عرب! [illegible]

اتنی سو برس سے تمہارے پاس ہے سنو اگر محمد ظہیر تو فوج کی نگہداشت کے لیے نہیں ٹھہرینگے دیکھو مین استقلال سے ان اپنے اور خدا کے دشمنون کو خاک مین ملا دیتا ہون۔ آو بڑھو خدا تم پر رحمت کرے"

حملہ کرتا ہے

محمد ظہیر "یہ کیسا جانباز نوجوان ہے! دیکھو ابھی ہمارے سوار دشمنون کی صفون تک پہونچے بھی نہین اور وہ اکیلا پہونچ گیا۔ اسقدر بہجوم! اسطرح بے ہراس جسطرح شیر بھیڑون پر گرتا ہے اپنی قوم کا جان نثار! دشمنون کے حق مین ملک الموت اگر شجاعت"

محمد ظہیر "حضور آج اہل غرناطہ بڑی جانبازی سے لڑ رہے ہین۔ اور انصاف سے پوچھئے تو ہمارے لوگ سستی کر رہے ہین یہ بڑے غضب کی بات ہے۔ انکی یہ سستی کہین ہماری تقدیر پر اثر نہ کر جائے"

عکرمہ "اوہ ہان دیکھئے میمنہ والے دبتے جاتے ہین۔ افوہ اس قدر ہٹ آئے کسی کو ادھر جانا چاہئے غضب ہو جائیگا۔ آج ابھی سے ہمارے لوگ دل ہارے دیتے ہین دیکھئے کیا انجام"

مسعود "آہ! ہشام پر نیزہ پڑا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ ہا میرا پیارا دوست تھا اوسکی بہادری اور دوست نوازی دونون یاد رہینگے آہ ما"

محمد ظہیر "افسوس میمنہ والون کو شکست ہوا چاہتی ہے۔ انکے پاس کوئی سردار نہین اپنے مقام سے تو ہٹ آئے پیٹھ پھیرا چاہتے ہین! محمد بن سعد جلدی جاؤ۔ دیکھو غرناطہ کی قسمت الٹا چاہتی ہے جلدی! محمد! بہت جلدی! اچھا بس اب دیکھنے وہ ہمارا شیر مرد اپنے بھائیونکی مدد کو پہونچ گیا۔ دیکھو وہ یوسف میمنہ والون کے آگے ہے اور عیسائیون کو بھگائے دیتا ہے۔

عکرمہ "ہان دیکھئے اہل کیسل جتنا آگے بڑھ آئے تھے اس سے زیادہ انکو پیچھے ہٹنا پڑا"

محمد ظہیر "مگر یوسف کی لڑائی میری نظر مین ہر وقت مخدوش ہوتی ہے وہ بے انجام سوچے اپنے ہمراہیون کو چھوڑ کے دشمنون کی صفون مین گھس جاتا ہے افسوس اسکے کام آگیا اللہ محمد بن سعد تم جاؤ۔ وہ تو اب دشمنون سے جنگ آزمائی کرے گا تم اہل میمنہ کی سرداری پر جا جاؤ۔ دیکھو خوب"

ہوشیاری سے۔ اور تم خود تجربہ کار ہو۔

محمد بن سعد جاتا ہے۔

عکرمہ۔ اے سردار دیکھیے اب ہمارے سوارون کی لڑائی اور رنگ پر ہے پہلے سست تھے اور آب نہایت تیزی سے لڑتے ہین۔

مسعود۔ اگر دو تین گھنٹہ یونہی لڑائی رہی اور ہمارے سوار اسی جرات سے کام کرتے رہے تو مین دعوی کرتا ہون کہ اہل کیتھل نہ بھاگے تو سب کے سب قتل ہو جائینگے

محمد ظہیر۔ بیشک ہماری فوج مین حضرت یوسف ایک ایسا شخص ہے کہ اکیلا ہی ان تمام دشمنون پر غالب ہے۔

عکرمہ۔ دیکھیے اب اہل کیتھل والون نے میسرہ والون کی طرف یورش کی مگر محمد بن سعد بھی اسوقت بڑا کام کر رہے ہین۔ آپ دیکھتے ہین کہ وہ کس طرح اپنی حرکات و سکنات سے اپنے سوارونکو جوش دلا رہے ہین۔ اور کس پھرتی سے ادہر ادہر گھوڑے کو پھیر کر کبھی ادہر ہوتے ہین اور کبھی اُدہر اصل مین انھون نے اس موقع پر بڑی تندہی سے اپنا کام سرانجام دیا۔

محمد ظہیر۔ تم دیکھ لینا چندہی ساعت مین یوسف ادہر ہو جائیگا جسوقت سے لڑائی شروع ہوئی ہے اوسوقت سے ابتک اس نے ایک مقام پر قرار نہین کیا کبھی ادھر ہوتا ہے اور کبھی اُدھر۔ لو دیکھو اب میسرہ والون کے آگئے ہے اور دشمنون کی صفین درہم برہم کر رہا ہے کاش ایسے اور سوار ہوتے۔

عکرمہ۔ اب تو انشاءاللہ تعالے ہماری ہی فتح ہے عیسائی دل ہار چکے ہین۔

محمد ظہیر۔ اس سے اور مایوسی ہوگئی کہ یوسف نے میمنہ اور میسرہ دونون جانب کی کوششون کو بیکار کر دیا۔ اور کوئی انتہا ہے۔ اب نصف سے زیادہ تو کٹ کر گر چکے ہین جب یہ بھاگین گے اسوقت دیکھنا ذرا سپاہ انکو ساعت ہونے دو جہان تک تو کام کرونگی۔ لاشین ہی لاشین دکھائی دینگی جو بہت مارے جا چکے۔

مسعود۔ اور ملاحظہ فرمایئے محمد نے میمنہ مین جاکے اہل کیتھل کو اور سست کر دیا جو میمنہ سے بھاگ کے قلب اور میسرہ والون مین مل گئے اور محمد بھی اپنے سوارون کے ساتھ قلب ہی کی طرف آرہے ہین۔ یک شکست لوگو یا ہم نے انکو دیا۔

عکرمہ ۔ اجی پوری شکست دی! دیکھئے اہل کیسٹل بھاگ کھڑے ہوئے!
محمد ظہیر ۔ کیا ہوا؟ یہ آپ سے آپ۔
عکرمہ ۔ یوسف نے ان کے سردار کا کام تمام کر دیا۔

سب جوش سرور مین زور سے تکبیر کہتے ہین

محمد ظہیر ۔ الحمد للہ۔
عکرمہ ۔ خدا نے بڑی بھاری فتح دی اور یہ فتح بھی خاص یوسف کے ہاتھ پر ہوئی یوسف نے اول سے آخر تک جوان مردی دکھائی۔

یوسف خون مین نہلایا ہوا آتا ہے اور سب جوش مسرت سے بغلگیر ہوتے ہین۔

محمد ظہیر ۔ یوسف! تمنے بڑا کام کیا۔ مین اول سے آخر تک تمھاری لڑائی دیکھتا رہا ہون ہماری سوگے ہیے خدا نے تمھین کس فرشتے کے قوت مین بھیجا ہے کوئی زخم تو نہین آیا۔
یوسف ۔ آپ یہ نہ پوچھین۔ سر سے پاؤن تک زخم ہی زخم ہین۔ سارا بدن چور چور ہو رہا ہے مگر کچھ پروا نہین اللہ وہ غرض حاصل کر دے جسکے لیے یہ قیمتی خون بہایا گیا ہے
محمد ظہیر ۔ اب چلو غرناطہ مین واپس چلین۔ جو کچھ غلہ اور سامان ہاتھ آیا ہے۔ عکرمہ اسے اپنی حفاظت مین تم غرناطہ پہونچاؤ۔

سب جاتے ہین

اٹھوان سین

فصل نمبر ۱

امیر المومنین ابو عبد اللہ تقشیری تخت پر بیٹھا ہے وزیر ابو القاسم و دیگر ارکین دولت دست بستہ کھڑے ہین۔

ابو القاسم ۔ امیر المومنین اب تو ہماری امیدین قوی ہوگئین۔ انشاء اللہ ہم کامیاب ہونگے
ابو عبد اللہ ۔ کیا اور کوئی خوشخبری ہے۔
ابو القاسم ۔ کل جو پندرہ سو سوار کوہستانی قصبون کی حفاظت کے لئے محمد ظہیر کی ماتحتی مین بھیجے گئے تھے انھون نے بہت بڑی فتح حاصل کی اور تمام اہل کیسٹل کو خاک مین ملا دیا
ابو عبد اللہ ۔ الحمد للہ خدا اپنے پاک بندون کی مدد کرتا ہے۔ اس لڑائی مین کون زیادہ نیکنام ہے

ابوالقاسم ۔ وہی نوجوان یوسف۔ جو اس روز حاضر دربار ہوا تھا۔ اس نے دشمنوں کے سرگروہ کو مار ڈالا۔ اول سے آخر تک اہل کیسٹل کی صفیں درہم و برہم کرتا رہا جو لوگ لڑائی میں موجود تھے حتی کہ خود محمد ظہیر بن عطار بے انتہا تعریف کرتا ہے۔ بلکہ اسکی شجاعت پر حیرت کرتا ہے۔

ابوعبداللہ ۔ ابھی حکم بھیجو کہ موسیٰ اس نوعمر شیر کو لیکے حاضر ہو۔ ایسے لوگ ہماری سلطنت کے زیور ہیں۔

ابوالقاسم ۔ حضور غرناطہ کو ان پر ناز ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

موسیٰ کے پاس آدمی جاتا ہے

ابوالقاسم ۔ اگر شاہ کیسٹل کو اس دفعہ شکست ہو گئی تو پھر مدتوں اسکو جرأت نہ ہوگی۔ اہل فرنج ہمیشہ سے ہمارے دشمن ہیں مگر خدا کے فضل و کرم سے ہماری فوجوں نے انھیں ہمیشہ ذلیل و خوار کیا۔

ابوالقاسم ۔ امیرالمومنین ہماری راحت طلبیوں نے انکے حوصلے بہ نسبت پہلے کے اب بڑھا دیے ورنہ انھیں جرأت ہرگز نہ ہوسکتی تھی کہ خاص غرناطہ کی دیواروں کے نیچے اپنی فوجوں کو پہونچا دیں۔

موسیٰ معہ یوسف کے حاضر ہوتا ہے۔ اور آداب شاہی بجا لاکے دونوں دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں

ابوعبداللہ ۔ بہادر نوجوان یوسف۔ تم جیسے بہادر ہو بڑی حیرت ہے تمھاری شجاعت اور دلیری پھر غرناطہ کو اگلے زمانہ کی شجاعتیں یاد دلا رہی ہیں۔ کئی فتحیں صرف تمھارے حملہ آوریوں سے ہو چکی ہیں اور انشاءاللہ آئندہ بھی فتح بھی تمھارے ہی خلد آشیان تلوار کے ذریعے حاصل ہوگی

یوسف ۔ (ادب سے) صرف امیرالمومنین کا اقبال ہے ورنہ میں غرناطہ کا ایک ناتجربہ کار لڑکا ہوں

ابوعبداللہ ۔ تم تخت کے جان نثار قوم پر روح فدا کرنیوالے وطن کی آزادی کے حامی ہو تمھارا نام ہر دل پر لکھا جائیگا۔ ہر گھر میں عورتیں تمھارا تذکرہ بھی کرینگی۔ اور لڑکیاں تمھارے نام کے گیت گائینگی۔

یوسف ۔ اگر ایسا ہو تو صرف اسوجہ سے ہوگا کہ امیرالمومنین نے مجھے ذلت سے عزت دی اور باوقعت بنا دیا۔

ابوعبداللہ ۔ اچھا آئندہ سے میں تمھیں موسیٰ کے ماتحت کل فوج کا افسر مقرر کرتا ہوں۔

یوسف" (ادب سے سلام کرکے) امیرالمومنین مین ایک ادنیٰ سپاہی ہون مین سچ عرض کرتا ہون کہ افسری کی مجھ مین بالکل صلاحیت نہین - اگر حضور مجھے اس خدمت پر ناسور فرمائینگے تو مین وہ تمام خدمات بجالانے سے محروم ہوجاؤنگا - جنکو اب ایک جریدہ سپاہی کی حیثیت سے ادا کرتا ہون "

ابوعبداللہ" نہین تمہین یہ عہدہ قبول کرنا چاہئے اگر ایسا ہو تو تمھاری نالوی سے ساتھ سلطنت کی بدنامی ہوگی "

ابوالقاسم" (رانگیہ سے یوسف کی طرف اشارہ کرکے) اب امیرالمومنین نے جو عزت دی ہے اسے روانہ کرنا چاہئے "

موسیٰ" ہان! ہان! دیکھو یوسف یہ گستاخی اور بے ادبی ہے "

یوسف" (تخت کے سامنے دست بستہ) امیرالمومنین اگرچہ مین اپنے آپکو اس عزت کا مستحق نہین پاتا مگر تعمیل حکم شاہی مین مجھے خود کا عذر نہین ہوسکتا "

خلعت طلب کیا جاتا ہے "

ابوعبداللہ" یوسف آج سے تم ایک سلطنت کے رکن ہو - یہ بلا مین جنھون نے تمھارے وطن کو گھیر لیا ہے " انکو جہانتک ہوسکے کوشش کرکے دفع کرو خدا بھی تمھین بہت اجر دیگا - کیونکہ یہ جہاد ہے "

یوسف" (سینہ پر ہاتھ رکھکے) امیرالمومنین - اگر یہ جان تخت شاہی اور وطن پر قربان ہوجائے تو اس سے زیادہ میرے لیے کوئی فخر نہین ہوسکتا "

یوسف کو خلعت دیا جاتا ہے

(آداب شاہی بجالاکے) یہ عزت میرے ہی لیے نہین میرے تمام خاندان کے لیے مایۂ ناز ہوگی "

ابوعبداللہ (سب کی طرف خطاب کرکے) اب آیندہ مقابلہ کی نسبت تم سب کوئی کیا کہتے ہو

موسیٰ" میرا ارادہ ہے کہ کل یوسف کو تو یہان شہر کی حفاظت کے لیے چھوڑ جاؤن اور خود ایک بہت بڑی فوج سے جاکے اہل کیسٹل پر جو عرصہ دنیا تنگ کردون ایک بھی بڑی شکست ان لوگون کو ہوگئی تو حوصلے پست ہوجائینگے - اور پھر ان سے سوا اسکے بعد کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ اپنی باقیماندہ فوج کو لیکے جنگ سے بھاگ جائیں "

ابو عبداللہ :- میں نے جو ارادہ کیا تھا۔ اس پر آج تک قائم ہوں۔ تمہیں ان تمام باتوں کا اختیار ہے ملک کی حفاظت اب تمہیں لوگوں کے ہاتھ ہے :-

موسیٰ :- (سلام کر کے) اس اختیار پر مجھے فخر ہے اب میں نے تو فیصلہ کر لیا کہ کل تم سے مقابلہ کو جاؤنگا۔ تقدیر جو رنگ دکھائے :-

ابو عبداللہ :- جاؤ۔ خدا تمہیں کامیاب کرے

موسیٰ جاتا ہے اور پردہ گرتا ہے۔

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

غرناطہ کی ایک سڑک

یوسف آپ ہی آپ بکتا ہے

یوسف :- خود بخود) شرم! شرم! بے غیرتی! بے آبروئی! تمام خوشیاں برباد! کل اسپین خاک میں! ملی عزت ہماری ناموری سب پر پانی پھر گیا! دین بدنام اسلام ذلیل! ہوا! بادشاہ ایسا بودا! بے ہمت! دل میں قوت ہی نہیں! ساری قوم کا جوش دیا دیا! ایک ہی لڑائی میں دل ہار دیا! لاحول ولاقوۃ! کیا مسلمانوں کو کوئی اور بادشاہ نہیں ملتا یہ ابتک تخت پر کیوں ہے! او باغی جاتا ہے! سمجھا جاتا ہے صلح اسطرح ذلت سے درخواست کر کے! شکست کھا کے صلح! غیرت کیا ہو گئی! حمیت کہاں گئی! مر جانا کیوں نہیں پسند کرتا؟ میں ایسے بادشاہ کا خلعت لیکے کیا کرونگا (خلعت جو پہنے ہے۔ اسکی طرف اشارہ کر کے) یہ ذلت کا لباس میں کیوں پہنے ہوں؟ وزیر ابوالقاسم سے کہو (مہر صلح) کا پیغام لیکے جاتا ہے۔ وہی یہ خلعت پہن سکے جاۓ خلعت نہیں سامان ذلت! لعنت کا طوق!

(آہ سرد بھر کے) آہ پیاری صفیہ میں ابو عبداللہ کا خلعت لیکے کیا کرونگا مجھے تیری رضامندی کا خلعت چاہیے۔ میں نے صرف تیرا قول پورا کرنے کے لیے یہ جانبازی کی :-

کی تھی! افسوس بدن چاہے اپنی جان بھی جھونک دون تو اپنی آرزؤن مین کامیاب نہ ہو کر
سلام برباد ہو چکا۔ دین ضعیف ہو گیا۔ دلوں مین وہ جوش ہی نہیں رہا اور وہ ملی!
بس غرناطہ مین تو بس ایک ہے۔ پیاری صفیہ کی آرزوئین پوری کرنے مین صرف تو ہی
میر امدگار ہو سکتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے! آہ زمانہ بدل گیا! غرناطہ کا آخری دور اسلام
کی حالت نزع کی۔ مساجد کی توہین۔ مقابر کا انہدام۔ سب باتین ہوا چاہتی ہین۔
آہ مین نے بڑی کوشش کی مگر تقدیر خلاف تھی! صفیہ کی امید نہ بر آئی! اخر غرناطہ
کی شکست رنجیدہ ہو کر "صفیہ کو کیا منہ دکھاؤن! مین اسکے شوہر ہونیکے قابل ہی کب
ثابت ہوا! پھیگی تو کیا کہونگا؟ قسمت نے ناکام رکھا! اب کیا کرون؟ کہان جاؤن
عزیزون مین جانیکے بھی قابل نہین۔ غرناطہ کی بربادی بھی نہ دیکھی جائیگی۔ غریب اور عشق
وہ تو ہین نامراد! یہ منحوس شہر اب رہنے کے قابل نہین۔ صحرا اور جنگل ہین جنون خیز
دلولون کے لیے مناسب ہین۔ وہین بہت خوب گذرے گی۔ آزادی بھی اور تنہائی بھی"
(شہر کی عمارت دیکھکے) غرناطہ تجھے رخصت! پیاری صفیہ! تجھ سے بھی رخصت چلو
جلدی چلو کوئی دیکھ نہ لے۔ ہان شاید مرا تم ہو۔ نہین غرناطہ کی آخری تقدیر مجھ سے
نہ دیکھی جائیگی کبھی نہ دیکھونگا! قوم بھر کی بے عزتی۔ تمام مسلمانون کی بے ابروئی۔
عورتون کا بے عصمت ہونا! اف سو برس کے مروجہ احکام شریعت کا انہدام۔
کوئی عورت" کہان! یوسف کہان ہو؟"
یوسف" (سجادہ ہو کے) کہین نہین۔ جہان قسمت لیجائے"
عورت" کیا ہوا کیا؟!
یوسف" کچھ نہین جو قسمت مین تھا"
عورت" (دل مین) کیا سٹری ہو گیا ہے؟ فرق مین عقل ٹھکانے نہین رہی! افسوس"
(آواز سے) "آخر کچھ معلوم تو ہو۔ قسمت مین کیا تھا"
یوسف" شکست تباہی۔ بربادی۔ بے عزتی۔ خانہ خرابی سب ہو گیا۔ مجھے زیادہ تنگ
نہ کرو رخصت ہین جاؤ۔ غرناطہ مین جس سے چاہو پوچھ لیو" رونے لگتا ہے"
عورت" ہین! اپنی! یوسف! اسرار ذرا تو دیکھو مجھے پہچانا بھی"
... اسے ... قسمی قسمی پڑا ... کوئی کسی کو نہین پہچانتا۔ کوئی کسی کا نہین

عورت :- امیر المومنین کے خلعت نے ایسا مغرور کر دیا۔ اسکی آنکھ اٹھانا بھی نہیں مجھے

یوسف :- (جھلا کر) خلعت یا شرم کا لباس۔ اپنی عزت کا جامہ! میں کیا کرونگا؟

مجھے ضرورت نہیں اے خلعت میرے جسم سے نکل !!

خلعت کو پھاڑنے لگتا ہے !!

عورت :- (اپنے دل سے) میں! ایسا وحشی! کپڑے پھاڑنے لگا! بالکل مجنون !!

بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیتی ہے

(آواز) :- دیکھو یوسف سنبھلو۔ کیا کرتے ہو؟ تمھیں کیا ہو گیا؟ !!

یوسف :- (دیکھکر) میں نہیں پہچانتا اے عورت تو کون ہے؟ کیوں میرا ہاتھ روکتی ہو !!

عورت :- (حیرت سے) مجھے بھول گیا۔ اتنا جلد !!

یوسف :- ہاں۔ ہاں۔ میں نے پہچانا۔ برقع الٹ کہ مجھ پہچانوں !!

عورت :- کیا آپ تو صفیہ کے بھی آرزو مند ہیں !!

یوسف :- (آہ سرد بھر کر) پیاری صفیہ! وہ میرے دل کی آرزو! وہ ہر وقت میرے دل میں رہتی ہے۔ افسوس میں اس سے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اسکی آرزو نہیں پوری ہوئی۔ میں کچھ نہ کر سکا۔ تقدیر نے دشمنی کی۔ اسلام کو شکست۔ غرناطہ کا زوال سب آفتیں سر پر نازل ہوگئیں میں اپنی پیاری صفیہ سے نادم ہوں۔ آہ۔

عورت :- مجھے پہچانتا ہے؟ !!

برقع الٹ دیتی ہے۔

یوسف :- آہاہ۔ زینب! میری رفیق! میں نے بالکل نہیں پہچانا۔ آہ۔ زینب میں پیاری صفیہ سے نادم ہوں۔ اُس سے کہو کہ یوسف تمھاری شرط نہ پوری کر سکا !!

زینب :- یوسف تم تو بڑے بہادر ثابت ہوئے۔ جان لڑا دی گھر گھر دھوم ہو گئی !! سارا غرناطہ تمھارے نام کا عاشق ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ کیا شرط پوری کرتے !!

یوسف :- مگر نتیجہ کیا ہوا یہی کہ کل سے غرناطہ پر عیسائیوں کی حکومت ہو گی۔ مسلمان ذلت سے ادھر اُدھر جان چراتے پھرینگے بادشاہ بودا ہو تو کوئی کیا کرے۔ صلح کر کے بے وجہ کے شکست کھا گئے۔ اپنے تمام حقوق اپنی ساری عزت اسلام کی وقعت کھو کے آہ میں نے کیا خاک صفیہ کی شرط پوری کی؟ !!

زینب :- یہ تقدیری معاملات ہین - اس مین تمھاری کیا خطا! تم نے اپنا عہد پورا کردیا۔ صفیہ تم سے خوش ہے - وہ تم پر ناز کرتی ہے تمھارے دیکھنے کو مشتاق ہے

یوسف :- (بشاش ہوکر) او ضعیفہ تم مجھے بہلاتی ہو۔ صفیہ کا مین نے کیا دل پورا کیا جو وہ مجھ سے خوش ہوگی !!!

زینب :- تم جبتک جہاد کرتے رہے وہ روز روز تمھاری خبرین دریافت کرتی رہی اسے ہر روز کی خبر پہونچ جاتی تھی تمھاری بہادریان سنکے خوش ہو ہو کر اور تجھ پر ہو ہو کے سنین مجھ سے کئی دفعہ کہہ چکی ہے یوسف کو اپنے گھر مین لا سکو مجھے ایک نظر دکھا دو۔ پندرہ بیس روز سے مین تمھین تلاش کر رہی ہون - چلو اسی وقت میرے گھر چلو !!!

یوسف :- اس ناکامی کے ساتھ مین اپنی پیاری صفیہ کو کیا منھ دکھاؤن اپنے نزدیک تو مین اسکے ملنے کے قابل ہی نہین -

زینب :- نہین ہر طرح تم ایسے ثابت ہوے کہ صفیہ تم پر ناز کرے - چلو اب بازار مین زیادہ ٹھہرنا بے عزتی ہے چلو جلدی چلو !!!

یوسف :- کیا چلون بادشاہ کے بودے پن نے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا - مجھے ہر وقت وہان کی فکر لگی رہتی ہے - دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے !!!

زینب جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اب تمھین اس غم مین مبتلا رہنے سے کیا فائدہ چلو تمھین اسکا بھی خیال نہین کہ صفیہ منتظر ہوگی ۹ (دونون جاتے ہین)

دوسرا اسین

زینب کا مکان

صفیہ بیٹھی زینب کا انتظار کر رہی ہے

صفیہ :- (آپ ہی آپ) زینب آج کہان گئین کہ اتنی دیر ہوئی ابتک نہین آئین وہ تو کبھی اتنی دیر نہین ٹھہرتی تھین میرے ہان اگرچہ وہ بہت دیر بیٹھتی ہین مگر اتنی دیر آج تک کبھی میرے ہان بھی نہین بیٹھین آج تو جیسے وہ گھر مین آنا ہی بھول گئین خدا جانے کہان جاکے بیٹھ رہین ۔ اسی ایسی جگہ جانا تھا تو مجھے ناحق لا بٹھایا مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا وہ تو کہین زیادہ ٹھہرتی ہی نہین - میرا یوسف نہ ملگیا ہو نہین وہ کہان وہ تو میدان -

جنگ مین بہادری دکھا رہا ہوگا ۔ یا شہر کی فصیل سے دشمنون پر تیر چلانے مین مصروف ہوگا ۔ آہ وہ کیسا شریف اور کیسا عمدہ شخص ہے ۔ مین نے ایک ذرا اشارہ کیا تھا وہ جان ہی دینے پر تیار ہو گیا ۔ ایک ذرا سی پھانس چبھ جاتی ہے تو انسان کو گھر پڑ رہنا پڑتا ۔ مگر میرا یوسف روز خدا جانے کتنے زخم کھایا کرتا ہے اور لڑائی سے منہ نہین موڑتا ۔ مین نے صرف امتحان اور ریاضت کرنیکے لیے اسکا امتحان لیا تھا کہ دیکھون اُسکی ہمت اور اسکا حوصلہ کیسا ہے مین یہ بھی دیکھنا چاہتی تھی کہ اُسکے دل مین وطن اور دین کی محبت ہے یا نہین ۔ مگر وہ امتحان مین ایسا ثابت ہوا کہ آج غرناطہ مین کوئی اُسکا جواب دینے والا نہین ہے حقیقت مین اب تو اگر مین اسکی بیوی ہون تو اسکے لیے باعث عار ہوگا وہ قدیم خیالات اسکے دل مین باقی رہے ہون گے ؟ وہ نہین معلوم اب بھی مجھے چاہتا ہے یا نہین ۔ میرا اب کہان ایسا رتبہ کہ اسکا سا شریف نوجوان مجھے اپنا کفو بنالے ۔ مگر نہین وہ میری محبت سے دست بردار نہ ہوا ہوگا ۔ اسلیے کہ وہ ایک شریف اور قول کا پورا ہے ۔ وہ اب بھی میرا عاشق ہوگا ۔ کیا یہ نہین ہو سکتا کہ شاید اب مجھے بھلا کے وہ میری عاشقی ترک کر چکا ۔ اب مین اسکے عشق کا دم بھرون ۔ مگر آہ ! عشق ۔ بہت دشوار چیز ہے اسکی مصیبتین جھیلنے کے لیے یوسف ہی کا ایسا شریف اور متحمل انسان چاہیے ۔ مین اسکا سا دل ۔ اسکی سی ہمت ۔ اسکا سا جوش کہان سے لاؤنگی "

مگر جو کچھ ہوا تو مین اسکی عاشق ہون اختیار کی چیز نہین ہے ۔ آہ ! اب تو مجھ سے اسکے فراق کی مصیبت نہین برداشت کیجاتی ۔ ہزار رکتی ہون ۔ ہزار ضبط کرتی ہون ۔ مگر یہ دل خواہ مخواہ بیتاب ہی کئے دیتا ہے خدا کرے زینب کو میرا یوسف مل گیا ہو "

کسی کے پاؤن کی چاپ سی جاتی ہے ۔

(چونک کر) وہ کیا زینب میرے یوسف کو لے آئی "

زکیہ آتی ہے

وہ زکیہ تمہاری اماں جان کہان گئین ؟ اتنی دیر ہو چکی ابتک نہین آئین ۔ انتظار مین مین کبتک بیٹھی رہون ؟

زکیہ وہ خدا جانے کہان گئی ہین ۔ اتنی دیر تو انھین کبھی نہین ہوتی تھی "

صفیہ :- تو اب میں جاتی ہوں ۔ وہ آئیں تو کہہ دینا کہ صفیہ آئی تھی دیر تک انتظار کرتی رہی آخر اکتا کے چلی گئی "

زکیہ :- ابھی بیٹھئے ۔ اب آتی ہی ہونگی "

صفیہ :- نہیں میں جاؤنگی "

صفیہ برقع اوڑھ کے جاتی ہے

زکیہ :- (خود بخود) دیکھو آج خدا نے کتنے دنوں کے بعد صفیہ آئی تھیں ۔ مگر اماں جان ایسی جا کے بیٹھ رہیں کہ آخر وہ چلی گئیں ۔ آج ہی انہیں بھی بیٹھ رہنا تھا ۔ میں کئی دفعہ انسے کہہ چکی تھی کہ صفیہ کو کس روز سے آئیے آج وہ آئیں تو یہ "

صفیہ نازو ادا سے پھرتی کے ساتھ پھر آ جاتی ہے "

صفیہ :- زکیہ زینب آتی ہے " اور انکے ساتھ مرا پیارا یوسف بھی ہے میں اور دوسرے کمرے میں جا کے چھپ رہتی ہوں ۔ تم خبردار نہ بتانا ۔ شاید مجھے آتے دیکھ لیا ہو اور تم سے پوچھیں تو اپنا نام سے دینا کہ میں کہیں جاتی تھی میں تو برقع اوڑھے ہوئے تھی ۔ پھر مجھے پہچانا تھوڑا ہی ہوگا ۔ اچھا دیکھو بتا نہ دینا "

صفیہ دوڑ کے دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے اور زکیہ مسکرانے لگتی ہے

زکیہ :- (خود بخود) میں کیوں بتانے لگی ۔ چاہے صفیہ شام تک بیٹھی رہیں ۔ مگر اماں جان کو یوسف کہاں مل گئے ۔ سنتی ہوں کہ وہ رات دن لڑائی میں مشغول رہتے ہیں "

یوسف اور زینب دونوں آتی ہیں ۔ زینب برقع اتار کے کھونٹی پر لٹکا دیتی ہے "

زینب :- زکیہ کیا تم کہیں جاتی تھیں "

زکیہ :- نہیں میں تو کہیں نہیں جاتی تھی مگر ہاں آپ کو آنے میں ایسی دیر ہوئی کہ کئی دفعہ گھبرا گھبرا کے میں باہر گئی ۔ اور دیکھا کہ آپ آتی ہیں یا نہیں ۔ ابھی ابھی تیسری دفعہ گئی تھی مگر میں نے تو آپکو نہیں دیکھا ۔ کیا آپ نے مجھے دور سے دیکھ لیا تھا ؟"

زینب :- تو کیا برقع اوڑھ کے گئی تھیں ؟ میں تو سمجھی کہ اکیلا چھوڑ کے تم کسی کام کو جاتی ہو

زکیہ :- نہیں جاتی کہاں ؟ ہاں برقع اوڑھ لیا تھا ۔ کیونکہ مجھے یوں باہر جاتے شرم آتی ہے

زینب :- یوسف اب تمہارا کیا ارادہ ہے ؟ کیا آخر تک لڑائی میں مصروف رہو گے ؟! اللہ جو تم کام سو تمکو چھوڑ دو ۔ خدانہ کرے کہیں دشمنوں نے ایک جرکا لیا تو ۔

ساری آرزوئین خاک مین مل گئیں۔ جس غرض کے لیے تم نے میدان جنگ مین قدم
رکھا تھا وہ حاصل ہو گئی تمھاری صفیہ تمھارے لیے بیتاب تمھارا خیال ہر وقت
اسکے دل مین رہتا ہے بے تمھین یاد کئے چین نہین پڑتا پہلے تم اُسکے ہجر مین جسقدر
بیتاب تھے وہ اب اس سے زیادہ تمھارے لیے بیتاب ہے ؎

یوسف:۔ آہ سرد بھر کے زینب! افسوس مین اپنی جان صفیہ کی شرط تو پوری
ہی نہین کرسکا اُسے کیا منہ دکھاؤن۔ جس کام کے لیے اس نے مجھے بھیجا تھا۔ آہ مین
اُسے بالکل بگڑا ہوا چھوڑ آیا ہون اہل کیسٹل غالب آگئے سلمان کی شکست ہوگی

زینب:۔ اب امیر المومنین کا کیا ارادہ ہے ؎

یوسف:۔ صلح۔ وہ کیسے نہین۔ اپنا ملک عیسائیون کی سپرد کرکے اب دیکھنا ہم
سبکو اپنے وطن مین رہنا دشوار ہو جائیگا ؎

زینب:۔ کیا تمام مسلمانون نے جو غرناطہ کی عزت بازو تھے ہمت ہار دی؟ سب ذلت گوارا کرینگے

یوسف:۔ سب نے گوارا کر لی کسی مین غیرت نہین ؎

زینب:۔ اچھا صفیہ کی اسمین کیا خطا؟ تم نے اوسکی محبت کیون چھوڑ دی ہے ؎

یوسف:۔ پیاری صفیہ کی محبت! بھلا وہ میرے دل سے نکل سکتی ہے؟ کبھی نہین
اوسکی محبت جان کے ساتھ ہے ؎

زینب:۔ تو مین اسے بلا بھیجون؟ وہ مشتاق ہے ؎
(زکیہ سے) زکیہ صفیہ نہین آئی ابتک؟ انھون نے آج آنے کا وعدہ کیا تھا ؎

زکیہ:۔ اماں جان آج تو نہین آئین اور وہ بہت دنون سے نہین آئین۔

زینب:۔ مگر آج اونھون نے وعدہ کیا تھا۔ اچھا تم جاؤ۔ انھین چپکے سے یہان بلا لاؤ ؎

یوسف:۔ (گھبرا کے) مگر مجھے انکا سامنا کرتے شرم آتی ہے ؎

زینب:۔ اب زیادہ باتین نہ بناؤ۔ ساری شرم جاتی رہیگی کیا اس شرم کی وجہ سے اُس
بیچاری کو ہجران کروگے؟ تمھین اُسکے ساتھ ایسا سلوک نکرنا چاہیے۔ اُسنے وفاداری
سے تمھارا خیال رکھا یہ خیال پہلے تو صرف تمھاری بیتابیونکو دیکھکے اسکے دل مین پیدا
ہوا تھا۔ لیکن اب اسی پر رحم کرنے لگے وہ اب کسیوقت تمھارا خیال بھولتی ہی نہین ؎

یوسف:۔ افسوس! مجھ سے اس سے چار آنکھین کیونکر ہونگی؟ اور زینب اب تو مین اپنی زندگی سے

بیزار ہون۔ سوا اسکے کہ شہر غرناطہ کے پھاٹک سے نکل کے دشمنون پر حملہ کرون
اور انسے لڑکے اپنی جان دیدون اور کچھ نہین سوجھتا ۔

زینب ۔ زکیہ۔ تم تو جاؤ۔ مین انھین سمجھاؤن گی ۔

زکیہ جانے کا سامان کرتی ہے۔

یوسف ۔ مگر اب مجھے جانے دو۔ زینب تم مجھے ذلیل کروگی۔ سچ کہتا ہون مین اپنی
معشوقہ صفیہ پر دل و جان سے قربان ہون۔ اسکی ہر ادا پر جان دیتا ہون
اصل مین اسکا عاشق ہونے کے قابل نہین ہون۔

زینب ۔ ہائے افسوس! یہ تمھین کیا ہوگیا۔ کس نے تمھارا دل پھیر دیا ۔

یوسف جانے کیلیے اٹھتا ہے

زینب ۔ آخر اب یہان سے کہان جاؤگے؟ کچھ معلوم تو ہو ۔

یوسف ۔ کہہ تو دیا کہ اپنی پیاری نازنین صفیہ کے حکم۔ اپنے وطن غرناطہ کی حفاظت
اور اپنے مذہب کی آزادی بچانے پر اپنی جان دیدونگا یا تو کفار ہی ہونگے یا مین ہی ہونگا

صفیہ دوسرے کمرے سے نکل آتی ہے

صفیہ ۔ دیکھو زینب ہوش اوڑان۔ دیکھو زینب انھین جانے نہ دینا۔ اور اگر حقیقت تو
[illegible] جیسے اگر بس چلے جانے دیتی ۔

یوسف سہم کر خود رہ جاتا ہے۔

زینب ۔ صفیہ! تم یہان کیسے چلی آئین؟ تم نے انھین کیا سکھا دیا ۔

صفیہ ۔ بڑی دیر سے یہین کھڑی تھی۔ تمھاری سب باتین سن رہی تھی۔ جب مجھ سے
نہ ضبط ہوسکا تو نکل آئی۔ شرم سے مجھے کسی طرح جرأت نہ ہوتی تھی کہ اُنکے سامنے
کوئی لفظ زبان سے نکالون۔ یہ آخری وقت تھا جسکے بعد مین کسیطرح زندہ نہین
رہ سکتی۔ مرتے دم تک [illegible] جب تک آپ یہان ہین میرا دل ہرگز نہین ٹھہر سکتا۔ آہ
اگرچہ یہ نامرادی کی موت ہوگی مگر مین اسے وصال کی سمجھونگی۔ مین ایسا قدم نہین چھوڑونگی

زینب ۔ (خود بخود آہستہ) اب تو صفیہ خود آگئی وہ آپ سمجھا لیگی۔ میرے سامنے وہ تو کچھ
جواب نہ دینگے ذرا مین یہان سے ٹل جاؤن۔ تو دونون اپنے دل کا جوش نکال لین ۔
زینب ۔ زکیہ بیٹی ذرا ادھر چلو۔ مجھے کچھ تم سے کہنا ہے ۔

زنبیلہ ... جاتی ہے اور دیر تک یوسف اور صفیہ ایک دوسرے کی
صورت دیکھا کرتے ہیں

یوسف:۔ پیاری صفیہ۔ میں کن آنکھوں سے تمہاری صورت دیکھوں!
یہ آنکھیں وہ سامان دیکھ آئی ہیں جو قیامت تک تمہاری آرزو نہ پوری ہونے دیگا!

صفیہ:۔ (شرم سے) نہیں یہ نہ کہو!

یوسف:۔ میں سچ کہتا ہوں!

صفیہ:۔ (دبی زبان سے) خدا نہ کرے۔ کیوں؟ میری آرزو کیوں نہ پوری
ہوگی؟ اب اس سے زیادہ کیا آرزو پوری ہوگی کہ تم آنکھوں کے سامنے بیٹھے ہو!

یوسف:۔ تمہاری وہ آرزو جسکے پورا کرنے کے لیے میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھے گیا تھا!

صفیہ:۔ وہ کونسی آرزو ہے؟

یوسف:۔ غرناطہ کی فتح۔ کافروں کی شکست!

صفیہ:۔ نہیں۔ نہیں۔ اب میں یہ نہیں چاہتی!

یوسف:۔ (حیرت سے) تم نہیں چاہتیں کہ غرناطہ دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہے؟!

صفیہ:۔ (شرم سے) سچ ہے میں چاہتی ہوں مگر!

یوسف:۔ مگر کیا؟!

صفیہ:۔ (دبی زبان سے) تمہیں کھو کے نہیں!

یوسف:۔ تمہیں نہیں معلوم کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا؟ ہر ایک کی بے عزتی۔ تمام شریفوں کی
بے عزتی دین کی توہین۔ مسلمانوں کی تحقیر شریفوں کی خرابی۔ بیوؤں کی خانہ بربادی
یہ سب باتیں تمہیں گوارا ہیں؟ اسوقت میں تم جیتے تو کیا ہوا؟ کچھ نہیں پیاری صفیہ تم
معشوقہ ہو تمہاری ادائیں دلستان ہیں۔ مردوں کی قربانی چڑھنا چاہیئے کیا تم نے
نہیں سنا کہ عالمگیر حسن پر اکثر عشاق قربان ہو جایا کرتے ہیں؟ اسیطرح مجھے اجازت دو
اپنی جان تم پر فدا کر دوں۔ اس ذلت سے نہیں جسطرح بعض نادان عشاق فدا کرتے
ہیں۔ بلکہ اسطرح کہ میں غرناطہ کی حمایت کیلیے غنیم کی فوج پر حملہ کروں اور لڑتے لڑتے
کافروں سے یا غرناطہ کو آزاد کراؤں اور یا میں خود ان مصائب سے نجات دوں۔

صفیہ:۔ (آبدیدہ ہوکر) یوسف اگر تم نے یہی ارادہ ٹھان لی ہے تو مجھے بھی اپنے ساتھ

لیتے چلو۔ کیونکہ مین تمھارے خیال کو اپنے دل [illegible]

یوسف ۔ (جرشت سے) تم میدان جنگ مین چلو گی [illegible] سر کے ساتھ [illegible]

تو مین تمھاری صورت دیکھون گا یا کافرون کا مقابلہ کرونگا [illegible] مین

میری اور تمھاری دونو نکی ناموری ہوگی ”

صفیہ ۔ نہین یہی ناموری سے باز آئی۔ خدا کے لیے یوسف مجھے زیادہ مایوس نکرو ”

صفیہ یوسف سے لپٹ کر رونے لگتی ہے ”

یوسف ۔ اچھا تم رو موقوف کرو مین اب وعدہ کرتا ہون کہ نہ جاؤنگا۔ ہرگز نہ جاؤنگا افسوس تمھاری محبت نے مجھے بودا بنا دیا خود میرا دل ہی اب میدان جنگ مین جانے سے پس و پیش کرتا ہے۔ مگر افسوس مین نے تو اپنے دل مین ٹھان لی تھی کہ جہاد کے میدان مین اپنی جان دونگا ”

صفیہ ۔ مین تمھین روکتی ہون مگر ہان اتنا کہتی ہون کہ جو تمھارا خیال ہوگا وہی میرا خیال ہوگا۔ اگر اب زندگی سے تم تنگ آگئے ہو تو مین بھی تنگ آگئی ہون ”

یوسف ۔ نہین مین اپنے ارادے سے باز آگیا۔ اب یہ زندگی تمھاری نذر ہے۔ پیاری صفیہ۔ اسے تمھاری ناز برداری مین صرف کرونگا۔ مگر نہین بس اب رونا موقوف کرو دیکھو تمھاری بیتابی دیکھ کے میرا دل قابو سے نکلا جاتا ہے ”

یوسف صفیہ کے آنسو پونچھتا ہے اور صفیہ کچھ آہستہ آہستہ الگ
ہٹ کے بیٹھ جاتی ہے

یوسف ۔ مگر ہماری زندگی اب بڑی ذلت کی حالت مین گذریگی۔ اچھا ہم تم دونو وطن چھوڑ کے ملک مغرب مین چلے چلین یہ زندگی وہان شاید کچھ اطمینان سے گذر جا یہان تو اب اسلام پر ادبار طاری ہے ”

زینب آجاتی ہے

زینب ۔ یوسف کہو اب کیا ارادہ ہے ”

یوسف ۔ اپنے ارادہ پر کیونکر مین قائم رہ سکتا تھا جبکہ پیاری صفیہ خلاف تھی تو مین انکے حکم کا تابع ہون جو انکی راے ہو وہ میری راے ہے۔

زینب:۔ تو اچھا۔ اب جو مین بتاؤن اُسپر عمل کرو تم دونون ایک دوسرے کے فراق مین انتہا سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہو۔

یوسف:۔ بیتابی کا حال تو خدا کو خوب معلوم ہے جب گذشتہ زمانہ فراق کو یاد کرتا ہون تو مجھے حیرت ہو جاتی ہے کہ اتنی مدت کیونکر گذر گئی۔ اور اتنی سی ہجران نصیب کچھ ایسی مایوسی دل مین پیدا کی کہ جان دیدینا ہم زندہ رہنے سے آسان معلوم ہوتا ہے۔

صفیہ:۔ (دبی زبان سے) ہان زینب تم کیا کہتی تھین۔

زینب:۔ میرے نزدیک تو جہانتک جلد ہو سکے اب تمھارا نکاح ہو جائے کوئی دن معین کر دین اُس روز قاضی صاحب کو اور ان کے دو چار دوستونکو بلا لونگی وہ اکے نکاح پڑھ دینگے اور کسی کو کانون کان خبر بھی نہوگی۔

یوسف:۔ میرے لیے تو اس سے زیادہ کس بات مین خوشی ہو سکتی ہے اگر وہ تمنا پوری ہوگی جس سے بڑھ کے عمر بھر مین کبھی کوئی اچھی تمنا میرے دل مین آئی نہین خدا کرے میری دلربا صفیہ بھی منظور کرے۔

زینب:۔ کیون صفیہ۔ تم راضی ہو نہ؟

صفیہ:۔ (گردن جھکا کے اور شرم سے) کیا تم جانتی ہو کہ میرا دل اس خوش قسمتی کی بات سے مجھے انکار کرنے دیگا۔ لیکن اگر ابا جان کو اطلاع کر کے ایسا ہوتا تو زیادہ اچھا تھا۔

زینب:۔ وہ ہرگز منظور نکرینگے۔

صفیہ:۔ وہ یوسف کو بُرا سمجھتے ہین؟ نہین میرے یوسف سے زیادہ لائق اور شریف سارے غرناطہ مین تو کوئی ہے نہین زینب وہ کبھی نہ انکار کرینگے۔ بلکہ ان سے قرابت پیدا کرنا باعث افتخار ہوگا۔

زینب:۔ نہین مین یہ نہین کہتی کہ ان سے نکاح کرنا پسند نکرینگے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ لڑائی نے کل اہل اسلام کو اس درجہ پریشان کر دیا ہے کہ آج کل اس قسم کی کاروائیون کو کوئی نہ پسند کرے گا۔

صفیہ:۔ اچھا تو تمھین اختیار ہے مین جو تم سے کہونگی اسکے خلاف نکرونگی۔

زینب:۔ تو اچھا۔ آج کون دن ہے۔ منگل۔ بدھ جمعرات جمعہ۔ بس جمعہ کے روز نکاح ہو جائے مین یہان سب سامان کر لونگی تم ضرور آجانا۔ یوسف دیکھو۔

ایسا نہ ہو کہ تم غائب ہو جاؤ۔ ان دنوں تمہارے مزاج میں وحشت زیادہ بڑھتی جاتی ہے
یوسف :- میں اپنے ساتھ دشمنی کرونگا! یہ میری تو عین کامیابی ہے ضرور آؤنگا بلکہ پہلے سے میں یہاں موجود رہونگا۔"

زینب :- "تو بس اب طے ہو گیا۔ اگر کچھ عذر ہو تو اسی وقت کہدو۔"

یوسف :- "کچھ عذر نہیں۔"

زینب :- "صفیہ اب تمہارے گھر میں تمہارا انتظار ہو رہا ہوگا۔ بیٹی تم اب جاؤ۔ اور دیکھو اس روز کوئی معقول بہانہ کرکے آنا۔ کیونکہ خواہ مخواہ دیر تک ٹھہرنا ہوگا۔"

صفیہ :- (مسکرا کر) اچھا اب میں جاتی ہوں۔"

صفیہ چلی جاتی ہے۔

یوسف :- "تو اب میں بھی جاتا ہوں۔"

زینب :- "کہاں جاؤگے۔"

یوسف :- "ذرا میں سردار موسے بن ابیل کے پاس جاؤنگا دیکھوں کیا فیصلہ ہوگا۔"

سب جاتے ہیں۔

تیسرا سین

غرناطہ کے قریب ایک گاؤں یوسف کا گاؤں

یوسف اپنے مکان کے دروازے سے نکل کے سڑک پر جا رہا ہے۔

یوسف :- (آپ ہی آپ) کیا نا زمانہ ہے۔ ایدھر دیکھو بدقسمتی ہی نظر آتی ہے! والد اور والدہ دونوں نے جواب دیدیا! اُن سے ایسی امید تھی۔ مگر میرے دلکی بیتابی کا حال انہیں نہیں معلوم۔ ورنہ اس صفائی سے انکار نہ کرتے۔ خیر ادہر سے تو جواب ملگیا اب روپیہ کا انتظام کہاں سے ہو۔ میرے پاس تو ایک کوڑی بھی نہیں۔ پرسوں ہی نکاح ہے۔ مہر کا روپیہ کیونکر ادا کرونگا کچھ ادہر بھی خرچ ہوگا۔ شاہی خزانہ سے کچھ ملنے کی امید نہیں۔ وہاں اجکل روزانہ مصارف اور مخارج میں بھی تنگی ہو رہی ہے کیا کروں؟ ہاں ایک شریف آدمی سے تو چوری بھی نہیں ہو سکتی ورنہ یہی کرتا۔ کسی ایسے شخص سے بھی ملاقات نہیں جس سے کچھ قرض نے سکوں اور ہوتا تو وہ بھی

آجکل کچھ نہ تھا۔ ان دنون تو سب کی بے اعتنائی ہوگئی ہے کیسکو کیسکا اعتبار نہین رہا یون اگر روپیہ کا کچھ انتظام نہ ہوسکا تو کیا کرونگا۔ مجھ سے تو سنہ نہ دیکھا جائیگا۔ نال جاؤنگا۔ مگر یہ کوئی اور معاملہ نہین ہے۔ میری پیاری صفیہ وہان اسکے مجھے نہ پائیگی تو اسکے دل مین خدا جانے کیا کیا خیال آئینگے یہ بہت اچھا فیصلہ تھا کہ اسکے عشق مین اپنی جان دیدیتا۔ اور عزت سے۔ مگر افسوس خود اسکو گوارا نہ ہوا میری معشوقہ وفادار ہے لوگ معشوقون کا دل سخت کہتے ہین مگر اوسکا دل تو بہت نرم ہے کسیطرح اسپر نہ راضی ہوئی کہ اسپر قربان ہوجاؤن لیکن اب تو مین عجب بلا مین پھنس گیا کچھ نہین سمجھ مین آتا۔ کہ کیا کرون ؎

مسلمہ آتا ہے

مسلمہ :- اخاہ! یوسف! کس سوچ مین؟ ادھر دیکھو۔ السلام علیک

یوسف :- (ادھر دیکھ کے) علیک سلام۔ مسلمہ کہان سے آتے ہو؟ ؎

مسلمہ :- گھر ہی سے آتا ہون تمنے تو بڑا نام پیدا کیا! دنیا بھر مین دھوم ہو رہی ہے ؎

یوسف :- کیا خاک پیدا کیا غرناطہ کی قسمت ڈبونے گیا ڈبو آیا ؎

مسلمہ :- کیون؟ کیا ہوا؟ ؎

یوسف :- مسلمہ تمنے تو بے تکلفی ہے اسوقت مین ایک اور فکر مین ہون پھر ملاقات ہوگی تو تمام حالات بیان کرونگا۔ لیکن خدا کے لیے اسوقت مجھے تنہا ہی چھوڑ دو ؎

مسلمہ :- آخر بتاؤ تو کہ تم پر کیا فکر سوار ہے شاید مین بھی کچھ رائے دیسکون ؎

یوسف :- نہین تم سے کہنے کے قابل بات نہین ہے شاید کسی اور کے کان تک پہونچ جائے تو پھر غضب ہوجائے ؎

مسلمہ :- یوسف استغفر اللہ! تم مجھے ایسا نغو سمجھتے تھے تو مجھ سے ملاقات کیون رکھی؟ تمنے مجھے اس قابل بھی نہ سمجھا کہ دوستون کا راز دار بنون ؎؟

یوسف :- خفا ہونے کی بات نہین ہے۔ یہ بڑا نازک معاملہ ہے۔ اور تم یہان میرے گھر سے قریب ہی رہتے ہو۔ کہین اتفاقاً تمھاری زبان سے نکلجائے اور وہان تک پہونچ جائے تو مجھ سوا اسکے کہ زندگی سے ہاتھ دھوؤن اور کوئی ترکیب نہ بنے گی ؎

مسلمہ :- ابتک یہی کہے جاتے ہو کہ تمھارا راز آشکار کردونگا ؎

یوسف نہیں میں تجھے نہیں ڈرتا ہوں مسلم مجھے تمھاری نسبت بے اعتباری نہیں ہے
اگر میں ڈرتا ہوں تو زمانہ سے اتفاق زمانہ ایسی چیز ہے کہ انسان ہزار احتیاط سے کام لے
مگر ذرا سی لغزش ہو جاتا ہے ان دنوں میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ میرا دشمن

مسلم۔ آخر تم اس درجہ مایوس کیوں ہوئے جاتے ہو؟

یوسف۔ [illegible] سنو اب تم اصرار ہی کرتے ہو تو میں صاف صاف بیان کئے دیتا
ہوں ایک پری جمال [illegible] کی اداؤں نے میرا دل چھین لیا۔ کیا کہوں کہ اسکی نگاہ ناز
نے مجھے [illegible] میری بیتابیاں روز بروز ترقی کرتی گئیں۔ آخر اس حور وش نے
حکم دیا کہ تم جا کے کافرون سے مقابلہ کرو اور غرناطہ کو دشمنان دین کے دست ظلم
سے بچاؤ اسکا اشارہ پاتے ہی مین نے جہاد شروع کیا جسکا حال تم نے بھی سنا ہوگا۔
غرناطہ کی بربادی اور شکست نے مجھے اس درجہ پریشان کر دیا تھا کہ مین نے مایوس
ہو کے قصد کیا کہ کافرون سے لڑکے اپنی جان دیدون مگر میری وفادار دلربا اب میری
نسبت ایسی محبت ظاہر کرتی ہے کہ مجھے سوا اسکی نا برداری [illegible] کے اور کچھ نہیں
بن آتا۔ وہ [illegible] کرتی ہے جبتک [illegible] اس سے نکاح کر لون [illegible] سعید [illegible]
پر سون عقد ہوگا [illegible] کی بہ کچھ کمی ہوگی اُسے [illegible] کسان [illegible] ہم [illegible]
نے انکار کر دیا والدین منظور کرتے ہیں اور وہ والدہ ہی کا حق ہے کیا کوئی التجا [illegible] نہیں [illegible]

مسلم۔ مجھے تمھاری شادی کا حال سنکے بڑی خوشی ہوئی مگر [illegible] کا بندوبست
ہونا آجکل دشوار ہے۔

یوسف۔ تم ذرا دشوار کہتے ہو میرے نزدیک تو ہو ہی نہیں سکتا۔

مسلم۔ نہیں ایک تدبیر ہے اب کوئی تم معمولی آدمی نہیں ہو غرناطہ کے ہر شخص کو تمھارے
ساتھ ہمدردی ہوگی اگر تم وہان جاؤ اور وہان کے شیوخ اور [illegible] سے کچھ مدد مانگو
تو ممکن نہیں کہ وہ لوگ تمھاری اعانت نہ کرین۔

یوسف۔ یہ سچ ہے مگر اس زمانے میں کسیکو کسی سے ہمدردی نہیں ساری قوم پر کا
اعتبار جاتا رہا۔ اور اب ادبار طاری ہو گیا ہے اور ادبار کے زمانے میں نا اتفاقی سے
بے اعتباری سب ہی قسم کی خرابیان پیدا ہو جایا کرتی ہین اور تم دیکھ لینا روز بروز پیدا ہوتی جاسکتی

مسلم۔ مگر تم ان لوگوں میں نہیں ہو جن پر اعتماد نہ کیا جائے سردار موسیٰ وغیرہ تمھاری

ضرور اعانت کرینگے۔ تم جاؤ۔ دیکھو تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہے"

یوسف۔ تم کو تنہا چھوڑ کے یہان سے چلا جاؤن مگر مجھے امید نہین"

مسلمہ۔ ضرور جاؤ"

یوسف۔ اچھا مین اسیوقت جاتا ہون۔ لیکن تم اس راز کو کسیکے سامنے نہ بیان کرنا

مسلمہ۔ پھر وہی بات جاتے ہو اب تمھین میرا بالکل اعتبار نہین رہا"

یوسف۔ اچھا تو اب جاتا ہون"

(جاتے ہوئے) السلام علیکم"

مسلمہ۔ وعلیکم السلام"

دونون ادہر ادہر چلے جاتے ہین

چوتھا سین

خانقاہ کا ایک حصہ

یوسف تنہا ٹہل رہا ہے

یوسف۔ آپ ہی آپ) یہان چلا تو آیا مگر کسی سے کچھ امید ہو سکتی ہے یا کسی سے نہین یہ وقت مدد کا ہے وہ مسلمہ ہے جس نے ہزار کہا مگر اسکو کسیطرح یقین نہین آتا اُسی نے مجھے مجبور کرکے خانقاہ مین بھیجا۔ آہ مایوس عاشق کی بیتابی چیز ترس کھانیوالے دنیا مین بہت کم ہوتے ہین اور کوئی بھی بیدرد صفیہ کا عاشق ہو تو وہ جانے کہ میری بیقراری جائز ہے یا ناجائز۔ نہین خدا نکرے کہ کوئی اسکا عاشق ہو اگر وہ میرا رقیب ہی تو ہوگا اگر وہ میری طرح پاکدامن صفیہ مجھپر اسے ترجیح دیگی۔ اچھا پھر اب کہان جاؤن وہ تمام سرفروش میرے ہمراہ لڑائی مین جانباز ثبوت کو اپنی آنکھون سے دیکھ چکے ہین۔ کیا انہین سے کوئی میرا ساتھ نکریگا۔ مجھے تو یہ بھی نہین معلوم کہ لڑائی کا کیا حشر ہو۔ صحیح کس پہلو پر ہوئی شہرت روز روز جو کہیں اڑا کرتی ہین انکا کیا اعتبار افسوس اب تو عبداللہ شاہ خوش نام کو بھی کوئی امید نہین رہی کہ میرا ساتھ دینگے جن کے حملے سے کچھ ہوئے اچھا چلو۔ زینب سے چلکے اس بارہ مین کچھ مشورہ کرون صرف وہی ایک ہے جو مین میری مدد کر سکتی ہے اور کچھ بندوبست نہ ہو سکا تو اس سے"

کہدونگا کہ مین نے پھر وہی راے اختیار کرلی - اور عیسائیون سے مقابلہ کرنے جاؤنگا
افسوس - عشاق کی قسمت کیسی بری ہوتی ہے" اب پیاری معشوقہ وفادار اور
محبت کی قدردان ہے تو قسمت نے عداوت پر کمر باندھی! ہاے مین کس مایوسی
سے جان دونگا - اور اگر ایسا ہو تو اُسکے نازک دل پر کتنا بڑا صدمہ ہوگا -
عکرمہ آتا ہے"

عکرمہ :- (جوش سے) اخاہ! یوسف کہان تھے؟"
یوسف :- پژمردگی مین اپنے گھر چلا گیا تھا"
عکرمہ :- (مایوسی سے) یہان کا حال تو سن ہی چکے ہونگے"
یوسف :- (متوجہ ہوکر) ہان کیا ہوا - مین نے کچھ نہین سنا"
عکرمہ :- (حیرت سے) کچھ نہین عجب - آہ - یہان تو قیامت ہی آگئی - یوسف ہم تم
ایک دوسرے کو اس عزت اور دفعت کی حالت مین دیکھ چکے ساری عزت کل
شرافت تشریف لے گئی (آبدیدہ ہوکر) اب تو غلامی ہے رہن عزت کہان"

افسوس امیرالمومنین اور سب نے دل ہار دیا -
یوسف :- یہ سب تو میرے سامنے ہو چکا تھا - بلکہ وزیر ابوالقاسم عہدنامہ کی تکمیل کرنے
گئے تھے اُسکے بعد سے نہین معلوم کہ کیا شرایط طے ہوے اور وہان سے وہ کیا جواب لائے
عکرمہ :- آہ تم کو اس بڑے سانحہ کی خبر ہی نہین جو غرناطہ مین ہو گیا! ابوالقاسم کے
آنیکے بعد امیرالمومنین نے قصر حمرا مین دربار کیا کل شیوخ اور قاضی جمع ہوے انکے
سامنے ابوالقاسم نے عہدنامہ پڑھکے سنایا تھا - یوسف ایسی شرطین تھین کہ تم اگر سنو
تو تمھین زندگی سے نفرت ہو جائیگی - امیرالمومنین اور تمام رعایا سے شاہ کیسٹل کو اپنا
بادشاہ تسلیم کرین قاضی اور منتظم اسی نصرانی بادشاہ کے حکم سے معین کیے جاوین
غرض اس قسم کی اور باتین تھین جنکا مطلب مختصر الفاظ مین یہ تھا کہ اسلامی حکومت
نہ رہی اور پوری پوری شاہ کیسٹل ہی کی حکومت ہو جاے یہ عہدنامہ سنایا گیا تو سب
اہل دربار زار و قطار رونے لگے اسوقت سردار موسے اٹھ کھڑے ہوے اور کہنے لگے
اس روز سے تو اچھا ہے کہ ہم سب بڑی عزت اور ناموری کے ساتھ میدان جنگ مین
بہادریان دکھا کے اپنی جانین دیدین ان شرایط کا کیا اعتبار آزادی تشریف لیجائیگی اسلام

بے اگزرتی ہوگی عورتوں کی بے عصمتی ہوگی۔" اور ہم سب ہمیشہ کی غلامی مین مبتلا ہو جائینگے علاوہ
برین ہم سب لوگون کی موت سر پر آ پہونچی ہے تو ہم نامردی بہادری ہی سے "
کیون نہ جان دین یہ اچھا ہو کہ تم لوگ آئندہ ذلتون کو اپنی آنکھ سے دیکھو الغرض موسی
نے سب طرح ابھارا مگر ایک کو جرات نہ ہوئی کہ ذرا شجاعت سے کام لے ۔ آخر موسی نے
یہی کہدیا کہ یہ سب ذلتین وہی دیکھے گا ۔ جو اسوقت اس عزت کی موت سے انکار کرتا ہے
اور مین اس وحدہ لاشریک کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ چاہو تم لوگ ان مصیبتون کو
دیکھو مین نہ دیکھون گا ۔ اس پر بھی کسی نے اتنا نہ کیا کہ سر اٹھا کے موسے سے چار
آنکھین کی ہون ۔

یوسف :- (حیرت سے) کسی نے ساتھ دینی حامی نہ بھری! آہ! یہ ہمارے سلمان لوگو کیا ہوگا"
عکرمہ :- جب خدا قوم کا دفتر الٹتا ہے انہین ایسی ہی پست ہمتیان اور ایسا ہی چلن پیدا ہوتا ہے
یوسف :- (حیرت سے) بچارے موسے کے دل پر اسوقت کیا گذری ہو گی دل ٹوٹ گیا ہوگا
عکرمہ :- دل ٹوٹنا کیسا ابھی آگے تو سنو ۔ لوگونکے یہ بودے پن کی لاجوابی دیکھکے سردار
موسے ایسے شکستہ دل ہوے کہ امیر المومنین سے اجازت ہی نہ لی ۔ اور دربار سے اٹھکے
چلے آئے گھر مین جا کے سامان جنگ سے آراستہ ہوکے شہر سے نکلے چلے گئے اور خدا جانے
کہان گئے مشہور ہے کہ عیسائیونپر جا پڑے بہت سے سوارونکو مار کر شہید ہوگئے"

یوسف کے انسو جاری ہو جاتے ہین

یوسف :- (نہایت غوری جوش سے) شہید ہو گئے ۔

عکرمہ :- آہ! شہید ہو گئے! جب ایسا شخص غرناطہ مین نہین رہا تو اب اسکی نسبت
کوئی بھلائی کی کیا امید کر سکتا ہے"!

دونون روتے ہین"

یوسف :- صرف ایک بہادر تھا جس نے اتنے دنون غرناطہ کی اور اسے دشمنون کے
حملون سے محفوظ رکھا ۔ آہ وہ بھی نہین رہا"
عکرمہ :- مجھے جب یہ خیال آتا ہے کہ اب ہماری زندگی کیونکر گذریگی تو موسی کی موت کا
صدمہ بھی بھول جاتا ہے
یوسف :- بیشک موسی کے بعد جو زندہ رہیگا وہ ذلت ہی مین زندگی بسر کریگا اب ہم لگ

کیوں زندہ ہیں؟ کیا سامان ذلت دیکھنے کو؟ کیا ہماری آنکھیں اپنی قوم کی تباہی بربادی دیکھنے کی مشتاق ہیں؟ آہ ہرگز نہیں ہم کو مرجانا چاہیئے [illegible] موسیٰ کیوں موجود نہ ہوا جب سردار موسیٰ نے یہ تقریر کی تھی چاہیئے کوئی حامی [illegible] تقریر کا اثر [illegible] مرحوم کا ساتھ دینے پر فوراً آمادہ ہو جاتا۔ اور کیا اب انکے پاس پہونچ نہیں سکتا ہوں؟ اچھا موسیٰ۔ گھبراؤ نہیں میں ابھی تمہارے پاس آیا۔ دیکھو آتا ہوں"

عکرمہ۔ یوسف کیا تمہیں جنون ہوگیا ہے کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو"

یوسف۔ جنون ہوگیا ہے؟ ہاں۔ مگر اچھا جنون ہے جو ہر غیرت والے کو ہو جانا چاہئے۔ نہیں اب میں نے بھی اپنے دل میں یہی ٹھان لی ہے۔

عکرمہ۔ یوسف ہوش کی دوا کرو تم اکیلے اگر لڑکے مر گئے تو کیا نتیجہ ہوگا"

یوسف۔ (زور سے آہ کھینچکر) بس اسی خیال نے غرناطہ کو تباہ کیا اسی خیال نے لوگوں کا ساتھ دینے کی جرأت کسی کے دل میں نہ پیدا ہونے دی۔ آہ تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنی جان کو اس وقت بچایا کرتے ہو جب اسکے صرف کرنیکا وقت ہوتا ہے غرناطہ والوں کے لیے یہ جان کا دینے کا وقت ہے نہیں ہماری جان بچنا اچھا یا قوم و سلطنت کا بچنا اچھا ہے"

(عکرمہ نادم ہوکے چلا جاتا ہے)

یوسف۔ یہ لوگ [illegible] ڈرتے ہیں قوم کی عزت نہیں۔ دین کی الفت نہیں ایسی ہی [illegible] سب لوگوں کو بھی پست حوصلہ بنا دیا کرتے ہیں۔ آہ یہی عکرمہ کل تک دلیر پہلوان تھا اور آج یوں جان چراتا پھرتا ہے۔ ایسے لوگوں میں ایک سردار موسیٰ تھا۔ یہ صرف اسکا جوش اور اسکی خوش اعتقادی تھی کہ ان لوگوں سے حمایت غرناطہ کا کام نکلتا تھا ورنہ یہ بھلا مقابلہ کرکے کبھی میدان جنگ میں ٹھہر سکتے تھے۔ اور مجھے تو یوں بھی زندگی سے ناچار آچکا ہوں جاتا ہوں۔ دوسرا شخص ہونگا جو موسیٰ کی طرح اہل کسٹیل پر حملہ کرکے اپنی جان دونگا"

مگر یہ کیا ہوگیا ہے کہ اب میں جو میدان جنگ کا ارادہ کرتا ہوں تو جیسے کوئی اسے میرا دامن پکڑ لیتا ہے یہ کون ہے آہ میری پیاری دلربا صفیہ کے سوا اور کسکو اتنی جرأت کب ہو سکتی ہے اس کے عشق نے بودا بنا دیا۔ مگر خیر کچھ ہو اب تو میں جاتا ہوں سب سے رخصت اے دلربا صفیہ اگر میں تیرے پاس رخصت ہونے کو آؤنگا تو مجھے کبھی نہ آنے دیگی اسلئے یہیں سے رخصت۔ اگرچہ تجھے صدمہ ہوگا"

مگر اب کیا کروں - مجبوری ہے - یہ زندگی تو بے حیائی کی ہے ۔"

دوڑ کے چلا جاتا ہے ۔

پانچواں سین

زینب کا مکان

زینب اور صفیہ بیٹھی ہیں

زینب :- صفیہ - اسوقت کہاں آئیں؟ آج کل بے ضرورت گھڑی گھڑی گھر سے نہ نکلا کرو تمہیں شوق نے تجو کر دیا ہے تمہیں معلوم نہیں کہ شہر کی آج کل کیا حالت ہو رہی ہے ہر جگہ بے امنی اور بے اشتعال - دن دہاڑے لوگ لٹ جاتے ہیں عورتوں کی برابر آبرو ریزی اور بے حرمتی ہو جاتی ہے - بیٹی اب میں جب تک تمہیں خود دیکھ نہ لوں تم ہرگز نہ آنا ۔"

صفیہ :- کیا کہوں - گھر میں تو کمبخت دل لگتا ہی نہیں - اور خصوصاً دو تین روز سے گھر میں ایسا تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ جب دیکھو ماتم ہوتا ہے سردار موسیٰ سے ابا جان کی بڑی ملاقات تھی - اور اب سب کے ذہن نشین ہو گیا کہ موسیٰ کے بعد ملک کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا - اس خیال سے سب لوگ رات دن موسیٰ کا ماتم ہی کیا کرتے ہیں ۔"

زینب :- ہائے بیٹی - موسیٰ کا ماتم گھر گھر ہو رہا ہے غرناطہ میں کون گھر ہے جہاں سے آہ و زاری کی آواز نہیں آ رہی ہے موسیٰ سے ہر شخص کو الفت تھی پر اسکی بات کسی نے نہ مانی - اسکی جان جاتا دیکھا اب سب اسی ملک میں پڑ گئے بار بار میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ستایا گیا ہے - مجھے تو آئندہ اور بدتر حالت نظر آتی ہے - اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ جس طرح بن پڑے جلدی تمہاری شادی ہو جائے ۔"

صفیہ :- (حسرت سے نیچے ہیں) آہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے تو موسیٰ کی بات سے دیتا پیٹنا پڑا ہے اگر ایسا ہو تو مجھے لوگ کیا کہیں گے اور سب تو اپنی فکر میں پڑے ہیں اسمیں کون شریک ہوگا اور کہیں خدانخواستہ ابا جان یہ خبر سن پائیں تو عمر بھر کے لیے میری صورت سے بیزار ہو جائیں - مگر میری زینب میں تو سچ کہتی ہوں سب کچھ ہو جائے پھر ہو جائے بیوفائی نہ کرونگی اور وہ ہیں اپنے جان -

زینب :- (رک رک کے) مگر تمھاری امان جان تجھی سے نفرت مین ڈرتی ‘‘
صفیہ :- رک رک کے نہین زینب تم کیون ڈرتی ہو۔ تم ڈرین اور مجھپر قیامت آگئی مین کہین کی نہ ہون گی - آہ اب مجھ مین صبر کی تاب نہین میرے پیارے یوسف سے مجھے جلدی ملادو -

خود بخود شرما جاتی ہے ‘‘

(جرات کرکے) ہان ہان مین اسکے لئے بیحیا اور بے شرم بنجاؤنگی اپنے یوسف کیا (آپ ہی آپ) ‘‘ آہ! اب کیا ہوگیا - اب تو میری زینب بھی خلاف ہوگئین کیا تقدیر مین زیادہ بے شرمی لکھی ہے میری ساری شرم اسیوجہ سے ہے کہ زینب کو شش کیی ہین انھون نے بھی ساتھ چھوڑدیا آہ کیا ہوگا ‘‘

آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین ‘‘

زینب :- صفیہ گھبراؤ نہین مین تمھارا ساتھ نچھوڑونگی مین نے اب تمھاری مراد پوری کرنیکا عہد کرلیا ہے - اللہ اتنی بیتاب نہو - لو مین وعدہ کرتی ہون کسی بات مین عذر نہین جو کچھ کرنیکو موجود ہون - خدا کیطرف نظر رکھو وہ بڑا کارساز ہے ‘‘
صفیہ :- یہ عہد کرکے لیجئے تو انھین بلا لاؤ - مجھسے یہ مصیبت نہ برداشت کیجائیگی
زینب :- کیسے بلالاؤن بی یوسف کو - ؟ ہان سنکر وہ اسوقت کہان - ! ‘‘
صفیہ :- عدالت کیساتھ مین کیسی بے شرم ہوگئی - ابا جان یہ باتین سن لین تو کیا ہوگا (کانپکر) ان کا خوف جوش کہا جائے غیرت کے دریا مین ڈوب جائین - مجھے مار ڈالین کوتاہی نہ کرین - مگر آہ کمبخت یہی یہ بھی کسیطرح مار ہی ڈالین یہ بھی تو مارے ہین
زینب :- صفیہ دیکھو تم اب بہکی بہکی باتین کرتی ہو - اپنے دلکو سنبھالو ‘‘
صفیہ :- (جھنجھلا کر) یہ دل میرے سنبھالے سنبھلے گا - آہ مین تو یہان صرف اسکی نظر کے لیے آئی تھی - میری زینب جاؤ ڈھونڈ ڈھونڈھ لاؤ ‘‘
زینب :- کہان سے ڈھونڈ لاؤن مین تو جانتی ہون یوسف آج شاید مین بھی ہونگا لڑائی مین شکست ہوجائے ایسے ایسی بے انتہا ... شروع ہوا پھر مجھے بھیرے مین شاید آج شام کل مین عیسائیون کا قبضہ ہوجائیگا یوسف بیا۔ ابھی سے ہوسکے مر نیکی جسکی شمشیر کے تمام جانے اسکا کیا حال ہوا ہوگا - اصل تو یہ ہے کہ دوسرے کے مرنے سے

ان لوگون کی آنکھون مین دنیا اندھیر ہوگئی ہے۔ جو بہادر ہین اور مسلمان ہون کچھ تعجب نہین جو یوسف دل شکستہ ہوکے اپنے مکان مین چلا گیا ہو۔

صفیہ :- (حیرت سے) عیسائی لوگ تو شہر کو چارون طرف سے گھیرے ہوے ہین وہ کیسے گئے کیونکر ہونگے۔

زینب :- وہ تو کسی ترکیب سے چلے جایا کرتے ہین۔ مجھ سے خود کہتے تھے۔ شاید کسی طرف دشمنون کی فوج نہین ہے۔

صفیہ :- پھر کیا کرون زینب جو تمنے کہا یہی سب گھر مین بھی کہتے ہین۔ آجکل مجھے کوئی باہر آنے ہی نہین دیتا۔ تمھارے یہان چھپ کے آئی ہون۔ مین خود ڈرنے لگی تھی بھلا امان جان منع کرتین اور چلی آتی۔ صرف اسکا جوش کھینچ لایا ہے ہر وقت میرے دل مین رہتا ہے۔ اور جسکی جدائی رہ رہ کے کلیجے مین چٹکیان لیا کرتی ہے

زینب :- تمھاری بے صبری سے کچھ بن نہین پڑتا ورنہ بنا سب تو یہ تھا کہ یہ تباہی اور بے امنی کا زمانہ نکلی آتا تو تمھاری شادی ہوتی۔

صفیہ :- (شرم کے لہجے مین) کیا تم جانتی ہو کہ مجھے بے اپنے یوسف سے ملے صبر آئیگا۔ آہ! اب مجھ سے صبر نہ ہوگا۔ زینب ان باتون سے میرا دل کٹتا ہے خدا کے لیے ایسا کہو

زینب :- صفیہ۔ تم گھبراؤ نہین وہی ہوگا جو تم چاہتی ہو مگر مین تمھین رائے دیتی تھی تمھین نہین منظور ہے نہ سہی۔

صفیہ :- مگر ایسی رائے نہ دینا۔

زینب :- اب تم اپنے گھر جاؤ۔ وہان سب بیٹھے گھبراتے ہونگے چلو مین پہنچا آؤنگی اکیلی جاؤگی تو میرا دل لگا رہے گا۔

صفیہ :- مین اکیلی جاؤنگی روز ہی آیا جایا کرتی ہون۔

زینب :- روز کی اور بات ہے اور آج کی اور بات ہے نہین اکیلی نہ جاؤ مین ساتھ چلتی ہون۔ اٹھو۔ دونون برقع اوڑھ کے چلی جاتی ہین۔

چھٹا سین

(جنگل کی ایک سڑک یوسف جا رہا ہے)

یوسف :- (خود بخود) اب کیا رہا کچھ نہین عزت کا خاتمہ آزادی رخصت۔

میں کیوں زندہ رہوں - مرجانا چاہیے موسیٰ آہ دسے لڑکے مرگیا۔ عزت سے جان
دیدیا عز ناظم کو ذلیل چھوڑ گیا - غلامی کی ذلتیں اور سب گوارا کریں - مگر مجھے کیوں
گوارا ہونے لگی اسوقت غیرتمند کو کیا کرنا چاہیے بس وہی باتیں - یا موسیٰ سے
خون کا بدلہ - یا موت کی عزت کی موت - وہی جو موسیٰ کو نصیب ہوئی نہیں موت
نہیں جنت خدا کی رضامندی صرف اتنا ہی نہیں - ناموری بھی - جو قیامت تک یاد رہے
بڑی عزت کے سامان - خدا سب کو نصیب کرے چلو چلو - یہ عزت ہم بھی حاصل کریں
لڑکے مرجائیں - بہادری دکھا کے اپنی جان دیدیں کچھ پروا نہیں زندگی بیکار
بالکل فضول ہے"

دور کی آواز: یوسف کہاں - کس وہم میں ہو"

یوسف: کس نے پکارا کسی جان پہچان شخص کی آواز تھی مگر مجھے تو اب یہ علاقہ ہو
نہیں کوئی مرنے کو اور جان دینے کو جاتا ہوں - چند ساعت کے بعد مردوں میں شمار
ہونگا دنیا سے اسوقت کیوں بے تعلق ہو جاؤں - نہیں میں کسی کی نہ سونگا - لیکن اس
آواز سے ایک انس اور لطف ظاہر ہوتی تھی محبت کیسی کہونگا"

آواز: کیا نہیں سُنا"

یوسف (خود بخود) بیشک نہیں سُنا سنکے کیا کرونگا سُننے کا زمانہ ہی
اسوقت کسی نے سنکی تھی بے غیرتی اور موسیٰ کے خون نے کان بہرے کردیے
ہیں نہیں کان ہی نہیں آنکھوں سے بھی سوا موت کے کچھ نہیں

آواز: کس قدر عجیب یوسف کیا مجھے بھول گیا پہچانتا ہی نہیں - ایسا بھول"

یوسف: نہیں میں کسیکو نہیں پہچانتا" اب پہچان کے کیا کرونگا"
بس اب جنت میں ملاقات ہوگی یہاں میں کسی سے نہ ملوں"

کوئی عورت برقعہ اوڑھے ہوئے آجاتی ہے

عورت - سب ہی شہر میں کوئی اپنا نہیں -

یوسف - ادہر دیکھ تو سہی کوئی غیر نہیں ہوں"

عورت بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیتی ہے

عورت - ادہر دیکھ میں ہی تیری ہمدم تھی -

یوسف (چونک کر) آہ زینب میں نے سنا پ پہچان کے کرون کیا۔ جاؤ تم اپنا کام کرو
اُن لوگون سے ہمدردی نہ کرو جو اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہین۔

زینب :- معلوم ہوتا ہے تمھین جنون ہو گیا ہے رہ رہ کے تمھین جوش آتا ہے
اور جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہو۔

یوسف :- زینب تمنے مجھ پر ایسے احسانات کئے ہین کہ جو تم کہو گی شوق سے سن لونگا
لیکن میری نظر مین غرناطہ مٹ گئے اب وہ غرناطہ کے جتنے لوگ غیرت والے اور سب
کے سب جان دین۔ یہ شہر اب اُن لوگون سے خالی ہوا جاتا ہے جنھین اسکی ہیبت تھی
مین بھی تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہون۔

یوسف :- ہائے زینب۔ کیا تم نے موسیٰ کا حال نہین سُنا۔

زینب :- سب سن چکی ہون۔ سن ہی نہین رو بھی چکی ہون ہر گھر مین موسے کا ماتم
ہو رہا ہے۔

یوسف :- اب تمھین انصاف کرو کہ جب عورتون اور لڑکیون کا یہ حال ہے
تو مردون کو اس غم مین کیا کرنا چاہئے۔ اگر غیرت والے ہین تو چاہیے بیغیرتی کا تماشہ
دیکھنے سے پہلے اپنی جان دین۔ **زینب** نہین یوسف کا نا تجربہ کارون بہادرون
اور غیرت مندون کا یہ کام ہے کہ عمدہ ترکیب سے آگے دفعہ کرنیکی کوشش کرین اور اسوقت
بہادری دکھائین جب کسی نتیجہ اور کامیابی کی امید ہو اور خالی جان دینے سے کیا فائدہ

یوسف :- کس طول امل مین پھنسا رہی ہو تو ان کا انتظام نہ کیا جائے گا۔
مین جاتا ہون ابھی قسمت کا فیصلہ کرونگا۔ بس اب میرا فیصلہ اسی پر ہے یا موت
یا موسیٰ کے خون کا بدلہ۔ **زینب**۔ تو اب تم جان دینے پر آمادہ ہوا۔

یوسف :- بے شک۔

زینب :- اور صفیہ کو کس پر چھوڑ جاؤ گے۔ یہ گوارا کر لیا کہ وہ غریب ان غلامی
اسیری کی ذلتون کے علاوہ تمھارے فراق مین بھی جان کھو دے۔

یوسف :- زینب تمنے بڑا ظلم کیا پھر اسی کو یاد دلایا جسکا خیال ہر موقع پر میرا دامن
پکڑ لیا کرتا ہے اسی نے مجھے بہادر بنایا تھا۔ ہر اب وہی مجھے بودا بنائی ہے آہ کیا کرون
صفیہ کیا اچھا ہوتا کہ تو اب مجھے بالکل اپنے دل سے بھلا دیتی ہے۔

زینب ۔ تم نے اسکو اپنا بنایا اسکا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اب اسے کیا دھوکا دیتے ہو
یوسف ۔ یہ دھوکا نہیں ہے میں بے شک اس سے بیوفائی کرتا ہوں مگر اسکے عشق
مین جان دیتا ہوں ۔ اس سے امید تھی کہ ہمارے عربی اور اسلامی رسوم کے بموجب
غرناطہ کے کسی اور شریف کے لڑکے سے نکاح کرے صفیہ آہ میں تجھے کس دل سے اسبات
کی اجازت دیتا ہوں مگر مجبور ہوں موسیٰ کا خون مجھے بے اختیار کئے دیتا ہے ؎
زینب ۔ افسوس تم نے اسے بے موت مارا ۔ خدا جانے اسکا کیا حال ہوتا کہ تم بھی
جلتے ہو اور میں بھی جاتی ہوں کہ صفیہ تمہارے غم میں بہت جلد اپنی جان دیدیگی ؎
یوسف ۔ اف یہ باتیں میرا حوصلہ پست کئے دیتی ۔ اب تو زیادہ نہ سنونگا ۔ بس ۔
رخصت زینب اب تم جاؤ میری صفیہ کو میری طرف سے پوچھ دینا ۔ میں چاہتا ہوں ۔
جانے لگے پیچھے پڑتا ہے اور زینب ہاتھ پکڑ لیتی جو ؎
زینب ۔ تم اسوقت اپنے ہوش میں نہیں ہو میں ہرگز نہ جانے دونگی ؎
یوسف ۔ (ہاتھ جھٹک کر) نہیں جانے دو میں اب نہ ٹھہرونگا ؎
زینب ۔ صفیہ کو ایک نظر اپنی صورت دکھاتے ہو ورنہ وہ میری جان کھا جائیگی ؎
یوسف ۔ (خوشامد سے) بس اب مجبور نہ کرو اسکی صورت دیکھ کے پھر مجھ سے جایا جائیگا
زینب ۔ نہیں یوں تو میں نہ جانے دونگی ؎
یوسف ۔ ہاتھ چھڑا کے) میں تو اب نہ پھرونگا ۔ موسیٰ کے بعد بیحیائی کی زندگی ہے
یوسف چلا جاتا ہے اور زینب سناٹے میں کھڑی رہتی ہی
زینب ۔ (خود بخود) بڑا غضب ہوا اب کیا کیا جائے ۔ یوسف ہاتھ سے نکلا ۔ اب یہ
سمجھ لو کہ اس نے دشمنوں کی فوج پر حملہ کرکے اپنی جان دیدی وہ بھی ہاتھ سے نکلگئی
اس نے نہیں جان دی صفیہ نے اپنی جان دی اس عشق کا کیا انجام ہونا ہے
کیا یہ دونوں دوسرے ۔ لیلی مجنوں تھے کیا شیریں فرہاد کی پرحسرت واقعہ کو یہ دونوں
از سر نو یاد دلا دینگے ۔ اے خدا تو انکے پاک وصاف دلوں پر رحم کر یہ مظلوم ہیں قسمت
وطن اور انکے دل یہ سب ان دونوں پر ظلم کر رہے ہیں آہ یہ خبر سنکر صفیہ کیا کریگی
شاید اسکے تنگ سی حیا کا برقع اوتار ڈالنا پڑے گا ۔ شاید وہ خبر سنکر آج ننگ
وناموس کو خیرباد کہیگی شاید آج یہ راز عشق افشا ہوگا ۔ اور شاید آج

ہی بلکہ اسیوقت پر بحال بھولی جان سے ساتھ یہ عشق کی کہانی ناتمام ہو جائیگی چلو اب گھر مین چلون۔ صفیہ میرے گھر ہی مین تو بیٹھی ہے۔ ابھی تک غنیمت ہے یوسف ابھی قریب ہے شہر پناہ سے نکل گیا ہوگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا یہ خبر لیکر جلدی چل کے صفیہ کو سنا دون اسے جو کچھ کرنا ہو کرے ورنہ یہی شکایت کرتے کرتے صفیہ جان دیدیگی۔ زینب نے مجھ سے چھپایا۔ آہ یہ خبر سنکر اس کے باعفت اور سادے دل پر کیا گذر جائیگی کاش اس خبر کے لیے کوئی اور قاصد ہوتا! معصوم لڑکے کا دل دکھانا میری تقدیر مین تھا۔ کیسی معصوم؟ جسکے دل مین بے عصمتی کا خیال نہین گذرا"

صفیہ راستہ مین ملتی ہے"

صفیہ:- زینب کہان سے آتی ہو۔ مین تمھارے راہ دیکھتے دیکھتے اکتا کے چلی آئی کب تک بیٹھتی کہو کچھ خبر معلوم ہوئی میرے یوسف کی خبر"

زینب:- (اورو کی آواز سے) صفیہ فیصلہ ہو گیا۔ اب میرا کچھ زور نہین اہ میرا اختیار نہین! مین نے بہت کوشش کی۔ جہانتک مجھسے ہوسکا کوئی بات اٹھا نہین رکھی مگر تقدیر کو کیا مجھ مین تاب نہین!"

زینب:- ہائے کیونکر کہون! صفیہ تمھارا دل مجھ سے نہین دکھایا جاتا نہین اپنی زبان سے نہ کہونگی۔ بس اتنا ہی کافی ہے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا کیا تم تقدیر سے لڑوگی"

صفیہ:- بس اب زیادہ نہ حیران کرو میری بدقسمتی کی خبر مجھے جلدی سنا دو۔ بتاؤ کیا ہوا یوسف اچھا تو ہے"

زینب:- ہان اچھا ہے"

صفیہ:- مگر کیا۔ جو کچھ کہنا ہو کہ ڈالو۔ میرا حال ایسی بیتابی کے انتظار کا متحمل نہین ہے۔

زینب:- کیا کہون۔ صفیہ۔ مجھے یقین نہین کہ یوسف زندہ ہو اگر ابھی تک زندہ بھی ہوگا تو ہائے گھڑی بھر مین نہ ہوگا"

صفیہ:- ہائے یہ کیون؟ یقین کیونکر معلوم ہوا؟ کس نے کہا؟
زار و قطار رونے لگتی ہے"

زینب:- اسی لیے مجھ کہنے کی جرات نہین ہوئی آہ وہ مخفی ہو گیا۔ بیٹی اُسنے تمھارا

خیال دل سے بھلا دیا۔ غیرت نے اسے سنگدل بنا دیا۔ موسیٰ کی موت نے اسے سب باتین بھلا دین وہ اسکے خون کا بدلہ لینے گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ مر جاؤنگا اور یا موسیٰ کے خون کا بدلہ لونگا۔

صفیہ۔ (گھبرا کر) میری زینب۔ یہ کب کا ذکر ہے؟ یوسف کب گیا؟ کتنی دیر ہوئی؟

زینب۔ ابھی ابھی شہر پناہ تک نہ پہونچا ہوگا اور کیا کہون کہ کس بے سر و سامانی سے گیا ہے نہ گھوڑا ہے نہ اسلحے سے کچھ ایسا آراستہ ہے۔ بس بالکل جیسے کوئی دیوانہ کسی کام کی دھن مین نکل کھڑا ہو۔

صفیہ۔ اور تم نے روکا بھی نہین۔

زینب۔ روکا۔ جب سمجھانے سے کسی طرح نہ مانا تو مین نے زبردستی ہاتھ پکڑ لیا مگر اسکا جوش اسپر بھی فرو نہ ہوا۔ میرا ہاتھ چھڑا کے چلا گیا وہ اسوقت کچھ اپنے ہوش مین نہین ہے بالکل دیوانہ ہی بنا ہوا ہے۔ بڑی مصیبت سے تو مجھے پہچانا۔ کسیطرح پہچانتا ہی نہین تھا۔

صفیہ۔ (جوش الم سے) آہ زینب اب کیا کرون میری زینب تمھین کوئی تدبیر بتاؤ اگر کچھ بن نہ پڑے تو جان ہی دینے کو کہدو مگر جو کچھ کہنا ہو کہدو۔ افسوس مین نکاح سے پہلے ہی بیوہ ہوئی جاتی ہون۔

زینب۔ ہان ہان اور تمھارے بارے مین بڑے آزردگی کے ساتھ کہہ گیا ہے کہ تم ناطہ کے کسی اور شریف لڑکے سے نکاح کر لینا۔

صفیہ۔ (غضب آلود شرم سے) مجھے ایسا بیوفا سمجھا کہ میرا دل سچ کہتا تھا کہ یوسف میری وفاداری کا امتحان لے گا۔ ہائے اسنے بڑا سخت امتحان لیا۔
للہ بتاؤ اب کیا کرون۔ زینب سوائے صبر کے اور کیا کر سکتی ہون۔

صفیہ۔ صبر! اچھا۔ تم جاؤ۔ مین اب اسی وقت اپنے گھر جاتی ہون۔

زینب۔ وہان نہ جاؤنگی۔ اسکی بتاییان تمھین بدنام کردینگی۔

صفیہ۔ اتنے دنون جو بدنامی کو ڈرتی رہی اس سے بہت بڑا فائدہ ہوا ہے جو اب بدنامی کو ڈرونگی اب زیادہ باتین نہ کرو اب مجھے جانے ہی دو۔

زینب۔ نہین اسوقت تم میرے گھر واپس چلو تھوڑی دیر کے بعد چلی جانا۔

صفیہ ۔ نہین۔ مین گھر ہی جاؤنگی۔ تم جاؤ۔

زینب ۔ تو چلو۔ تمھین گھر تک پہونچا آؤن۔

صفیہ ۔ اسوقت تم بھی میرے ساتھ چلو مجھے تنہا ہی جانے دو۔

زینب ۔ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا۔ ہان دونون شہر کی حالت اچھی نہین ہے۔

صفیہ ۔ (ہاتھ جوڑ کے) خدا کے لیے ۔ زینب۔ اب مجھے نہ ستاؤ۔ تمھین میری جان کی قسم بس یہین سے تم اپنے گھر واپس جاؤ۔ مجھے کون ستائیگا؟ مین خود ہی ستم زدہ ہون

زینب ۔ اچھا تمھین ناگوار ہے تو جاتی ہون۔

(زینب جاتی ہے اور صفیہ آگے بڑھتی ہے)

صفیہ ۔ (دل مین) کیون۔ اب کیا کرون؟ اگر تیز چلون تو کیا مجھے یوسف راستے مین ملجائیگا مگر مین اسے کہان پا سکتی ہون۔ وہ نکل گیا ہوگا۔ پھر اب کیا۔ موت یہین شہادت عاشق کی موت کو شہادت ہی کہنا چاہیے۔ مگر کیون جان دون؟ حرام موت مرنا تو مسلمان کی شان کے خلاف ہے جو سنےگا کیا کہے گا۔ بیشک اسمین بڑی رسوائی ہے۔ ہان خوب یاد آیا۔ گھر مین میرے ہی کمرے مین ابا جان کی تلوار رکھی ہی ہے چھپا کے لے آؤن۔ اور مین بھی میدان جنگ مین چلون۔ اگر میرا یوسف زندہ ملا تو اسے پھیر لاؤنگی۔ ورنہ جہان وہ گیا ہے وہین پہونچ کے مجھے بھی قرار آئے گا بس یہی ٹھیک ہے خوب ہوا زینب چلی گئی۔ وہ تو کبھی نہ جانے دیتی اچھا تو اب ذرا قدم اٹھا کے چلون۔ شاید یوسف راستے ہی مین ملجائے۔ ہان۔ ہان جلدی چلون

(ہر ہیا ور موت کی تلاش مین جاتا ہے اور جس طرح میرا یوسف گیا ہے

تیز تیز جاتے جاتے غائب ہو جاتی ہے)

ساتوان سین

غرناطہ کے باہر ایک پہاڑی۔ عیسائیون کے کیمپ کے سامنے

(یوسف غضب آلود نظر سے عیسائیون کے خیمون کی طرف دیکھ رہا ہے۔)

یوسف۔ (طیش مین) یہی ہین کمبخت مین جو بے جمعیت ہین۔ انھین نے موسیٰ کو قتل کیا ہوگا۔ یہی ظالم ہین۔ ان کمبختون نے مجھے مار ڈالا! میری صفیہ کا دل کھا یا۔ اگر

آرزو پوری نہ ہونے پائی۔ مین بھی ناکام رہا۔ اب میرا صدمہ اس بھولی بھولی لڑکی کے نازک دل کو بھی انھین ظالمون کے ہاتھ سے پہونچیگا۔ مگر مین اسے خوش کر کے مرونگا بہتون کی جان لیکے۔ کیا یہ مجھے بس یونہین آسانی سے مار لینگے! دیکھو کتنون کو خون مین نہلاتا ہون۔ یا تو مین پیاری صفیہ کے ہاتھون کو مہندی سے رنگتا یا انھین خون کے حنائی رنگ مین غوطے دونگا ایک دو کو نہین بہت سے کافرون کو مین انکی جرأت کا امتحان لے چکا ہون اور یہ بھی میرا تلوار کا مزہ چکھ چکے ہین تھوڑی دیر مین اب حشر بپا ہوگا پہلے تو جب کبھی مقابلہ ہوا مین تنہا نہ تھا لیکن اسوقت تنہا ہون آج انھین معلوم ہوگا کہ مسلمان کیسے بہادر ہوتے ہین۔ بس اب انتظار کس بات کا؟ ہان مرنے جاتا ہون تو ایک بار اپنی پیاری صفیہ کو اور یاد کر لون یہ زندگی کا آخری حصہ ہے عشق ہین پر تمام ہو جائیگا۔ اے میرے پیارے دل کی مالک صفیہ! کاش تو یہان موجود ہوتی۔ اپنی آنکھون سے دیکھتی کہ تیرا عاشق کس جوانمردی سے جان دیتا ہے آہ! مجھے اتنا بھی موقع نہ ملا کہ تجھ سے رخصت ہو لیتا۔ خیر۔ اب تجھ سے نہین تو تیرے خیال سے رخصت۔ پیاری صفیہ! تیرا عاشق اب ہمیشہ کے لیے دنیا سے جاتا ہے نازنین اور خوردش صفیہ"

صفیہ آتی ہے اور دوڑ کے لپٹ جاتی ہے

صفیہ" (بیقرار ہوکے) یوسف! آہ! کیا مجھے دغا دے جاؤگے؟ خوب زور سے لپٹ کر نہین یہ نہین ہوگا۔ مین بھی تمھارے ساتھ ہون۔ اب تو ساتھ دے چکی تو

یوسف" (دیر تک متحیر رہنے کے بعد) صفیہ! مجھے یہ نہین معلوم تھا۔ کہ تمھارے دل مین میری اسقدر محبت ہے مجھے میرا دل دھوکہ دیتا ہے کہ تمھارے عشق مین مین ناکام جاتا ہون۔ مگر اب اپنے عشق کے اثر کا قائل ہو گیا صفیہ خوش ہو کہ تمھارا عاشق اب بڑی خوشی سے اطمینان سے جان دے گا۔

صفیہ" بلکہ اور زیادہ خوش ہو"

یوسف" کیون"

صفیہ" اس لیے کہ تمھاری صفیہ بھی تمھارے برابر ہی جان دیگی۔

یوسف" (حیرت سے) کیونکر؟"

صفیہ ۔ "جس طرح تم"

یوسف ۔ "میں تو اُن (اشارہ کرکے) کافروں کے ہجوم میں لڑتے لڑتے مر جاؤں گا تم وہاں تک کیونکر پہونچو گی"

صفیہ ۔ (ردا کے اندر سے تلوار نکال کے دکھا کر) دیکھو یہ مجھے تمھارے پاس پہونچا دیگی یہ بہت اچھے وقت کام آئی اسی سے میری مراد حاصل ہوگی۔ یہی مجھے (شرمندگی سے) پیارے یوسف سے بچھڑنے نہ دیگی۔ جہاں وہ جائیگا۔ وہاں مجھے بھی آسانی سے پہونچا دیگی۔ یہی ثابت کردے گی کہ میرا یوسف تو حقیقت میں یوسف تھا۔ مگر میں صفیہ نہیں زلیخا تھی"

یوسف ۔ (افسردگی کے ساتھ) پیاری صفیہ۔ تم اس خیال سے باز آؤ۔ تمھارا کام تو یہ ہے کہ لوگ تم پر مرمٹیں نہ کہ (کانپ کر) اف۔ تم جان دو۔

صفیہ ۔ یوسف اگر تمکو مجھپر کچھ ترس آتا ہے۔ یا میری زندگی چاہتے ہو تو یہیں سے پھر چلو۔ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ اگر تم واپس نہ چلوگے تو یقین جانو کہ تمھارے بعد جو خون آلود لاش زمین پر گرے گی وہ میری ہوگی"

یوسف ۔ پیاری صفیہ۔ ایسے لفظ زبان سے نہ نکالو۔ میرا حوصلہ پست ہوا جاتا ہے کیا تمھیں یہ نہیں منظور ہے کہ تمھارا عاشق حوض کوثر پر تم سے ملے"

صفیہ ۔ ہاں۔ ہاں۔ اگر تمھیں یہ منظور ہے تو مجھے بھی یہی منظور ہے"

یوسف ۔ آہ! صفیہ میں دیکھتا ہوں کہ مجھے تم شہادت کے اکھاڑے میں نہ اُترنے دو گی کیا کروں۔ تمھاری صورت دیکھ کے مجھے موت سے ڈر معلوم ہونے لگا اپنی موت۔ نہیں پیاری صفیہ تمھاری"

صفیہ ۔ ہاں ہاں۔ کہتے کیوں نہیں میری ہو"

یوسف ۔ (منھ بند کرکے) نہیں یہ لفظ زبان سے نہ نکالو۔

ایک عیسائی سوار قریب آتا ہے اور دونوں کو دیکھ کے آگے بڑھتا ہے

(ادھر دیکھکر) دیکھو یہ کمبخت کمبل والا آرہا ہے" صفیہ تم اپنا منھ چھپا لو یا رخ ادھر کو لو۔ تمھارے دلربا اور پیارے چہرے کی زیارت اسے نہ نصیب ہو جائے

صفیہ بدقت اُلٹ کے ادھر ہو لیتی ہے

(تیس کھاکے) :: اسی ظالم کے ہمراہیوں نے موسیٰ کی جان لی ہوگی۔ کمبخت کا یہ
نہیں ظالم ہی ہیں۔ بڑے ظالم۔ ہماری عزت کے تباہ کرنیوالے ہمارے دین کے دشمن

عیسائی سوار قریب آکے صفیہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے

یوسف :: (غضب سے) ارے دیکھ ظالم! ادھر ہاتھ نہ بڑھانا۔ جان لینا کرو
تیری بھی سر پر سوار ہے۔ کیوں قضا آئی ہے! ہاں ہاں نہیں مانتا۔ (بڑھ کر)
یہ تیری گستاخی کا صلہ ہے!!

ایک ہی تلوار میں مار ڈالتا ہے

صفیہ :: (خوشی کے جوش میں) واہ! ایک ہی وار میں! ایسا بھرپور ہاتھ پڑ
گیا۔ اب سب عیسائی سوار جھپٹ پڑینگے۔ آہ! اب کیا ہوگا۔ لو دیکھو وہ سا
فوج کی فوج بڑھی آتی ہے۔ میرے یوسف بھاگ چلو!!

یوسف :: (جوش کے لہجے میں) وہ اسب ہونگے تو کیا کر لینگے تمہارا عاشق ا
بھاگ جائے! انھیں یہ نہوگا۔ یا تو اپنے بہت سے ساتھیوں کو تڑپتا چھوڑ کے
بھاگیں گے یا وہی یہاں زمین پر تڑپتا ہوگا!!

یوسف سنبھل کے اور تلوار کھینچ کے کھڑا ہوجاتا

صفیہ :: (سہم کے) ہائے اب کیا ہوگا! آخر وہی ہوا! جو تقدیر میں تھا! ہا
تمام آدمی ہی بدی تھی! اب کیا ہوت!

صفیہ تھراتے ہوئے ہاتھ سے تلوار کھینچ لیتی ہے اور کانپتی
جاتی ہے یوسف مقابلہ کو آگے بڑھتا ہے۔

(چلا کے) :: میرے یوسف۔ آگے نہ بڑھو۔ یہیں کھڑے رہو۔ جلدی کا ہے کی
وہ تو آ ہی رہے ہیں۔ خدا کے لیے یہیں اسی درخت کے نیچے لڑنا۔ اچھا اگر جاتے
ہو تو ٹھہرو۔ میں بھی وہیں آتی ہوں۔ مجھے آلینے دو آہ۔ اب کیا ہوگا۔
دشمن سر پر آگئے ارے! اکیلے ایک پر ان سبھوں کا نرغہ! پاک پروردگا
میرے یوسف کا مددگار تو ہی ایک ہے (خوش ہوکر) میرا یوسف
کیسا بہادر ہے کس پھرتی سے سب کو جواب دے رہا ہے۔ وہ کو مارڈ
اتنی جلدی! لو تیسرا گرا۔ آہ! میرے یوسف پر یہ تلوار بری پڑی

شانہ سُست ہو گیا۔ مگر شکر ہا بایان شانہ ہے۔

(غور کر کے) "یوسف! یوسف! دیکھو یہ سوار تمھارے پیچھے آ گیا۔ دیکھو۔ بچو۔ تلوار چھوڑا ہی چاہتا ہے (بشاشت سے) خوب خالی دی! ہا ہا ہا! اور اس ظالم کو بھی مار ڈالا۔ کیسی بہادری ہے تو اب غرناطہ میں کوئی نہیں دکھا سکتا۔ واہ! جوانمردی ایسی جوانمردی اور ان ہی کے مقابلہ میں! واہ واہ! یہی لوگ غرناطہ کو فتح کرنے آئے ہیں ایک ہی شخص کے مقابلہ میں سب نے دل ہار دیا! لو وہ تو بھاگے جاتے ہیں۔ کیا خوب بھگا دیا ہے آہ! یوسف! ایسا یوسف! پھر مجھے کہاں ملے گا؟ وہ قوم پر جان دے دیگا اور میں اسپر جان دونگی"

یوسف خون میں تر بتر آتا ہے "

دگلے میں ہاتھ ڈالکر" میرے یوسف! اب گھر پلٹ چلو بس اب ہو چکا ایک موسیٰ کے عوض اسوقت تم نے کئی ایک کو مار ڈالا۔ اب گھر چلو ایسے بہادر کو جان بوجھکر جان دیدینا چاہیے۔ اگر یہان کی ذلت نہ دیکھی جائے تو مراغہ میں چل کے از سر نو فوجین آراستہ کرنا اور ان سے بدلہ لینا"

یوسف " صفیہ تم کہتی تو سچ ہو۔ مگر کیا کہوں جبوقت موسیٰ کا خیال آتا ہے میرا خون جوش کرنے لگتا ہے۔ آہ! روتا ہوں تو ان مسلمانوں کے حال پر جنھوں نے دیدہ و دانستہ موسیٰ کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ اچھا تم اب مجھ سے الگ ہٹ کے کھڑی ہو۔ تمھارے کپڑے دن میں یہ ناپاک خون بھر جائے گا"

صفیہ " یہ خون تو بھرنا۔ اور اسی لیے تو میں یہان آئی تھی خدا کرے تم اب واپس چلو کیون چلو گے نہ!"

یوسف " کسی ل سے چلنے کا نام دون؟ مگر کیا کہوں تمھاری ادائیں مجبور کیے دیتی ہیں۔

صفیہ " تو جلدی چلو۔ نہیں تو عیسائیون کے اور سوار آ جائینگے"

یوسف " کیا وہ لوگ پھر آئینگے؟ تو ابھی انتظار ہی کرنا چاہیے آنے دو دیکھو پھر کیسی سیر ہوتی ہے

صفیہ " (گھبرا کے) یوسف میں دیکھتی ہوں اب تم خود گھر چلو گے اور نہ مجھے جانے دو گے خیر تمھاری مرضی یہی ہے تو یہی سہی۔ اس دفعہ میں کھڑی ہوئی سیر نہ دیکھوں گی بلکہ تمھاری طرح میں بھی ان کے نسل پر حملہ کرونگی۔

یوسف:۔ نہین پیاری صفیہ! تم ایسا غضب نہ کرنا - اگر ایسا ہوا تو میرے دل کا
حوصلہ نہ نکلے گا - اور ظالمون کے ہاتھ سے فوراً مار ڈالا جاؤنگا - اسوقت مین تمھین
بچاؤنگا کہ اپنی خیر مانونگا؟

صفیہ:۔ جو کچھ ہو - لو اب ہوشیار ہو جاؤ - دیکھو عیسائیون کا بہت بڑا گروہ آپہونچا!

یوسف:۔ تم ٹھہرو - پیاری صفیہ - ایک گھڑی میرا انتظار کرو پھر جو جی چاہے کرنا
دیکھو آنا فاناً مین انھین ابھی بھگائے دیتا ہون انھین مین تھوڑا ہی بھگاتا ہون تمھارا
عشق انھین بھگائے دیتا ہے - میری ساری بہادری تمھارے عالم افروز حسن کی بدولت

یوسف حملہ کرتا ہے

صفیہ:۔ (دُور ڈر کے) آہ! اتنے ایک میرا یوسف کس کس سے لڑے گا؟ مقابلہ ہو گیا
واہ! یوسف نے یہ خوب کیا کہ پہلے سوار کو مار کے اسکے گھوڑے پر خود سوار ہو لیا - اب
خوب مقابلہ ہوگا - یوسف نہین میرا بہادر شیر - بجلی ہی بجلی! دیکھو! کبھی چمک کے ادھر
آتا ہے اور کبھی تڑپ کے اُدھر جاتا ہے - یہ اسکی تلوار چمک رہی ہے! اسکے گورے چہرے
کی ضو ہوگی - تلوار مین یہ بات کہان! نہین تلوار ہی ہے - وہ دیکھو اب خون مین
آلودہ ہو کے کیسی ماند پڑ گئی! اُسکا چہرہ ہوتا تو یون ماند نہ پڑ جاتا - بچاس سوار درج
کم ہو گئے! شاباش! دس بارہ کو تو جہنم مین پہونچا چکا - ! وہ! یہ کیا ہین! اہم
دیکھو کتنون کو دوزخ مین بھیجتا ہے - آہ! اس یورش پر میرا یوسف ضرور زخمی ہوا
ہائے اس دفعہ تو مین اُسکی لڑائی کا تماشا دیکھتی تھی اب کی تو وہ نگاہ سے غائب
ہو ہو جاتا ہے لو دیتا نہین - کدھر ہے! کچھ نہین معلوم ہوتا - کیا آہ مارا گیا! میرا بھی
وقت آگیا چلون ہان ہان اب چلنا چاہیے مجھے بھی تو اُسکے پاس جانا ہے - تلوار کھینچ لینا
اہ تلوار - دیکھون تو میری کیسی مدد کرتی ہے ابھی مین ان کافرون کے ہاتھ مین زندہ
گرفتار نہین - نہین - تو یہ میرا دل کیسا بدگمان ہے - میرا یوسف تو ابھی بہادری
لڑ رہا ہے ادھر وہ دیکھو عیسائیون پر حملہ کر رہا ہے - بڑا بہادر ہے عیسائیون کو دور تک
بھگا دیا اُف وہ! لاشین کتنی پڑی ہین - مجھے در معلوم ہوتا ہے انھین بہت سے زندہ بھی
ہین - لو میرے یوسف نے بھگا دیا - اے پروردگار تیرا ہزار شکر؟

یوسف ایک سوار کے گھوڑے کو پکڑے ہوئے آ

صفیہ ”واہ! خوب بھگا دیا مجھے تو ایک دفعہ بڑا ڈھوکا ہوا تھا۔ تلوار نکال کی بھی آنے ہی کو تھی۔ تمھاری صورت نہ نظر آجاے تو مین بھی کود پڑتی“
یوسف ”غنیمت ہوا کہ تم نے قدم نہ بڑھایا۔ ورنہ غضب ہی ہو جاتا۔ اس گھوڑے پر سوار ہو۔ ہم دونون چلے چلین“
صفیہ ”بہت زخمی ہو گیا ہون۔ ران پر کسی کی تلوار بڑی کاری پڑ گئی۔ اب چلو زینب کے وہان چل کر دکھاؤن گا“
صفیہ ”اب تو تم نے اپنا حوصلہ پورا کر لیا ہوگا“
یوسف ”حوصلہ! لیکن تو ان لوگون مین کٹ مرنے کے لیے آیا تھا۔ آہ پیاری صفیہ تم لیے چلتی ہو ورنہ مین یہان سے پھر کے چلتا!“
صفیہ ”جو کچھ ہو اب جلدی چلو!“

دونون شہر غرناطہ کیطرف واپس جاتے ہین“

تیسرا ایکٹ

پہلا سین

مدینہ غرناطہ۔ زینب کا گھر

قاضی ابو یحیٰی اور زینب باتین کر رہے ہین

ابو یحیٰی ”زینب! آہ! بیدل نہ کرو سچ سچ بتا تمھین نہین معلوم؟ ہاے اسکو کیسے معلوم ہو گا ہاے میری بیٹی! وہ تمھارے سوا اور کہین جاتی ہی نہ تھی۔ آج بھی یہی کہکے گئی کہ زینب کے یہان جاتی ہون۔ آخر کہان چلی گئی۔ اسکا تو چال چلن بھی کچھ ایسا خراب نہ تھا نہ مجھے آج تک اسپر بدگمانی نہین ہوتی۔ آہ! اب کہان جا کے ڈھونڈون اور کس سے پوچھون!“
زینب ”قاضی صاحب میرے ہان سے تو دیر ہوئی وہ یہ کہکے چلی آئی تھی کہ اب گھر جاتی ہون گھر پر نہین گئی تو پھر کہان گئی ہوئی۔

ابو یحییٰ:۔ "کیا وہ مجھے بدنام کرنے گئی ہے۔ زینب خدا کے لیے تم بتاؤ اسکی راز دار ہو میں نے تو اُسے آجتک کبھی کسی بات سے نہیں روکا۔ پھر کیا بات اسکے خلاف ہوئی تمکو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو گا!!

زینب:۔ "قاضی صاحب۔ آپ خفا نہوں تو بیان کروں۔ صفیہ کی سی بھولی اور پاکباز لڑکی اسوقت غرناطہ میں نہیں ہے۔ مگر چند روز سے تقدیر نے اُسے کیسا منتشر کر رکھا ہے کہ وہ دیوانی ہوتی جاتی ہے۔ اب تمام باتوں کا فیصلہ ہو گیا ہو گا اگر اجازت دیجیے تو صاف صاف بیان کر دوں حقیقت میں اب آپکو صفیہ کی جستجو کرنا چاہیے میرے پاس سے وہ ایسی دل شکستہ ہو کے گئی ہے کہ مجھے اُسکی جان کا اندیشہ ہے میں اس لیے کہتی ہوں کہ اسوقت آخری تدبیر جو آپ سے بن پڑے کیجیے!!

ابو یحییٰ:۔ "(ہمہ تن گوش ہو کر) کیا ہوا؟ زینب جلدی بیان کرو۔ میری صفیہ نے دلکو کیا صدمہ پہنچایا! آہ اگر خدانخواستہ نہ ملی تو میری زندگی تلخ ہو جائیگی۔ آہ! اگر وہ زندہ نہ ہوئی تو کیا کرونگا"!

زینب:۔ "اب آپ بتاہے ہی میں تو میں بیان کرتی ہوں۔ آپ نے اس نوجوان کا نام نہ سنا ہو گا جو غرناطہ کی حمایت میں کفار سے لڑ رہا تھا"!

ابو یحییٰ:۔ "ہاں۔ ہاں۔ خوب جانتا ہوں۔ میرے سامنے ہی موسیٰ نے اُسے امیر المومنین کے دربار میں پیش کیا تھا۔ بلکہ میں نے سنا ہے وہ کسی لڑکی پر عاشق تھا اس لڑکی ہی نے اُسے جہاد پر آمادہ کیا بلکہ شرط کر لی کہ جب تک تم جہاد میں ناموری نہ پیدا کرو گے نکاح نہ کروں گی"!

زینب حیرت سے قاضی ابو یحییٰ کی صورت دیکھنے لگتی ہے

ہاں زینب پھر اس نوجوان سے کیا تعلق؟"

زینب:۔ "آپکو سب کچھ معلوم ہے۔ اور پھر آپ ناواقف ہیں کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ وہ لڑکی کون ہے جسنے یوسف کو لڑائی کے میدان میں بھیجا ہے"!

ابو یحییٰ:۔ "میں کیا جانوں یوسف سے میں کبھی کسی ایسے موقع پر نہیں ملا کہ اس لڑکی کا حال دریافت کرتا"۔

زینب:۔ "اچھا تو مجھ سے سنیئے وہ لڑکی صفیہ ہی ہے"!!

ابویحیی: "صفیہ ہی ہے۔ یہی میری صفیہ!"

(قاضی صاحب دیر تک دم بخود رہتے ہیں)

زینب: "تو اب آپ خاموش کیوں ہیں؟ کوئی ترکیب کیجئے۔ آہ! دونوں کی زندگی کا اعتبار نہیں۔

ابویحیی: "کیوں؟ ہوتا کیا! زینب خدا کے لئے جو کہنا ہو جلدی کہو۔ اب یہ وقت پریشان کرنے کا نہیں ہے۔

زینب: "صفیہ پر پہلے یوسف ایسا عاشق تھا کہ جنگلوں میں جا جا کے رویا کرتا تھا بالکل وحشی ہو گیا تھا جب اسکی طرف سے زیادہ اصرار ہوا تو صفیہ سے کچھ نہ بن پڑا۔ تھا صفیہ کے دل میں بھی محبت تھی۔ مگر وہ چھپائے ہوئے رکھتی تھی۔ ٹالنے کے لیے اسنے یہ شرط کر دی۔ یوسف فوراً جہاد پر مستعد ہو گیا اور جہاد میں ایسی ناموری پیدا کرلی کہ گھر گھر اسکا شہرہ ہو گیا۔ اب معاملہ بالکل دگرگوں ہو گیا یعنی صفیہ کی محبت تو عشق کے درجے کو پہنچ گئی چاہا اسنے یوسف کے دیکھنے کی چال پر چلن نہیں پڑتا اور یوسف کو مسلمانوں کی شکست اور موسیٰ کے لڑکے مر جانے سے کچھ ایسا صدمہ پہنچ آگیا اور دشمنوں کی ایسی عداوت دل میں پیدا ہوگئی کہ کسی طرح نہیں مانتا۔ کہتا ہے کہ موسیٰ کی طرح میں بھی لڑ کے جان دیدونگا۔ میں صفیہ کی شرط نہ پوری کرسکا۔ اس لئے کہ شکست مسلمانوں ہی کو ہوئی اور آئندہ جو مسلمانوں کو غلامی نصیب ہوگی میں اسکے دیکھنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہزار سمجھایا کسی طرح نہ مانا۔ آخر آج جوش میں آکے چلا گیا اور شہر سے نکل گیا کہ جاتا ہوں لڑ کے مر جاؤں۔" یہ خبر صفیہ کو معلوم ہوئی تو اسکے حواس نہیں بجا رہے۔ میں نے بہت چاہا کہ میرے ساتھ یہاں چلی آئے مگر نہ مانا کہنے لگی اس وقت میں گھر ہی جاؤنگی اب آپ سے معلوم ہوا کہ گھر میں نہیں ہے۔ آہ! نہیں وہیں نہ چلی گئی ہو۔"

ابویحیی: "کہاں؟"

زینب: ہائے آپکو کیا ہو گیا۔ میدان جنگ میں شہر کے باہر۔ یوسف کے پاس اور کہاں

(قاضی ابویحیی بیکل سنّاٹے میں آ جاتے ہیں)

ابویحیی: (تعجب سے) "زینب، کیا اب میں اپنی بیٹی کو نہ دیکھوں گا!" آہ صفیہ میری

بیٹی بے زبان لڑکی! تو نے مجھے چھوڑ دیا! ’’

زینب ’’ قاضی صاحب۔ اب آپ یہاں ٹھہریے۔ تھوڑی دیر میں آجاؤنگی اور بس ابھی آئی

ابو یحییٰ ’’ کہاں! یہ تو بتاؤ کہ صفیہ مجھے کہاں ملے گی۔ افسوس میرے دل سے اس

محبت کا نقش نہیں مٹ سکتا۔ میری لڑکی کو تم خوب جانتی ہو کہ فقط حسن و جمال

ہی اُسکا وصف نہیں ہے۔ بلکہ علم و فضل اور تمام انسانی کمالات اس میں جمع

ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ بالکل بھولی اور سادی لڑکی ہے۔ زینب تم کو سب معلوم ہے تم

سے کوئی بات چھپی نہیں ’’

زینب ’’ (جھلا کر) ہاں۔ ہاں۔ میں سب جانتی ہوں۔ اب میں جاتی ہوں

جب تک میں نہ آؤں آپ یہیں تشریف رکھیں۔ میں ابھی ابھی آجاؤنگی ’’

ابو یحییٰ ’’ جاؤ جلدی آنا ’’

زینب ’’ (دل میں) قاضی صاحب کی تو عقل نہیں ٹھکانے رہی۔ اولاد کے غم وا

نے بالکل گھبرا دیا میں چل کے دیکھوں کہ دونوں کا کیا انجام ہوا۔ خدا کرے زندہ

مل جائیں مگر انھیں گئے ہوئے دیر ہوئی اب تک کیوں زندہ رہنے لگے تھے۔ یوسف

تنہا دشمنوں پر حملہ کر دیا ہوگا۔ اور آہ مارا گیا ہوگا۔ اور یہ ممکن نہیں کہ اُسکی

لاش دیکھ کے صفیہ زندہ بچی ہو۔ ہائے دونوں نے جان دیدی اور آہ! جوا

ہی میں۔ چلنا بیکار ہے مگر نہیں۔ کچھ نہیں تو انکی لاش ہی شاید نظر آجا

ان غریب مظلوموں کی لاش جہاں تک مجھ سے بنیگا، ضرور اُٹھوا لاؤنگی۔

خدا کرے زندہ ہی مل جائیں ’’

سامنے سے یوسف اور صفیہ خون میں لتھڑے ہوئے آتے ہیں

صفیہ ’’ بیٹا! عجلت سے زینب تم کہاں؟ خوب ملیں! دیکھو میں انھیں لڑائی سے پھیرا

زینب ’’ یہ تو میں نے یوسف سے کہدیا تھا کہ اگر صفیہ بی تو تم دشمنوں تک ہ

و پہونچ سکتے خیر خدا کا ہزار ہزار شکر کہ تم وقت پر پہونچ گئیں لیکن یوسف سے ا

تم خون میں کیسے لتھڑے ہوئے ہو؟ کیا کسی اور سے تلوار چل گئی ’’

’’ اور کس سے مقابلہ ہوتا۔ وہی تھی جو ہماری عزت اور ہماری قسمت کے ما

نہیں گھے ان سے بڑی لڑائی ہوئی اور میں نے بہتوں کو خاک میں ملا دیا ’’

زینب،، پھر تم وہان سے واپس کیونکر آئے؟ عیسائیون کے پورے لشکر سے مقابلہ ہوا اور تنہا بچ کے نکل آئے کیا کچھ اور مسلمان سپاہی بھی بچ گئے تھے!!

صفیہ،، (خوشی کے لہجے مین) نہین زینب یہ بڑی بہادری سے لڑے۔ اکیلے سب سے مقابلہ کیا اور سب کو بھگا دیا۔ بس وہی تو بڑے بڑے جو مارے گئے اور زخمی ہو کے گرے باقی سب بھاگ کھڑے ہوے۔ مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ رہی تھی ان کی شجاعت کی تعریف سنا کرتی تھی۔ اب آنکھون سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حقیقت مین دشمنون سے مقابلہ کرتے وقت انکو اپنی جان کا کچھ خیال ہی نہین رہتا!!

زینب،، (حیرت سے) تمھارا ہی کام تھا کہ اکیلے ان سب سے لڑے اور بھگا کے چلے آئے زخمی تو بہت ہو گئے ہو گے!!

یوسف،، زخمی کیونکر نہ ہوتا یہ کہو کہ زندگی تھی بچ گیا۔ ورنہ مجھے ورنہ مجھے تو اسکی بھی امید نہ تھی کہ پھر آکے تم سے ملونگا۔ اور زینب مین سچ کہتا ہون۔ میرے دل مین اب تک وہی جوش ہے مجھے اسی بات کا یقین کہ ان ظالمون نصاریٰ کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا یہ صرف پیاری صفیہ کا حکم تھا۔ جو مجھے وہان سے پھر لایا خیر اب اپنے گھر مین جلدی چلو۔ میرے جسم سے بہت خون نکل گیا اور ناتوان ہوتا جاتا ہون دو تین زخم شاید ہین۔ انکو باندھ دو شاید ان کافرون سے پھر مقابلہ کر سکون۔

صفیہ،، مگر میری ایک بات سن لو۔ اب مین تمھارے لیے بدنام تو ہو گئی اگر ایسا ارادہ ہو تو مجھ سے ضرور کہہ دینا۔ مین بھی تمھارے ساتھ چلون گی۔ مین یہ نہین کہتی کہ ان ظالمون سے نہ لڑو۔ مگر ہان اگر مجھ سے چھپ کے جاؤ گے تو مین بے موت مر جاؤنگی

یوسف،، نہین۔ اب مین بے تمھاری اجازت کے نہ جاؤنگا۔ مگر اب ٹھہر نہ سکونگا زینب جلدی چلو۔ مین بہت ناتوان ہو گیا شاید تمھارے وہان پہونچتے پہونچتے گر پڑونگا

صفیہ۔ ہان اپنے شوق کے جوش مین مجھے انکا خیال ہی نہین رہا!

زینب جس طرح بنے انھین جلدی لے چلو!!

زینب،، اچھا چلو!!

یوسف،، زینب میرے پاس ہی رہو ایسا نہ ہو کہ گر پڑون!!

زینب،، (ہاتھ پکڑ کے) ذرا دل مضبوط کیے رہو۔ اب خدا نے چاہا تو جلد صحت

ہو جائیگی سب چلے جاتے ہین۔

دوسرا سین

زینب کا مکان

قاضی ابو یحییٰ مجھے آپ ہی آپ بک رہے ہین

قاضی ابو یحییٰ ”(جوش غم کے لہجے مین) ابھی تک نہین آئی۔ اب زینب کیون آنے لگی تھی وہ تو بیفکر ہے! افسوس میری بیٹی میرے ہاتھ سے گئی۔ مجھے اسکا صدمہ یا اسکی شکایت نہین کہ اس نے یوسف کو کیون دل دیا۔ افسوس وہ دنیا سے گئی! میرے دلکو داغ دے گئی! میرے جگر کو پاش پاش کر گئی! وہ غیرت دارتھی۔ سنے یوسف کے ساتھ جان دیدی۔ بہادری سے مر گئی! افسوس صفیہ خوش نصیب تھی کہ غرناطہ کی قسمت ستم سے بچاؤن۔ کے ہاتھوں مین دیکھ کے اس سے رہا نہ گیا“

اس لیے تلوار ہاتھ مین لے کے اپنا فیصلہ کر لیا۔ ایک ہم ہین کہ مر جانے کا وقت ہے“ اور جیتے ہین۔ آہ! زینب کو کہان دیر ہوئی۔ کیا وہ میری صفیہ کو لے کے آئیگی یا نہین ایسی قسمت کہان افسوس! صفیہ کی مان کو خبر ہوگی۔ تو اسکا کیا حال ہوگا۔ اسکی آنکھون مین دنیا اندھیر ہو جائیگی“

ناگہان زینب آجاتی ہے“

زینب کہو کیا خبر ہے! میری صفیہ کا پتہ لگا“!

زینب ”(آہستہ سے) قاضی صاحب! الحمد اللہ کہ دونون صحیح وسالم مل گئے اور مین انکو لے آئی ہون۔ آپ ذرا ادھر کے کمرے مین چلے جائیے۔ آپ کے سامنے دونون کو آتے شرم آئیگی۔ مین پھر آپ سے سارا حال بیان کر دون گی۔ مگر اسوقت ذرا اُدھر چلے جائیے۔

قاضی ابو یحییٰ ”(مسرت آمیز شوق مین) کہان ہے؟ خیریت سے ہین“؟

زینب ”مین سب عرض کر دون گی۔ مگر اسوقت آپ ذرا جلد ہٹیے۔ اچھے یوسف بہت زخمی ہے اُسمین دروازے پر کھڑے ہونے کی تاب نہین۔ مین بہانہ کر کے انکو یہین دروازے پر ٹھہرا آئی ہون۔ بس اب آپ جائیے“

قاضی یحییٰ "جاتا ہون مگر کچھ حال تو بیان کرو کہ دل کو ذرا تسلی ہو"
زینب "(ہاتھ جوڑ کے) قاضی صاحب۔ للہ اسوقت مجھپر اور انکے حال پر رحم کھا کے گھڑی بھر کے خاموش رہیے۔

قاضی صاحب اُٹھکے چلے جاتے ہین۔

زینب "(پکار کے) بیٹی صفیہ! آؤ"

صفیہ اور یوسف آتے ہی پلنگ پر گر پڑتا ہے

صفیہ "زینب۔ اس وقت تمھارے ہان کون آیا ہے۔ آج تک تم نے کبھی مجھکو دروازے پر نہین ٹھہرایا"
زینب "بیٹی۔ یوسف کا تنہا گھر رہنا مجھے اچھا نہین معلوم ہوا۔ اور یہان شیخ حسن کی بیوی آئی ہوئی تھین۔ انکے سامنے یوسف کو کیونکر بلا لیتی۔ اور تمکو صرف یوسف کے لیے چھوڑ دیا"
صفیہ "پھر وہ کہان گئین"
زینب "اپنے گھر۔ اُدھر کے دروازے سے مین نے انھین نکالدیا"
یوسف "زینب میرا زخم باندھ دو کاری زخم لگا ہے۔ امید بچنے کی نہین"
زینب "یوسف اتنے بڑے بہادر ہوکے نامردبنے جاتے ہو! ایسے ایسے زخم مردون کے روز ہی آیا کرتے ہین۔ مگر تمھاری طرح کوئی دل نہین ہار دیتا ہے اور تم زیادہ گھبرائے ہو تو مین باندھے دیتی ہون"

زینب صفیہ کی اعانت سے یوسف کے زخم باندھتی ہے

یوسف "آہ! سخت تکلیف ہے۔ اب باندھنے سے درد بڑھ گیا مجھے کسی طرح اپنی زیست کی امید نہین۔ خدا ہی ہے جو بچ جاؤن۔ ناتوانی یہانتک بڑھتی جاتی ہے کہ غش آ جانے کا خوف ہے۔ آہ!

زینب اور صفیہ غور سے یوسف کیطرف دیکھنے لگتی ہین اور یوسف کو غش آ جاتا ہے

صفیہ "(گھبرا کر) ہائے! زینب! اب کیا ہوگا اس سے تو یہی اچھا تھا کہ میدان جنگ مین میرا اور میرے یوسف کا خاتمہ ہو جاتا۔ آہ! مین کمبخت انھین پھر کیون لائی"

صفیہ رونے لگتی ہے

زینب "اسی لیے مین کہتی ہون بیٹی۔ کوئی گھبرانے کی بات نہین ہے دم بھر مین یوسف کو

ہوش آجائیگا۔ ناطاقتی مین اکثر ایسا ہوجاتا ہے۔ تم رُو دھو نہین۔ تمھاری بیقراری یوسف کا مرض اور بڑھ جائیگا۔

صفیہ "(رو کر) ہائے! کیا کرون! اب تو مین نا امید ہوئی جاتی ہون آہ! دل کی آس ٹوٹی جاتی ہے"

زینب "(جھنجلا کر) اے ہے! تم تو میرے بھی ہاتھ پانٔون پھلائے دیتی ہو"

صفیہ "تم کو میرے دل کا حال نہین معلوم"

زینب "سب جانتی ہون۔ مگر اسوقت انکا علاج کرنا چاہیئے رونے دھونے سے کیا فائدہ! اچھا بھئی۔ ایک بات سُنو۔ اب تمھارے ابا جان کو بھی یہ حال معلوم ہوگیا تمھارے جانے کے بعد میرے پاس آئے تھے۔ اور تمھارے لیئے بڑی دیر تک روتے رہے انھون نے تمکو اجازت دیدی کہ یوسف سے اپنا عقد کرلو! وہ تمھاری اس محبت کا حال سن کے ناراض نہین ہوے۔ بلکہ خوش ہوے کہ یوسف کے ایسے نوجوان کو تم نے اپنا ہم عزت بنانے کے لیئے تجویز کیا"

صفیہ "(گھبرا کر) تو کیا انھین معلوم ہوگیا۔ خدا جانے کس نے کہدیا۔ اب کیا ہوگا

زینب "ہوتا کیا؟ کچھ نہ ہوگا۔ کہتی تو جاتی ہون کہ وہ سُن کے خفا نہین ہوے بلکہ اور خوش ہوے"

صفیہ "اسوقت میرے مرنے کے رنج مین گھبرا کے انھون نے اپنی رضامندی ظاہر کردی ہوگی۔ مگر اب تو میرے خون کے پیاسے ہونگے۔ زینب بڑا غضب ہوا آہ! زینب اب کیا کرون۔ کہین ایسا نہ ہو تم سے میرا حال پوچھنے کیلئے یہان چلے آئین"

زینب "(ذرا بھی خفا ہون تو میرا ذمہ) تم مطمئن رہو مین انکو یہان بلائے لاتی ہون وہ آکے انکے علاج کا کچھ بندوبست کرینگے۔ اور ہم دونون سوا گھبرانے کے اور کیا تدبیر کرسکتے ہین"

صفیہ "نہین کہین ایسا غضب نہ کرنا زینب اس غم مین تم مجھے اور بدحواس کیے دیتی ہو خدا کے لیے اب اس ذکر کو جانے دو جس حکیم کو کہو مین خود جانے بلا لاؤن"

زینب "کیون بُری ہوئی ہو! وہ آکے اچھا خاصہ انتظام کردینگے۔ اور دم بھر مین انکو ہوش آجائیگا جس حکیم کو چاہین گے بلالینگے اور تمھارے بلانے سے تو کوئی آئیگا بھی نہین"

صفیہ "اچھا مانا کہ وہ خفا بھی نہ ہونگے۔ مگر مجھ سے انکی موجودگی مین نہ ہوگا کہ یوسف

کے سامنے بیٹھی رہوں"

زینب:- اچھا ایک کام کرو میں تمھیں ایک کمرے میں چھپا کے بٹھائے دیتی ہوں
صفیہ:- ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ مگر یوسف کو اس عالم میں کیونکر چھوڑ دوں خدا جانے انھوں نے میرے عشق کا حال سن کے اپنے دل میں کیا کہا ہوگا!
زینب:- صفیہ تھوڑی دیر کے لیے تم الگ چھپ کے بیٹھ رہو۔ یہ محبت کا وقت نہیں ہے اسوقت تو یوسف کی دوا دوش کرنا چاہیے اور یوں محبت کے لیے عمر بھر پڑی ہے
صفیہ:- (جھنجلا کر) ہائے کہتی تو ہوں کہ اچھا ہٹ جاؤنگی!
زینب:- تو چلو!
صفیہ:- چلی جاؤں گی پہلے تم انھیں بلا تو لاؤ"
زینب:- تمھیں نہیں معلوم میں انھیں بلا چلی ہوں۔ اور وہ میرے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں"

صفیہ کے ہاتھ پاؤں میں لرزہ پڑ جاتا ہے"

صفیہ:- بڑا غضب ہوا۔ اے ہے یہ سب باتیں کھڑے سن رہے ہونگے زینب تم نے مجھے کہیں کا نہ رکھا!
زینب:- اچھا میں نے برا کیا یا بھلا۔ تم اب جلدی جاؤ"
صفیہ:- کہاں جاؤں؟ چوتھے میں؟ ساری داستان وہ خود میری زبان سے سن چکے ہائے تقدیر!"

زینب کے ساتھ ایک کوٹھری میں چلی جاتی ہے"

زینب:- (بے ہوش یوسف کیطرف دیکھکر) افسوس! ابتک ہوش نہیں آیا"
قاضی ابو یحییٰ کو کمرے سے نکال لاتی ہے"

قاضی صاحب دیکھتے ہیں یوسف کا یہ حال ہے۔ آتے ہی پلنگ پر گر پڑے اور گرتے ہی بیہوش۔ اب کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ انھیں جلدی ہوش آ جائے"

قاضی ابو یحییٰ:- خون زیادہ نکل گیا ہے۔ اسوجہ سے غش آ گیا۔ اب کچھ خوشبو کی چیزیں انکے پاس لاکے رکھدو۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کے آہستہ آہستہ پنکھا جھلو۔ اور منع کر دو کہ کوئی بولنے چالنے نہیں۔ بس ایک گھڑی بھر میں انھیں ہوش آ جائیگا!"
زینب پنکھا جھلنے لگتی ہے اور قاضی صاحب خوشبو سنگھاتے ہیں"

قاضی ابو یحییٰ ''(آہستہ سے) دیکھو اتنی ہی دیر کی راحت میں اتنا ہوا کہ کروٹ بدلی۔ بس اب ہوش بھی آیا جاتا ہے''

زینب ''آپ کے آجانے سے اتنا بھی ہوا ورنہ میرے اور صفیہ کے زبان دانتوں کے نیچے دبا کے خاموش ہو جاتی ہے''

(بہت ہلکے سے) میرے منھ سے نام نکل گیا کہیں سن لیا ہوگا تو لڑکی آفت کر دیگی''

قاضی ابو یحییٰ۔ اب تو مجھے سب حال معلوم ہو چکا۔ اور میں کچھ اس پر ناراض بھی نہیں ہوں۔ پھر صفیہ کیوں اسقدر چھپاتی ہے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے یہ سن کے خوشی ہوئی۔ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو لڑکیوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور میں نے تو شاید خود صفیہ کو اُس کے نکاح کا اختیار دیدیا تھا؟''

زینب ''مگر صفیہ کو رسم عرب کے[۱] سبب شرم آتی ہے کہ آپ کے سامنے اس شخص کے ساتھ عقد کی درخواست کرے جو قبل نکاح اسپر عاشق ہو چکا تھا''

قاضی ابو یحییٰ ''نہیں وہ زبردستی کی رسم تھی۔ اور میں اسکے خلاف ہوں۔ اچھا تم صفیہ کو یہاں لے آؤ۔ میں اُسے سمجھا دونگا اور اسکی تسلی کر دونگا''

زینب ''میرے لانے سے تو وہ یہاں نہ آئیگی۔ آپ خود تکلیف کر کے اُدھر چلے جائیے دیکھیے اس کوٹھری میں چھپی ہے سمجھا بوجھا کے راضی کر دیجیے بس اب اتنی ہی کسر ہے۔ کہ ایک تو صفیہ کو آپکا خوف نہ رہے دوسرے خدا کرے کہ یوسف جلد اچھے ہو جائیں''

قاضی ابو یحییٰ اُس کوٹھری کے دروازے پر جاتے ہیں جس میں صفیہ ہے (محبت کی آواز سے) صفیہ صفیہ

جواب ندارد''

(پھر) ''صفیہ! بیٹی صفیہ!''

صفیہ آنکھیں نیچی کر کے کانپتی ہوئی نکل آتی ہے''

(دلاہی کے ساتھ) لا بیٹی میں تجھ سے خفا نہیں ہوں۔ ڈرنے کی کون بات ہے میں نے تو خود تجھے اس امر میں مختار کر دیا تھا''

[۱] عرب میں مشہور تھا کہ ماں باپ اس شخص کے ساتھ لڑکی کا نکاح کرنا جو پہلے سے عاشق ہو باعث ذلت و بدنامی خیال کرتے تھے''

صفیہ "(خوف و ندامت کی آواز) اباجان! مین بڑی گنہگار ہون - آپکو کیون کر منھ دکھاؤن - قسمت نے نہین میرے نالائق دل نے مجھے اس قابل نہین رکھا کہ اپنی ذلیل صورت آپکو دکھاؤن "

قاضی ابو یحیی "نہین صفیہ! مین تجھ سے ہر طرح خوش ہون - تو نے کسی ذلیل آدمی کو دل نہین دیا یوسف غرناطہ کا مشہور اور نامور نوجوان ہے اسکے گھر بیٹے پر مجھے فخر ہوگا اسکی شرافت آج شہر بھر مین ہر دل پر نقش ہے -

صفیہ قاضی صاحب کے قدمون پر گر پڑتی ہے اور زار و قطار رونے لگتی ہے "

صفیہ "اباجان مین نے آپ کے نام پر دھبہ لگا دیا - مین نے خاندان بھر کو ذلیل کیا مجھ سی لڑکیان اس قابل ہین کہ جاہلیت عرب کی رسم کے بموجب اپنے ماں باپ کے ہاتھ سے قتل کر ڈالی جائین "

قاضی ابو یحیی صفیہ کو اٹھا کے سینہ سے لگاتے ہین اور آنسو پونچھتے ہین

قاضی ابو یحیی "بیٹی مجھے بالکل گنہگار نہین سمجھتا - مین تجھے نہایت ہی پاکیزہ خیال تصور کرتا ہون اگر بالفرض تجھ سے

صفیہ اب کوئی رونے دھونے کی بات نہین ہے اٹھ اور چلکے زینب کے پاس بیٹھ

زینب "(ذرا پکار کے) قاضی صاحب آیئے دیکھیے یوسف کو ہوش آگیا "

قاضی صاحب یوسف کے پاس جاتے ہین اور صفیہ زینب کے قریب بیٹھ جاتی ہے "

قاضی ابو یحیی "(یوسف سے) یوسف کہو اب طبیعت کیسی ہے -

یوسف "   قاضی صاحب کی صورت دیکھ کے متحیر ہو جاتا ہے اور دیر کے بعد جواب دیتا ہے -

"اچھا ہون مگر ناتوانی بہت ہے "

قاضی ابو یحیی "زخم کی تکلیف کچھ کم ہے ؟

یوسف جی ہان اب بہت کم ہے "

زینب "یوسف خوش ہو - قاضی صاحب کی تدبیرون سے ہوش آیا اور قاضی صاحب کو تمھاری تکلیف کا بہت بڑا صدمہ تھا - تمھاری آرزو پوری کرنے کو قاضی صاحب

دل و جان سے راضی ہین تمہاری طبیعت ذرا بھی رو باصلاح ہو لی اور عقد ہوجاے

یوسف ندامت سے آنکھین نیچی کرلیتے ہے ؎

قاضی ابو یحیٰی ؎ ہان یوسف اب انکے متعلق تم کوئی فکر اپنے دل مین نہ رکھو مین نے صفیہ سے بھی عہد یا اور تم سے بھی کہہ دیتا ہون کہ مجھے اس عقد مین کسی طرح کا اختلاف نہین جس وقت ہو تم دونون کا عقد کر دیا جائے خدا ہی نے تم دونون کو ایک دوسرے کے لیے پیدا کیا ہے مین کون مخالفت کرنے والا ہون۔

یوسف اور صفیہ دونون خاموش رہتے ہین

زینب ؎ یوسف اب تو انشاءاللہ اچھے ہی ہین کوئی ہفتہ بھر مین قوت آجائیگی آج کون دن ہے۔ اتوار۔ اس اتوار کو پورا ہفتہ ہو جائیگا پس اوسکے بعد جمعہ کے روز ان دونون کا عقد کر دیجئے دونون کی بیتابیون اور بیقراریون کی اب انتہا ہو چکی اس خوشی مین یوسف کی طبیعت بہت اچھی ہو جائیگی ؎

قاضی ابو یحیٰی ؎ مجھے کوئی عذر نہین۔ مجھ سے جو وقت کہو سامان کرون خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ یہ دونون اس مقام سے سرخرو آئے جہان سے واپس آنیکی کسی کو امید نہین ہو سکتی اب یوسف کی طبیعت اچھی ہے مین بھی رخصت ہوتا ہون بیٹی صفیہ تم اپنے دل مین جھوار نہ گھبرانا مین سچ کہتا ہون کہ مجھے تمہاری کوئی شکایت یہان تمہاری والدہ گھبرا رہی ہونگی اب تم اپنے گھر کب آوگی جلد آنا۔

صفیہ ۔ (رو کر) ابا جان مین کیونکر آون۔ امان جان نے اوسکے متعلق کچھ پوچھا تو کیا جواب دونگی اور سب کے سامنے مجھ سے کس طرح چار آنکھین کیجائینگی۔

قاضی ابو یحیٰی (تسلی دیکر) صفیہ تمہاری والدہ بھی میری طرح تم سے خوش ہین انکو بھی کچھ شکایت نہین انکا خیال نہ کرو باقی رہے اور لوگ گھر بھر مین سوا تمہاری ان کے اور کسی کو خبری نہین انکے سامنے شرمانے کی کون بات بیٹی تم اسی طرح بیخوفی اپنے گھر مین آنا۔

زینب ۔ آپ چلیے مین تھوڑی دیر مین انھین وہان خود آکے پہونچا جاونگی۔

قاضی ابو یحیٰی ۔ بہتر تو مین جاتا ہون۔

قاضی صاحب چلے جاتے ہین ؎

زینب" صفیہ! قاضی صاحب گئے - تو اب کھل کے بیٹھو -

صفیہ" تمنے غضب کر دیا - انکو میرے پاس بھیجدیا - کیا کہون کہ اسوقت میرا کیا عالم تھا ابتک میرے دل سے کھٹکا نہین گیا "

زینب" اب یہ تمھارا جنون ہے سب طرح سے انھون نے تمھاری تسلی و تشفی کر دی اس جمعہ کو تمھارا نکاح کر دینے کا بھی وعدہ کر لیا - ان ناحق کی ہولون سے فائدہ ؟

یوسف - (ناتوان آواز سے) کیا قاضی صاحب نے وعدہ کر لیا ؟

زینب" تمھین سے تو کہا تھا کیا تم بھول گئے ؟

یوسف" ہان مجھے خیال نہین رہا خیر الحمد للہ کہ میری آرزو نکا بہت اچھا فیصلہ ہوگیا مگر

زینب" مگر کیا -

یوسف" پھر کہدون گا "

صفیہ" نہین یہ بتادو کہ تمنے مگر کیا کہا "

یوسف" اسوقت مجھمین زیادہ باتین کرنے کی طاقت نہین ہے مجھے بڑا خوف ہے کہ پھر غش نہ آجائے

غش کے خوف سے زینب اور صفیہ ساکت ہو جاتی ہین اور پردہ کرتا ہے -

تیسرا سین

غرناطہ کی ایک سڑک

یوسف آہستہ آہستہ جا رہا ہے

یوسف" (آپہی آپ) آج جمعہ ہے شادی کا روز آجکی لوگونکو تمنا ہوتی ہے مخصوص مجھ سے عاشق کو لوگ میرے منتظر بیٹھے ہونگے - صفیہ بھی راہ دیکھ رہی ہوگی -

مگر واہ کیا اچھی قسمت ہے عجیب و غریب نہ دیکھی نہ سنی! ان تمام جھگڑون کے طے کرنے کے لئے اہل کسٹیل کی فوجون مین گھس گیا وہان سے زندہ بچ کے چلا آیا -

خیال تھا کہ یہ زخم ان بکھیڑونکا فیصلا کر دینگے مگر اب اچھا خاصہ ہون -

ان زخمون سے بھی نجات مل گئی دنیا مین اور کوئی ہوتا - تو ان باتون سے خوش ہوتا مگر اب یہ حال ہے کہ اور زیادہ حیران و سرگردان ہون یہ کتنی بڑی خوشی موقع ہے کہ میری صفیہ گویا اب میری ہوگئی اس نے وفاداری "

کا ہر آرزو [illegible] پوری ہوئی - میرے عشق کی مدد کی - اس کے والد
نے بھی یہ خوشی ظاہر کی کہ میرے ساتھ اس کا عقد ہو جائے - اب اس سے
زیادہ اور کون خوشی [illegible] ہو سکتی ہے جو ایک عاشق کو حاصل ہو لیکن افسوس یہ سب
خوشیاں مجھ پر قیامت بن کر [illegible] گزرتی جاتی ہے مجھے دیکھ کے نفرت ہوتی
جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب میں [illegible] کے قابل نہیں رہا - آہ کیا کروں
شادی تو کروں مگر گھر کی سامان [illegible] پیسہ میرے امکان میں نہیں شادی کے
لئے روپیہ کی ضرورت ہے زیادہ نہیں [illegible] - مگر میری [illegible] ہے اگر اس کے
سہارے پر شادی کروں "
وہ ایک منہدم عمارت دیکھ کر " میں شادی کی فکر میں ہوں اور غرناطہ پر یہ گزر رہی ہے
کیپٹل والے کس طرح عالیشان عمارات کو [illegible] رہے ہیں مگر کس [illegible] تباہی آگئی -
مسلمان سلطان خاقان برباد رہے ہیں آہ یہی [illegible] ان لوگوں سے [illegible] ظلم [illegible]
سیر دیکھ [illegible] آہ اے غرناطہ [illegible] دوستو [illegible] تمہارے پیارے وطن پر
ستم ہو رہا ہے "
اسکی عمارتیں خون کے آنسو بہا رہی ہیں - اس کی [illegible] پر بھولی لڑکیاں جو کل
خوشی سے کھیل [illegible] رہی تھیں [illegible] کی [illegible]
اور غریب نسل کے بچے یتیم ہو گئے جو [illegible] زادہ گھروں سے بلک بلک
کر رونے نکلتے ہیں اور دروازے پر ظالم کیپٹل والوں کی [illegible] ہوئی تلواروں سے [illegible]
ہیں - اے پیارے غرناطہ تیرا وہ حرمت کیا ہوا ! تیرا وہ دبدبہ کہاں گیا تیرے
بہادر [illegible] کن پہاڑوں میں ٹکرا کے مر گئے کہ آج کہیں انکا نام نہیں ہے -
تیری زمین کے پاؤں میں ان لوگوں کے خون کی مہندی لگی ہے - جو کل تک تیرے
موسم بہار کے شگفتہ پھول تھے - ان شادی کے گیتوں کے جگہ اب تیرے گلی کوچوں سے
آہ آہ کی آوازیں ہے وہ جھنڈا کیا ہوا جو دولت بنی امیہ کی یادگار تھا +
افسوس آج وہ نہیں لہراتا - قصر الحمرا ! تیرے عاشق خاک میں ہیں اور جن سے
آجکل تیری رونق تھی انھوں نے ذلت کے ساتھ تیری محرابوں سے باہر قدم نکالا تجھے
سنسان چھوڑ گئے اور تیری قسمت دشمنوں کے سپرد کر دی آہ اے غرناطہ

تو خود بھی ذلیل ہوا۔ اور تیرے ساتھ تیرا اسلام بھی ذلیل ہوا"
یہ ذلت کیونکر دیکھوں۔ شام ہو گئی۔ اور آج [illegible] ان شہروں پر کوئی چراغ جلانے والا
بھی نہیں۔ عیسائیوں کے گروہ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ دیکھیے کب تک یہ عالم رہتا ہے۔
کوئی نہیں کہ ظالم عیسائیوں کو غرناطہ سے [illegible] موسیٰ بہادر موسیٰ۔ تو مر
گیا تھا۔ یہ وہی وقت ہے جس کی تو نے خبر دی تھی۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے موسیٰ
کی تقریر سن کے ذلت سے سر جھکا لیا تھا۔ موسیٰ کے بعد تو محمد [illegible] کی بربادی کے
بعد۔ غرناطہ کی تباہی کے بعد میں کیونکر اپنا دل خوش رکھوں۔ صفیہ! پیاری صفیہ
تو مجھے آزاد کر دیتی، تو اچھا تھا۔ میں بھی موسیٰ کا ساتھ دیتا اور لڑ کے مر جاتا"

ایک جگہ ٹھہر کے رونے لگتا ہے۔

"آہ یہ تباہی و بربادی کن آنکھوں سے دیکھوں۔ یہ شریف گھرانوں کی عورتوں جو کبھی
کے بے برقع و پردہ باہر نکلیں کیونکہ اب وہ نصرانیوں کی لونڈیاں ہیں۔ معزز خاندانوں کی
بہو بیٹیوں نے سوگواری کا لباس پہنا ہے کیونکہ ان کے مرد تہ تیغ ہوئے اور اب بے
والی وارث اور بیوہ ہیں"

وہ سامنے سے عیسائیوں کے کچھ سوار آتے دکھائی دیتے ہیں [illegible] کریں گے ان پر حملہ
کر کے دل کا جوش نہ نکال ڈالوں۔ اگر مارا گیا تو یہ بھی [illegible] اور اگر [illegible] تو گھوڑا
بہت مال اسباب ضرور مل جائیگا جس کی ضرورت ہے یہ لوگ شہر سے [illegible] کے بہت
کچھ لے آئے ہوں گے۔ کیونکہ دیکھو سب لدے پھندے آ رہے ہیں [illegible]
آزمائی کا یہی موقع ہے صفیہ! اگرچہ تجھ سے اجازت نہیں لی۔ مگر کیا کروں کہ
ضرورت اور دل کا جوش دونوں مجبور کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں تجھ سے تو یہ عہد ہے
کہ جب مرنے کی تیاری کروں گا تو تجھے خبر دوں گا۔ اور یہ تھوڑے سے ہیں انھیں
تو میں مار کے بھگا دوں گا۔ یہ میرا کچھ نہیں کر سکتے۔ بس تاخیر نہ کرنا چاہیے یہ تو
بہت قریب آ گئے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر!

حملہ کر دیتا ہے

ایک عیسائی سوار: "اس نو عمر عرب کو لو۔ دیکھو تلوار لیے یہ کود پڑا ہے شاید اپنی
زندگی سے سیر ہو گیا ہے آخر تم نے سنا کہ لو وہ تم ہی پر آ پڑا"

اسکی نوعمری اور خوش اندامی پر ترس آتا ہے۔ مگر یہ تو بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے کس مردانگی سے لڑ رہا ہے۔ ہوشیاری سے اپنے کو بچائے ہوے! یہ کوئی معمولی شخص نہیں اسکے حملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اعلے درجہ کا سپاہی ہے! آہ۔ ہمارے چار آدمی مار ڈالے گئے اور اوسکو ایک زخم بھی نہ آیا اچھا اب زخمی کرکے گرفتار کرو یہ یوں ہاتھ نہ آئے گا وہ دو تو مجھی پر جھپٹ پڑا!!!

دوسرا سوار۔ دیکھیے حضور ہوشیار یہ اب آپ پر آتا ہے بڑا بہادر ہے!!

(یوسف سے) اے بہادر نوجوان کیا خوب ہوتا اگر تم ہتھیار دیدیتے تو ہم تمکو اپنے سردار کے پاس بھیجیں گے جو سپاہی کا بڑا قدر دان ہے!!

یوسف۔ کمزور ہیں اور اسلحے تمھاری سپرد کردوں اپنی عورت سے کہا ہوتا دیکھو یہ اسلحے تمھارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں بس اب ہوشیار ہو اور اپنے تئیں بچاؤ۔ میں تم سب کو پھر ہیں تمام کردونگا اس زمین کو دیکھ رکھو اسی پر تمھاری لاشیں پڑی ہونگی!!

عیسائیوں کا سردار۔ بہت ہوشیاری مقابلہ کرو بیشک یہ نوجوان بڑا بہادر ہے اسکی گرفتاری بہت دشوار معلوم ہوتی ہے اب قتل ہی کی کوشش کرو مگر دیکھو وہ تمھارا نقصان کرتا جاتا ہے سب ملاکے دس آدمی ہوے جو تمھارے گروہ میں سے مارے گئے!!

ایک عیسائی سوار۔ حضور اس نوجوان کے مقابلہ میں ہمارا دل ہارا جاتا ہے ہم لوگ اسکا مقابلہ نہیں کرسکتے میرے نزدیک تو اسے یونہی چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اب مقابلہ میں ہمارا ہی نقصان ہے۔

یوسف (ڈپٹ کر) کیا اب تم جان بچا کے جا بھی سکتے ہو؟ سب کے سب نہ مار ڈالے جاؤ تو کہنا میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جنھوں نے اطاعت قبول کرلی اور تمھارے آگے ذلت سے سر جھکا دیا تو پھر اس حملہ کو روکو بس ابھی پھر تم سب کا خاتمہ ہے!!

پھر زور سے حملہ کرتا ہے

ایک عیسائی۔ افسوس ہمارے پندرہ سولہ آدمی مفت مارے گئے (اپنے سردار سے) اگر ہماری مدد نہ آئی تو بیشک ہمیں بھاگنا پڑیگا آپ لڑائی کا رنگ نہیں دیکھتے۔

افسر۔۔ اکیلے ایک شخص سے۔ ایک متنفس کے سامنے اڑ رہے ہو۔ اسی دل سے سپہ گری کا نام لیتے ہو اچھا تو تمھاری مدد بھی آگئی اور بہت کافی مدد۔۔

کپتان والون کا ایک رسالہ آجاتا ہے۔

یوسف۔ (آپ ہی آپ) افسوس اب خیریت نہین بیشک صفیہ کے دل کو صدمہ پہونچا نہین اسکی جان پر بن گئی۔ آہ کیا تھا اور کیا ہوگیا۔ اب ہزارون کے مقابل ہین مجھے اب موت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ آہ۔ اے صفیہ میری محبت کا بھی اختتام ہے خدا تجھے صبر دے شاید اب خیال کو تیری طرف متوجہ ہونیکی مہلت نہ ملے لہذا ابھی سے رخصت ہوئے لیتا ہون۔۔

پھر عیسائیون پر حملہ کرتا ہے

کپتان رسالدار۔ بہادرو اس شخص کو زندہ گرفتار کرو تاکہ معلوم ہو کہ یہ کون شخص ہے اور کیون جان دینے پر امادہ ہوگیا ہے؟

سخت لڑائی سے یوسف زخمی ہوتا ہے

شاباش خوب زخمی کیا کیا اچھا ہاتھ پڑا ہے ایسے ہی تین ہاتھ اور خبردار بار بار خدا انشا ابھی نہین اسکی دلیری کی داد دینا ہے ہان خوب بس اب کام پورا ہوگیا یہ دوسرا ہاتھ اچھا پڑا اب کیا ہے اگر یہ نیزہ بھی پڑا۔ مرنہ جائے مگر واقعی بڑا بہادر ہے۔ اس زخم پر بھی لڑے جاتا ہے بس اب کمند کمند کمند اسی سے مطلب پورا ہوگا۔

چارون طرف سے کمندین پڑتی ہین اور یوسف گرفتار ہو جاتا ہے

اور سب اسے باندھ کے سامنے کھڑا کر دیتے ہین

یوسف۔۔ (افسوس) آہ اب سب آرزوئین خاک ہین مل گئین۔ گویا کوئی تمنا دل ہین تھی ہی نہین اب میرے دل ہین پیاری صفیہ کی تمنا نہین رہی ہان اگر حسرت ہے تو اس بات کی کہ اسکے نازک دل کو صدمہ پہونچے گا افسوس اسکے دل ہین کتنی بڑی چوٹ لگے گی جب سنے گی کہ عیسائیون کے ہاتھ ہین گرفتار ہو کے مارا گیا مگر وہ سننے ہی کیون لگی تو بھی میری مفقود الخبری کا صدمہ کیا کم ہوگا چاہے کچھ ہو مگر آج کی غیر حاضری سے وہ اپنے دل ہین مجھے بیوفا کہے گی اور حقیقت ہین ہین نے بیوفائی کی جو جان اسکی نذر کر چکا تھا اوسکو بے پوچھے خود اپنے ہاتھون ہین نے عیسائیون کے سپرد

کر دیا یوسف اب تو دنیا کو چھوڑتا ہے کچھ خیر کو یاد کرو ان باتوں سے گذر کر میری پیاری
نفیسہ کا خیال رہے وقت تک میرے دل میں رہے گا شاعر یاد کریں کہ فرہاد و قیس
کی طرح میں بھی ایک شہید ناز ہوں۔ اور مجھے بھی ان کے عاشقانہ خیالوں میں شامل
ہونے کی صلاحیت حاصل ہو گئی افسوس ساری دنیا آج مجھ سے رخصت ہوتی ہے
اور میں بھی سب کو۔

عیسائیوں کا سردار۔ اے نوجوان مسلمان تمہاری بہادری کی میں تعریف کرتا ہوں
اتنا بتا دو کہ تم کس شریف گھرانے سے ہو تمہاری جانبازی پر مجھے حیرت ہے۔

یوسف (آبدیدہ ہو کر) میں ایک معمولی سپاہی ہوں اور اس سے زیادہ میرا کچھ حال
معلوم ہونا ضروری نہیں بیان دینے کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں۔ بس اب جلدی سے مجھے
قتل کر کے خوش کر دو۔

عیسائیوں کا سردار۔ تم موت کے اسقدر منتظر کیوں ہو۔

یوسف۔ اس کا جواب مجھے بھی نہیں معلوم۔

عیسائیوں کا سردار۔ (دو تین کی طرف اشارہ کر کے) اچھا اسی وقت اس نوجوان
کو ہمارے سپہ سالار صاحب کے پاس لے جاؤ۔ وہ خود دریافت کر لیں اسکی ذات
و حالت۔ تم سب حال بیان کر دینا ایسا نہ ہو کہ تم اپنی بدنامی کے خیال سے حال
نہ بیان کرو۔ اچھا میں خود چلوں گا۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔

سب کے سب چلے جاتے ہیں۔

چوتھا سین

اہل کلیسا کے سپہ سالار کا خیمہ

یوسف پا بزنجیر کھڑا ہے اور مسیحی سپاہی گھیرے ہوئے ہیں۔

سپہ سالار۔ تو یہ شخص بڑا شجاع ہے بہت سے سپاہی اس کے ہاتھوں نذر اجل ہوئے
تھے مگر تمہاری بھی حیرت کی بات ہے۔

بھلا بتاؤ تو سہی تمہارے ہاتھ سے ہمارے کتنے سپاہی قتل ہوئے ہوں گے۔

یوسف۔ میں نے کبھی شمار کرنے کا قصد نہیں کیا۔ ہزاروں ہی مارے گئے ہوں گے۔
اس لئے کہ ابتدا سے اکثر لڑائیوں میں بھی شریک تھا اور میں نے جب حملہ کیا سیکڑوں کا

خاتمہ کر دیا۔

سپہ سالار۔ باوجود اس بہادری کے تم کیونکر گرفتار ہو گئے۔

یوسف۔ قسمت اور کس کا نام ہوں۔ آپ ہی خیال کریجے کہ جب ایک شخص تن تنہا ہزاروں سواروں کے گروہ میں پھنس جائے اسکے سوا کیں صورت ہو سکتی ہے۔ افسوس

ایک آہ سرد کھینچتا ہے

سپہ سالار۔ لیکن اگر تم ایسے ہی بہادر ہو جیسا کہ میں سنتا ہوں تو اس قدر پریشان خاطر کیوں ہو۔ تم سے بہادر کو موت سے تو ہرگز نہ ڈرنا چاہیے۔ اگرچہ تمہاری موت کا مجھے بھی افسوس آتا ہے۔

یوسف۔ نہیں موت سے نہیں ڈرتا ہوں۔

سپہ سالار۔ اچھا تو بتاؤ کہ تم کون ہو۔ یہ تو یقین ہے کہ تم کسی معزز خاندان سے ہو قوم و ملک کے ناموروں میں ہو مگر یہ تو معلوم ہو کہ کون شخص ہو کس عہدے پر مامور تھے۔

یوسف۔ بس اسی قدر کہ عیسائیوں کا جانی دشمن ہوں اور کیا کہوں جو انکے حق میں کبھی ملک الموت کا اثر رکھتا تھا اسلامی افواج شہزادہ کا ایک سپاہی ہوں جس کے سوا اور کچھ نہیں مگر افسوس قسمت نے زندگی بھر ایسی نامرادیوں میں مبتلا رکھا کہ جس پر چاہیے مجھے ترس نہ آئے لیکن آہ میرے سوگوار وطن پر ہر ایک کو ترس آئیگا۔

سپہ سالار۔ نہیں نہیں یہ بتاؤ تم کون ہو سکتے ہو۔ اور کس عہدے پر مامور تھے اور یہ بھی کہو کن نامرادیوں کی حسرت تمہیں ستا رہی ہے تمہاری وضع اور تمہارے لباس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی معزز نسل سے ہو۔

یوسف۔ نہیں ہو سکتا کہ اپنے ساتھ میں اپنے خاندان کو بھی بدنام کروں اور میری حسرتوں سے ان لوگوں کو کیا علاقہ جو ظالم ہیں اور جنہیں ہماری مصائب کا کچھ لحاظ نہیں بس میں وہی ہوں جو ہوں۔ زیادہ پوچھنا بے فائدہ ہے ہاں ... اس قدر خوش ہو سکیں کہ ایک عمدہ شکار ہاتھ لگا۔

رونے لگتا ہے۔

سپہ سالار۔ تمہاری ... تمہاری شجاعت اور تمہاری ... سب ...

سفارش کرتی ہیں تمھیں قتل کرنے کی شاید تم کو کچھ اتنی خوشی نہ ہوگی جتنا کہ صدمہ ہوگا
اور یہ تمھارے بچے ہی اوصاف ایسے ہیں کہ بار بار میرا جی چاہتا ہے کہ تمھارے حالات خود
تمھاری زبان سے سنوں کاش تمھیں میرے قول کا اعتبار ہو جاتا تو میں کیا کہ جو الفاظ
تمھاری زبان سے نکلیں گے وہ اور کسی کے کان تک نہ پہونچیں گے اگرچہ یہ مسلم ہے کہ
تمھاری یہ گرفتاری اس عزت کے ساتھ ہوئی ہے کہ اس سے تمھارا خاندان اور نیکنام
ہوگا۔ مگر پھر بھی اگر تمھیں اسکی بدنامی کا خوف ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اور کسی
کو خبر نہ ہوگی ؎

یوسف۔ درد کے بیچ میں ماشل مشہور ہے۔ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را میری
داستان غم ایسی نہیں کہ کوئی سنے اور اوسکا دل پاش پاش نہ ہو جائے۔ اگر آپ میرا حال
سنیں گے تو آپ کے دل کو بھی صدمہ ہوگا اور میں نہیں چاہتا کہ جان دیتے وقت ایک
اور دل کو حسرت بناؤں ؎

سپہ سالار۔ نہیں نہیں تم بیان کرو۔ مجھے تمھاری داستان سننے کا بہت شوق ہے
اس اشتیاق میں مجھے زیادہ نہ پریشان کرو۔

یوسف۔ میں غرناطہ کے ایک قاضی کا بیٹا ہوں اگرچہ میں نے سپہگری کی تعلیم
میں کم صرف ہوا مگر عربی خون اور قرطبی نسل نے مجھ میں شجاعت کا مادہ ضرور پیدا
کر دیا تھا غرناطہ ہی کے ایک اور شریف قاضی کی بیٹی پر میں عاشق ہوا اس لڑکی کا نام
صفیہ ہے آہ! پیاری صفیہ تیری حسرت اور تیری آرزو قبر میں بھی ساتھ جائیگی اور قیامت
تک میرے دل سے نہ نکلے گی۔ ہمتہ اس لڑکی نے میری الفت کا بالکل خیال نہ کیا
اور آخر یہ شرط کی کہ نصاری اور اہل کسٹیل کے مقابلہ میں نامودی دکھاؤں۔
مجھے پہلا عشق کا سبق یہی ملا اور میری ؎
سپہ گری کی تعلیم کی گویا یہی ابجد تھی۔ میں نے اسی نازنین پیاری کی خوردش کے
کہنے سے تلوار باندھی اور اسلحہ جنگ سے آراستہ ہو کر تم لوگوں کا مقابلہ شروع
کیا بہت سے بیدار دل بہت جنگی عیسائیوں کو قاش زمین دیں اور سیکڑوں اہل
کسٹیل کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا مگر تقدیر ہی بگڑی ہوئی تھی میں کیا بنا لیتا ؎

سپہ سالار۔ تمھارا نام یوسف ہے ؎

یوسف۔ ہان میرا ہی نام یوسف ہے غرناطہ مین ان دنون بہت مشہور ہون۔

سپہ سالار۔ او ہو وہ تمھاری جرأت و شجاعت کی تو مین بھی تعریف سن چکا ہون تمھین ہو ا بڑے شخص ہو۔ پھر کیون نہ ایسی شجاعت ظاہر ہو ہان پھر آگے کیا ہوا۔

یوسف۔ سردار موسیٰ کے مارے جانے کے بعد میرے دل مین بھی قومی، وطن کی محبت کا ایسا جوش پیدا ہوا کہ مین نے ارادہ کیا کہ تم ہی لوگون سے لڑ کے مر جاؤن۔ آہ پیاری صفیہ اب مجھ سے زیادہ میری شیدا ہے وہ میدان جنگ مین آئی اور زبردستی مجھے پھیر لے گئی۔ لیکن اس مرتبہ مین سخت زخمی ہوا تھا۔ واپس آنے کے بعد صفیہ کے والد نے۔

بھی منظور کر لیا کہ اپنی بیٹی میرے عقد مین دیدین اب ہر طرف سے امید و آرزو نظر معلوم ہوتی تھی مگر افسوس میرے پاس روپیہ نہ تھا کہ مین شادی کا کچھ سامان کر سکتا مین پریشان ہو کے گھر سے نکلا اور اسی فکر مین تھا کہ سامنے تمھارے سوار نظر آئے جو غرناطہ کی دولت لوٹے لئے آتے تھے مین نے انپر حملہ کر دیا تاکہ ان کو پسپا کر دون اور جو کچھ دولت ان کے پاس ہو اسکو چھین کے اپنے کام مین لاؤن۔"

آہ! صفیہ سے مین نے وعدہ کیا تھا کہ اب اگر عیسائیون کے مقابلہ کو جاؤن گا تو اس سے اجازت لے کے مگر بدقسمتی سے گرفتار ہو گیا اور اسے خبر نہین کہ میری مصیبت پر وہ آنسو بھی بہا لے۔ ہائے! آج کی تاریخ یکہ یہی وقت نکاح کیلئے مقرر ہے۔"

وہان لوگ جمع ہو گے اور میرا انتظار کر رہے ہون گے

پیاری صفیہ وصل کی خوشیون مین ہو گی منتظر ہو گی اور اسکا دل گواہی دے رہا ہو گا کہ مین آیا چاہتا ہون۔ مگر اگر مین مار ڈالا جاؤن تو شاید میری روح آزادی پا کے اسکی زیارت کو جا سکے بس اب آپ عنایت کرین۔

اور حکم دین کہ مین جلدی قتل کیا جاؤن آپ کو حیرت ہو گی کہ مین باوجود اس کے کہ آپ بہادر شخص ہون ہر بات پر رو رہے کیون دیتا ہون اسکی وجہ یہی ہے کہ افسوس پیاری صفیہ کے دل کو بڑا صدمہ پہونچے گا جب وہ میرے مرنے کی خبر سنے گی اور اسی بیقراریون کا خیال کر کے مین بیتاب ہو جاتا ہون۔

یری آنکھون سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں"

ہ سالار۔ بے شک تمہاری داستان عجیب حیرتناک داستان ہے مگر یہ تو
ے ہو کہ تم سے جابد شخص کو پاکے چھوڑ دینا حماقت ہی نہیں اپنے بادشاہ کی
ی بھی ہے یہ تو کسی طرح ممکن نہیں کہ ہم تمکو چھوڑ دین۔

ف۔ مین ان لوگون مین نہیں ہو موت سے ڈرتے ہین آپ مجھے بیشک قتل
یجئے اور جلد قتل کیجئے تاکہ مجھے بھی ان عذابون سے نجات ملے۔ مین رہائی کی
ے درخواست بھی نہیں کرتا ہون۔

ہ سالار۔ جب یہ فیصل ہوگیا کہ ہم تمکو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے تو تمہین بتاؤ کہ
ور کیا تدبیر کیجائے۔

ف۔ تدبیر یہی ہے اور مین تو کہہ چکا کہ موت سب سے اچھی تدبیر ہے"

ہ سالار۔ تم مین سچی اور شریفانہ شجاعت ہے جس سے یقین ہے کہ تم قول کے
کے ہوگے اگر تم پھر یہان چلے آنے اور خود اپنے تئین گرفتار کرا دینے کا وعدہ کرو
ہو سکتا ہے کہ ہم آج رات بھر کے لیے چھوڑ دین کہ جاؤ اور جاکے اپنی معشوقہ سے
ت ہو آؤ لیکن تمہین مضبوط اقرار کرنا ہوگا کہ غالب
د جاؤگے۔

ف۔ اگر آپکو میرے واپس ہوجانے کا اندیشہ ہے اب مجھے چھوڑ کبھی کیون دیتے ہین

ہ سالار۔ بیشک اندیشہ ہے مگر اوس صورت مین یہ اندیشہ نہ رہے گا جب تم واپس
قرار کر جاؤگے کیونکہ ہمارے خیال مین ایسا شجاع اور شریف آدمی جھوٹا اور وعدہ فراموش نہین ہو سکتا

ف۔ مگر

کچھ سوچنے لگتا ہے۔

ہ سالار۔ غور اور فکر کیسی اگر تم وعدہ کروگے تو ہم تمکو ابھی رہا کردینگے صرف ایک شب کیلیے

ف۔ اچھا مین عہد کرتا ہون ضرور چلا آؤن گا۔

ہ سالار۔ اب ہمین تمہارے رہا کردینے مین کوئی عذر نہین جاؤ اور اپنی معشوقہ سے
اور صبح کو رخصت ہو کے چلے آؤ۔

یوسف چھوڑ لیا جاتا ہے اور ایک طرف چلا جاتا ہے"

پانچوان سین

زینب کا مکان - بیرونی حصہ

قاضی ابویحیی - مروان بن عثمان - یزید بن ہرثمہ محمد بن زکریا ایک وقت بیٹھے ہین

محمد بن زکریا - (قاضی ابویحیی سے) شاید آپ مجھے وقت سے کسی قدر پہلے ملاقات یوسف کا ابھی پتہ تک نہین آخر ہملوگو نکو کب تک انتظار کرنا پڑیگا؟

ابویحیی - یوسف نے اس وقت تک نہ آئے پر مجھے خود حیرت ہے نہین معلوم کیا اتفاق ہوا کہ وقت معین سے دو گھنٹے زیادہ گذر گئے ہین اور ابھی تک نہ آئے ہین جانتا ہون کہ کسی ایسے ہی کام مین پھنس گئے ورنہ انکو تو کوئی معمولی چیز نہین روک سکتی تھی -

مروان بن عثمان - قاضی صاحب آپ بڑے خوش نصیب شخص ہین - خدا اس عقد مین برکت دے یوسف کی ناموری اب ہسپانیہ عظمے کے حدود سے باہر نکل گئی -

یزید بن ہرثمہ - مجھے تو حیرت ہے معاملہ کیون منعکس ہوا - اور اہل اسلام پہ زوال کیون آگیا - اس سے کہ یوسف ایسے اولوالعزم شخص کے لئے اندلس ہی کی سرزمین جولان گاہ نہین رہسکتی ایسے شخص کو مالک فرنج کی تمام سرزمین طے کرنا چاہیے خدا جانے ہماری کیا شامت اعمال ہے کہ اس نخر نخر ناطہ کا نخر ناطہ کی دیوارون سے باہر قدم نہین نکل سکتا -

محمد بن زکریا - ہان یوسف کی سپہگری کا حال مین نے سنا ہے کہ اس نے سرزمین ہسپانیہ کو افرنجیون کے ہاتھ سے بچانے مین بڑی سرگرمی سے داد شجاعت دی

یزید بن ہرثمہ - جناب مولانا مین تو اکثر لڑائیون مین یوسف کی شجاعت کا تماشہ دیکھ چکا ہون حقیقت مین ایسی شجاعت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے ایک نوجوان ناتجربہ کاری کے عالم اوائل ہے کے ساتھ ایسا بہادر اور شجاع ہو بڑی حیرت کی بات ہے آپ ملاحظہ فرمایئن کہ یوسف نے جب دشمنو پر حملہ کیا ہے انکی ہمتین ٹوٹ گئی ہین اور وہ بجلی کی طرح اون سے اوپر گرے"

خیمہ تک اس تیزی سے پہونچ گیا ہے کہ کیا موافق اور کیا مخالف سب عش عش کر گئے۔ ایک بار یوسف نے مجھ سے اسی ساحرانہ پھرتی سے دشمنوں کے سردار فوج کا سر کاٹ لیا ہے کہ شکست کھا چکنے پر مسلمان غالب ہوگئے اور دم زدن میں تمام عیسائیوں کو کاٹ کے ڈالدیا اس قسم کی شجاعت تو قصہ کہانیوں میں بھی کم سنی گئی ہے۔

محمد بن زکریا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ۔

مروان بن عثمان۔ انھیں اوصاف کے خیال سے میں تو قاضی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں انکی صاحبزادی سے زیادہ کون خوش قسمت ہوگا جسکو ایسا نامور نوجوان اپنے عقد میں قبول کرے۔

یزید بن ہرثمہ (مروان کے کان میں چپکے سے) مگر میں نے تو سنا ہے کہ یوسف کسی اور لڑکی پر عاشق تھا اور اس لڑکی ہی نے یوسف کو لڑائی پر آمادہ کیا یوسف قاضی صاحب کی بیٹی سے عقد کرنے پر کیونکر راضی ہوگیا ہے؟"

مروان۔ تم اس لڑکی کو جانتے ہو جسپر یوسف عاشق تھا اگر یوسف نے اس لڑکی سے اب بدعہدی کی تو بیشک وہ بیوفا شخص ہے"

یزید۔ اس لڑکی کو تو میں نہیں جانتا مگر یہ تو آپ نے بھی سنا ہوگا کہ یوسف کو غرناطہ کی کسی دوشیزہ ہی نے لڑائی پر آمادہ کیا ہے"

مروان۔ ہاں۔ یہ تو میں نے بھی سنا تھا مگر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ کوئی اور لڑکی تھی کیا عجب کہ قاضی صاحب کی صاحبزادی پر عاشق ہو اور اسی نے یہ شریفانہ امتحان لیا ہو۔

یزید۔ لیکن اگر یہی لڑکی ہوتی تو یوسف آنے میں انتظار نہ دکھلاتا ظاہر ہے کہ معشوقہ کا شوق عاشق کو ہر گھڑی بیتاب رکھتا ہے"

مروان۔ ہاں تمھارا یہ خیال صحیح ہے اور کیا عجب کہ یوسف ٹال جائے اور نہ آئے۔ شاید قاضی صاحب نے دلاسا دے کے اور پھسلا کے اوسے راضی کر لیا ہوگا اور عین وقت پر یوسف بدلا لینا چاہتا ہے"

محمد بن زکریا - آپ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں با آواز بلند گفتگو کیجے کہ ہماری بھی دلچسپی ہو

پیر زید - کچھ نہیں یہی ذکر تھا کہ غرناطہ پر کیسی تباہی آگئی اور عام طور پر لوگ کس مظلومیت سے خاندان برباد ہوئے جاتے ہیں؟

محمد بن زکریا - جی ہاں یہ ہم لوگوں کی شامت اعمال ہے۔

جب ہم لوگوں میں عیش و عشرت کا بازار گرم ہوا اور ہماری نیتوں سے وہ خلوص دینی نکل گیا تو خدا نے بھی وعدہ پورا کیا اور ہمارے ساتھ وہی کیا جو پروردگار عالم ہر عشرت پسند قوم کے ساتھ کرتا رہا ہے۔

قاضی ابو یحیےٰ - جناب ہم لوگوں کو تو کچھ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے ہیں اور شاید شرافت کے پاس سے یا کسی مصلحت سے ہمسے چنداں تعرض بھی نہیں کیا جاتا اگر کسی وقت آپ شہر کی دو ایک سڑکوں کی سیر کریں تو معلوم ہو کہ ہر طرف کیسی تباہی برس گئی ہے آج میں گھڑی بھر کو باہر نکلا تھا افسوس میں بھی دھوکا ہوتا تھا کہ یہ وہی ہمارا غرناطہ ہے یا کوئی اور شہر ہے۔

محمد بن زکریا - افسوس صد ہزار افسوس آخر ناطہ پر قیامت آگئی (دونوں ہاتھ اٹھا کر) خدایا اپنے بندوں پر رحم کر الٰہی سب خرابیاں ہیں نا شکرے گنہگار ہیں۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ سب مسلمان اور سب تیری توحید کی شہادت دیتے ہیں اب انکے سب لوگ لگے (با آواز بلند آمین آمین -!!)

محمد بن زکریا - یہ بہت برا ہوا دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے عیسائی لوگ مسلمان کے قدیم دشمن ہیں اب انکو اپنی آرزوئیں پوری کرنیکا موقع ہے مسلمانوں سے وہ بہت بری طرح انتقام لیں گے

پیر زید - جی ہاں۔ اب تو ہم انکی رعایا ہیں وہ جیسا برتاؤ چاہیں ہمارے ساتھ کریں چاہیں سب کو قتل کر ڈالیں اور چاہیں فیاضی اور رحمدلی سے کام لیکر چھوڑ دیں

قاضی ابو یحیےٰ - مگر ہم نے اپنی حکومت کے زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا وہ ہمارا کوئی ظلم نہیں ثابت کر سکتے یہ اور بات ہے کہ لڑائی کیلئے جب ہم حدود فرانسس پر چڑھ گئے تو ہم نے ان کے سپاہیوں کو بیدریغ قتل کیا لڑائی کے وقت سب ہی ایسا کرتے ہیں۔

کرتے ہیں دیکھنا تو اس امر کا ہے کہ جب انکے ملک پر ہم حاکم ہوگئے اور رعایا کو
کو امان دیدیگئی اسکے بعد ہم نے ظلم نہیں کئے

محمد بن زکریا "اب تو جو وہ کہیں وہی سچ ہے اگر ہمنے کوئی ظلم نہ بھی کیا تو بھی اگر وہ کہیں تو ہم ہر طرح ظالم ہیں"

یزید "میرے نزدیک تو موسیٰ کی رائے صحیح تھی سب مسلمان کو لڑ کے مرجانا چاہیے تھا"

مروان "اب تو سب کہیں گے مگر جس وقت موسیٰ نے یہ تقریر کر کے مجمع میں چاروں طرف دیکھا تھا اسوقت سب کے سر جھکے ہوئے تھے اور ایک بھی تو نہ تھا جو اسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہوا ہو"

محمد بن زکریا "(اکتا کر) اب تو بہت دیر ہوئی قاضی صاحب مجھے اسوقت ضرورت بھی ہے اور یہ زمانہ ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم لوگ گھر سے زیادہ دیر تک غائب رہیں تمام شہر لٹ رہا ہے بہتر ہو اگر اسوقت مجھے آپ اجازت دیں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ آپ جس وقت بلائیں گے پھر حاضر ہو جاؤں گا"

مروان "ہاں میرے نزدیک بھی یہی مناسب ہے ہم لوگ بیٹھے تو یہاں ہیں مگر خوف لگا ہے کہ کہیں ہمارے گھر نہ لٹ گئے ہوں اب اسوقت آپ سب صاحبوں کو رخصت کر دیجئے اگر یوسف آجائیں تو پھر بلا لیجئے گا"

قاضی ابو یحییٰ "تھوڑی دیر انتظار کر لیجئے۔ میں ایک ہی دفعہ تکلیف دینے سے زیادہ نادم ہوں دوبارہ قدم رنجہ کی تکلیف دی تو اور زیادہ گستاخی ہوگی"

محمد بن زکریا "ہم لوگ آپکے خادم ہیں جب فرمایئے گا حاضر ہونگے تکلیف کیسی آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ہمارے لئے موجب فخر ہے"

یوسف آجاتا ہے مگر سست و ملول ہے اور چہرہ اترا ہوا ہے۔

محمد بن زکریا "مرحبا آپ نے تو آج بہت انتظار دکھایا۔ مزاج تو اچھا ہے؟"

یوسف۔ "الحمد للہ"

محمد بن زکریا "لیکن آپ اسقدر افسردہ اور ملول کیوں ہیں؟ آپکا چہرہ اترا ہوا ہے"

پر حسرت برس رہی ہے باقر لیجیے تو کیا ہوا گیا۔ آخر آپ کو صدمہ کس بات کا ہے مسرور
ہوجیے کہ آپ کی شادی کا وقت ہے۔ اس وقت انسان کو خندہ پیشانی اور مسرور
رہنا چاہیے"

یوسف:۔ اسکو کیا کرون کہ قسمت برسر عداوت ہے۔ افسوس آپ کو بیفائدہ تکلیف
ہوئی۔ اور پھر میرے انتظار مین اور زیادہ وقت ضائع ہوا۔ مگر اب مین نہایت ندامت
سے گذارش کرتا ہون کہ افسوس اسوقت مین معذور ہون۔ آج عقد نہین ہو
سکتا۔ کل یا پرسون پھر دیکھا جائیگا"

قاضی ابویحیٰ:۔ (حیرت سے) کیون؟ معلوم تو ہو کہ کون ایسا سبب مانع ہے۔
ہم لوگ اسکے دفعیہ کی کوشش کرینگے"

یوسف:۔ (آہ سرد کھینچ کے) اسکی کوشش سے کچھ نہین ہوسکتا۔ تقدیر سے لڑنے
مین جس طرح مین بے دست و پا ہون آپ بھی ہین"

قاضی ابویحیٰ:۔ اچھا تو پہلے اندر آؤ۔ پھر جو مناسب ہو کرنا"

یوسف:۔ جناب قاضی صاحب۔ یہان وہان سب جگہ برابر ہے۔ آپ سب صاحبونکو
اب بیکار تکلیف دینے سے کیا فائدہ۔ البتہ مین یہ عرض کرتا ہون کہ تھوڑی دیر کے بعد
جب مین اصل حال عرض کرونگا۔ تو آپ بھی تسلیم کرینگے کہ اسوقت نہ ہونا ہی
ضروری تھا۔ بلکہ آپ خوش ہونگے کہ خوب ہوا جو نکاح نہ ہوا۔ اب آپ سب
صاحبون کو رخصت کر دیجیے بیکار تکلیف دینے سے کیا فائدہ"

مروان:۔ (یزید کے کان مین) مین نے کہا تھا نہ۔ یوسف کسی اور لڑکی پر عاشق
ہے قاضی صاحب سارے ہاتھ دھو کے بیٹھے تھے کہ اپنی بیٹی اسکے گلے
باندھ دین"

یزید:۔ ہان شاید۔ مگر یوسف کی افسردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور
مضمون ہے اب خدا جانے کیا بات ہے کچھ سمجھ مین نہین آیا۔ جو کچھ ہوگا دو چار
روز مین معلوم ہی ہو جائیگا"

قاضی صاحب:۔ اچھا آپ لوگون کو تکلیف دینے پر مین نادم ہون۔ اب چونکہ
یہان کوئی کام نہین رہا لہٰذا اگر آپ چاہین تشریف لیجائین"

قاضی صاحب :- (دل مین) کیا بات ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ کیا یوسف نے
انکار کیا ہے؟ مگر اسکا تو یقین نہین آتا۔ عشق مین ایسا نہین ہوتا۔ مگر ہان شاید
اسکی طبیعت بدلگئی ہو۔ افسوس میری صفیہ پر بڑا ظلم ہوا۔ جس وقت وہ سنیگی
کہ یہ سب لوگ پھر دے گئے تو اسکے دل پر کتنی بڑی چوٹ لگے گی۔ مین بھی اندر چلون
شاید معلوم ہو کہ یوسف نے کیون انکار کردیا۔ مگر ابھی جانا مناسب نہین صفیہ
خود یوسف سے پوچھے گی۔ — اور میرے سامنے اوس سے پوچھا نہ جائیگا۔
اچھا ذرا مین گھر ہو آؤن صفیہ کی ماں کو زبردستی مین نے وہین رکھا۔ وہ بیٹھی
گھبراتی ہونگی۔ منتظر ہونگی کہ مین اونھین مبارکباد دون اور صفیہ کے نکاح کی
خوشخبری سناؤن اگرچہ مین انھین ایک صدمہ
ہی پہنچاؤنگا"
مگر جانا چاہیے کہ کمیٹی والون نے لوٹ نہ لیا ہو"
اٹھکے چلے جاتے ہین

چھٹا سین

زینب کا مکان اندرونی حصہ
زینب اور صفیہ بیٹھی ہین "

زینب :- (صفیہ سے) بیٹی کوئی گھبرانے کی بات نہین۔ یوسف اب آتے
ہونگے کسی کام مین پھنس گئے ہونگے۔ وہ خود دیر نہ لگاتے"
صفیہ :- یہ تو مین جانتی ہون کہ اُن سے جہان تک بنے گا جلدی ہی آجائینگے
مگر ایسا نہو یہ لوگ بیٹھے بیٹھے اکتا کے چلے جائین مجھے کسی اور کا خوف نہین
اپنی قسمت سے ڈرتی ہون۔ سب طرف سے آرزو پوری ہونے کی امید
میرا یوسف بھی مجھ سے موافق ہے۔ مگر مجھے اپنی قسمت سے ڈر معلوم ہوتا ہے
کیون زینب وہ نہ آئے تو کیا ہوگا؟"
زینب :- کیسی باتین کرتی ہو۔ اور اپنے ساتھ مجھے بھی سٹپٹا دیتی ہو

نہ کیوں آئینگے یہیں رہتے ہیں۔ یہی مکان ہے نہ آئینگے تو جائینگے کہاں ؟"

صفیہ:۔ "اچھا تو پھر دیر کیوں لگی۔ میں نہ مانونگی۔ میری قسمت نے کوئی شگوفہ چھوڑا"

زینب:۔ "صفیہ۔ میں تمھیں اتنا خفقانی نہیں جانتی تھی۔ ہزار سمجھاؤ کسیطرح سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ وہ انسان کیا جس میں ذرا تحمل نہ ہو۔ اب تم ایسی ننھی بھی نہیں ہو کہ برا بھلا نہ سمجھو۔ کہدیا آتے ہونگے۔ کسی دوست کے یہاں باتوں میں دیر شاید لگ گئے (کان لگاکر) ہاں آ گئے۔ باہر لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ کیا آواز آ رہی ہے۔"

صفیہ:۔ (دل میں خوش ہو کر) "اب جان میں جان آئی۔ زینب سنو دیکھو کیا باتیں کرتے ہیں"

زینب:۔ "اب شرمیلی بن کے بیٹھو۔ تھوڑی دیر میں لوگ پوچھنے آئیں گے دیکھا جائیگا"

صفیہ:۔ "تقدیر ہی نے مجھے بے شرم بنا دیا۔ اب شرم کہاں جب آئینگے دیکھا جائیگا"

زینب:۔ "چلو وہاں چلکے بیٹھو۔ ایسے یہاں ٹھہرنا تمھیں مناسب نہیں تمھارے ابا جان ہی آجائیں تو اپنے دل میں کیا کہیں گے"

صفیہ:۔ "اچھا۔ چلو۔ مگر مجھ سے تو نچلا نہ بیٹھا جائے گا۔ جبتک کوئی مارے باندھے بیٹھی رہونگی"

زینب:۔ "نہیں تمھیں شرم کی ادا سے بیٹھنا چاہیے"

صفیہ:۔ "ہاں بیٹھی رہونگی۔ مگر کہیں وہ آئیں تو"

زینب:۔ "تم چپ رہو اب زیادہ باتیں نہ کرو"

(زینب صفیہ کو ایک مقام پر خاموش بٹھادیتی ہے اور صفیہ گردن جھکا کے بیٹھی ہے)

صفیہ:۔ "زینب ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ اب کبتک سمٹ کے بیٹھی رہوں"

زینب:۔ "آتے آتے آئینگے۔ آخر وہاں بھی تو تھوڑا بہت کام ہے گھبراؤ نہیں"

صفیہ:۔ "تم کسی تدبیر سے بلا لو کہ جلدی آئیں"

زینب:۔ "اب آیا ہی سمجھو۔ باہر سلام علیک کی کئی آوازیں آئیں۔ ہاں ادھر کوئی آ ہوگا۔ (کچھ آہٹ پا کر) لو صفیہ سنبھلو دیکھو تم نہ پوچھنے شاید کوئی

نہین وہ تو خود یوسف ہے۔ (حیرت سے) یوسف تم کیون چلے آئے۔ نکاح سے فراغت ہولیتی تو آتے۔

یوسف :۔ افسوس! زینب اب نکاح نہین ہو سکتا۔ ایسی قسمت کہان رہ گئی! تیری آرزو اور پوری ہو۔

صفیہ :۔ کیا۔ آخر کیا ہوا؟ ہائے مین تو پہلے ہی گھبرا رہی تھی۔ خدا کے لئے جلدی کہو۔ زیادہ صبر کی طاقت نہین ہے۔

زینب :۔ اور ہان تمہاری یہ حالت کیا ہو رہی ہے۔ چہرے پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین منھہ ذرا سا نکل آیا ہے۔

یوسف :۔ آہ۔ اس کا حال نہ پوچھو۔ قسمت نے ترس کھایا جو اتنی اجازت دیدی کہ تم سے ملنے آیا ہون یہی غنیمت سمجھو۔ بس رخصت۔ اور مجھے یہ خیال کر کے رخصت کرو کہ اب کبھی نہ ملون گا۔

زینب :۔ کیا کہتے ہو۔ کچھ اس طرح کہو کہ سمجھ مین آجائے۔ میری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا۔ آخر کیا ہوا کیون اسقدر مایوس ہو؟

یوسف :۔ پیاری صفیہ! تم دونون سُن لو کہ اب مین آزاد شخص نہین ہون مجھ پر اب میرا اختیار نہین۔ مین عیسائیون کے ہاتھ مین قید ہون۔ اب اُن کا غلام ہون افسوس! اب آزادی کہان۔ رونے لگتا ہے۔

صفیہ :۔ (بیتاب ہوکر) یوسف! میرے یوسف! کیا ہوا کیا! عیسائیون سے تم سے کیا تعلق اُن ظالمون سے کیا علاقہ! میری سمجھ مین خاک بھی نہین آیا کہ تم کیونکر عیسائیون کے غلام ہوئے؟

یوسف :۔ پیاری صفیہ طمع نے مجھے خراب کیا۔ غرناطہ کی سڑکون پر مین سیر کرتا چلا جاتا تھا ایک طرف تو میری حسرت غرناطہ کی تباہی و بربادی دیکھ دیکھ کے بڑھتی جاتی تھی دوسری طرف یہ خیال مجھے اور پریشان کئے ہوئے تھا کہ آج شادی کا دن ہے اور میرے پاس ایک پیسہ نہین۔ انھین خیالات مین تھا کہ سامنے سے کیسٹل والون کے کچھ سوار نظر آئے۔ جو لوٹ مار کا بہت سا مال لئے چلے آتے تھے۔ مین نے یہ خیال کرکے کہ یہ اسباب ان۔

لوگون سے لوٹ مار کے چھین لون گا۔ اُن پر حملہ کر دیا مین نے کئی سوارون کو قتل کیا اور قریب تھا کہ وہ لوگ بھاگ جائین کہ اتنے مین اُن کا ایک پورا رسالہ آگیا۔ مجبوراً مین نے سب سے مقابلہ کیا اور بڑی دیر تک اُن لوگون کو قتل کرتا رہا۔ آخر زخمی بھی ہوا۔ اور عیسائیون نے کمند ڈال کے مجھے گرفتار بھی کر لیا۔ پیاری صفیہ اتنی خطا تو ضرور ہے کہ بے تمسے پوچھے مین نے اُن پر حملہ کر دیا۔ مگر اب تو جو قسمت مین تھا وہ ہوا۔ صفیہ۔ اس طرح مین گرفتار ہوا۔ اور میری آزادی یون چھینی گئی۔ اور اسطرح مین عیسائیون کا قیدی بنا۔ اور میرے گلے مین غلامی کی رسی ڈال دی گئی اُن سوارون نے مجھے عیسائیون کے سپہ سالار کے۔

سامنے پیش کیا وہ شخص بڑا رحمدل تھا۔ میرا حال سُنکے اسے مجھ پر ترس آگیا اور نہایت رحمدلی سے مجھے اجازت دی کہ پیاری صفیہ مین تمھاری زیارت کر آؤن اور تم سے رخصت ہو لون۔ اُس نے صاف صاف کہدیا کہ ہم تمکو زندہ نہین چھوڑ سکتے کیونکہ تمنے ہمارے صدہا آدمیون کو قتل کیا۔ لیکن ہان اتنا ہو سکتا ہے کہ ایک رات کے لئے تمکو اتنی مہلت دیدی جائے کہ اپنی معشوقہ سے جا کے رخصت ہو آؤ۔

زینب ”تو اُن لوگون کے سوار حراست کے لئے تمھارے ساتھ آئے ہونگے“

یوسف ”نہین مین تنہا آیا ہون۔ عیسائیون کے سردار نے میری بڑی قدر کی۔ اُسنے کہا چونکہ تم مین شجاعت ہے لہذا راستبازی بھی ہوگی۔ حراست کی کوئی ضرورت نہین اگر تم وعدہ کر لو کہ پھر یہان آکے اپنے تئین قید کرا دوگے تو مین تمکو چھوڑ دونگا آخر اوسکے کہنے کے بموجب مین نے واپسی کا عہد کیا اور عہد کر کے پیاری صفیہ۔ تمھاری زیارت کو آیا ہون“

صفیہ ”(کانپتی ہوئی آواز سے) پھر اب کیا ہوگا؟ شاید میری اور تمھاری موت اسی حیلہ سے ہے۔ یوسف کیا اب اُن ظالمون کے ہاتھ سے نجات پانیکی کوئی صورت نہین؟ دیکھو اگر کوئی تدبیر ہو تو بہتر ورنہ صاف کہدو کہ مین اس شہادت کے لئے تیار ہو جاؤن۔ جو میرے یوسف کو نصیب ہوگی! آہ تقدیر نے کسوقت آرزوئین خاک مین ملائی ہین“

زینب ”میرے نزدیک تو تم اب نہ جاؤ وہ لوگ کیا کر لینگے۔ لڑائی مین

ب ہی فریب اور حیلہ کرتے ہین۔ دشمن کے ہاتھ سے نجات مل گئی تو اسکے لئے قرۃ
م جان بوجھ کے موت کے منھ مین چلے جاؤ تم مین چھپ کے بیٹھ رہو۔
سف :- زینب وہ باتین بتاؤ جو کسی معزز آدمی سے کر سکتی ہون۔ ہان یہ سچ ہے
لڑائی فریب ہی کا نام ہے اور دشمن کے مقابلہ مین اس قسم کے معاملات جائز ہو جاتے
ن مگر یہ بدعہدی اور قول سے پھر جانا کسی حالت مین نہین جائز ہے۔ یہ نہین -
ن ہے کہ اب مین سچ کو نہ جاؤن گا۔ یہ جانتا ہون کہ جاتے ہی قتل
ہونگا مگر جاؤن گا ضرور؟
صفیہ :- (یوسف سے لپٹ کر) ہائے دیکھو قسمت نے میرے اور تمھارے ساتھ
کیسی دشمنی کی! مجھے معلوم ہوتا کہ وہ لاعلاج ہے۔ مگر زبان پر لاتے۔ ڈرتی تھی۔
آہ! جب کبھی کوئی ایسا جملہ میری زبان سے نکلا زینب نے مجھے سٹر بنایا۔ اب سب
کو معلوم ہو گیا ہاے! اب تو کوئی تدبیر نہین ذہن مین آتی۔ یوسف مین یہ نہین
کہتی کہ تم میرے لیے بدعہد بنو اور اپنے دامن مین عہد شکنی کا دھبا لگاؤ۔
لیکن ہان یہ ضرور کہون گی کہ مجھ کو بھی اپنے ساتھ لئے چلو۔ آہ جو میرے
یوسف کا مقتل ہو گا؟
یوسف :- صفیہ! میرے لئے تم اسقدر حیران کیون ہوتی ہو تمھارے والد تمھاری
والدہ تمھارے عزیز و اقارب اور سب سے زیادہ یہی زینب سب تمھارا دل بہلانیکو کافی ہین
میری قسمت بری تھی۔ میرا تمھارا ساتھ قابل نہ تھا۔ اب میرے خیال کو اپنے دل سے بھلا دو
تم تو معشوق ہو۔ اور تم نے سنا ہو گا کہ حسین اپنے دلدادون کے خیال کو ہمیشہ
دل سے مٹا دیتے ہین میری آرزو ہے کہ تم بھی ایسا ہی کرو جو تمھارے حسن و جمال اور
تمھاری اس دلربا صورت کے شایان ہے؟
صفیہ :- بھلا دون! تمھارے خیال کو دل سے بھلا دون! کیونکر بھلا دون یا کسی
کو کوئی ایسی تدبیر معلوم ہو تو للہ بتا دے یوسف مین تمھاری عاشق ہون۔
تمھاری صورت بلکہ اُس سے زیادہ تمھارے اوصاف پر فدا ہون۔ اور اہا تم چاہو
نہ دیکھو لوگ دیکھ لینگے کہ مین تم پر فدا ہو گئی۔
یوسف :- صفیہ ہم تم مسلمان ہین۔ خدا کے وعدون پر ہمارے دلون کو تقویت ہوتی ہے

تم بھی ان بے وعدون پر اسی طرح قائم رہو۔ بس روز وہ مؤلف القلوب جب
ہمکو اور تمکو دونون کو ملائیگا۔ اُس روز مل جائینگے۔ اب اس وقت تم صبر کرو اور
مجھے جا[illegible] دو کہ عیسائیون کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤن "

صفیہ :- مجھ سے تو یہ نہ ہوگا کہ یہان دنیا مین تمھارا ساتھ چھوڑ دون۔ خدا نے مجھے
دل ہی ایسا بے صبر دیا ہے اسکو کیا کرون۔ آخر تم کیون زیادہ اصرار کرتے ہو۔ مجھے
کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے بعد مین بھی عیسائیون کے ہاتھ سے قتل کر ڈالی
جاؤنگی "

یوسف :- زینب! کچھ تم ہی انھین سمجھاؤ "

زینب :- مین کیا خاک سمجھاؤن۔ صفیہ کی طبیعت سے تم بخوبی واقف ہو جب
تمھاری ہی کہنا نہین مانتی تو میرا کہنا کیون ماننے لگی۔ اگر تمھین صفیہ کے ساتھ ہمدردی
ہے تو یہی کام کرو جو مین نے کہا کہ اب نہ جاؤ۔ آخر وہ کیا کرینگے "

یوسف :- نہین یہ تو نہ ہوگا۔ جو زبان سے کہہ آیا ہون اُس کے خلاف
نہ کرونگا "

صفیہ :- ہان ہان مین یہی کہتی ہون کہ خلاف نہ کرو۔ مین بھی اپنی زندگی سے
اب عاجز ہو گئی ہون۔ کمبخت نے گھڑی بھر بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔
صبح کو تم چلو اور مجھے اپنے ساتھ لیتے چلو "

یوسف :- یہ مجھ سے ہو سکیگا کہ تمکو بھی چلکر ایسے ظالمون کے پھندے مین پھنسا
دون جو ترس کھانا کیسا کسی کی محبت کا بھی اندازہ نہین کر سکتے "

صفیہ :- پھر یہ تو ہونا ہی ہے کہ تمھارے بعد مین بھی زندگی سے دست بردار ہو جاؤنگی
یہ کبھی خیال مین بھی نہ لانا تمھاری صفیہ تمھارے بعد زندہ بیٹھی رہیگی۔ اور جب یہی
ہوگا تو مین بھی انھین ظالمون کے ہاتھ سے جام شہادت کیون نہ قبول کرون جو
تمھین مجھ سے جدا کرینگے۔ ہان اگر میرا قتل ہونا تم سے نہ دیکھا جائے تو مین اقرار
کرتی ہون کہ تمھارے بعد اپنی جان دونگی۔ مگر للہ یوسف مجھے اپنے ساتھ ہی لیے چلو
آہ! تم میری التجاؤن کا خیال نہین کرتے ہو اور رات گذری جاتی ہے۔ پہر ہی بھر
اور باقی ہے (ہاتھ جوڑ کے) للہ خدا کے لیے یہ درخواست قبول کرو مین تم سے وعدہ

کرتی ہون اور اس کا وعدہ غالباً تمکو بھی یقین ہو گا کہ اسکے بعد پھر مین تم سے کسی بات کی درخواست نہ کرونگی"

یوسف :۔ (زینب سے) زینب دیکھتی ہو یہ کسقدر پریشان کر رہی ہین ہائے اس امر کو مین کیونکر گوارا کرون کہ خدانخواستہ ان کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کیا جائے جیسا سلوک میرے ساتھ کیا جاتا ہے"

زینب :۔ افسوس مین تم دونون کو وہان جانے سے منع کرتی ہون۔ لیکن ہان اسکا مجھے بھی یقین ہے کہ تمھارے بعد صفیہ ایک گھڑی بھر بھی دنیا مین نہین رہ سکتی۔ مین اسکی محبت کا خوب اندازہ کر چکی ہون۔ مین سچ کہتی ہون کہ تم کو اسکی محبت اور اسکی بیتابانہ عشق کی قدر نہین۔ جتنی محبت اسے تمھارے ساتھ ہے اسکی عشر عشیر بھی تمھارے دل مین نہین"

یوسف۔ (جھلا کر) تم بھی اُلٹے مجھی کو الزام دیتی ہو۔ یہ میری قسمت! پیاری صفیہ کی محبت کا قدردان مین جب ہوتا جبکہ اسے قتل گاہ مین لے جاکے ٹکڑا کر دیتا ہان ایسی محبت مجھے نہین ہے اور خدا نہ کرے ہو۔ چاہے کچھ ہو مجھ سے تو یہ نہ ہوگا"

زینب :۔ نہین مین یہ کہتی۔ آخر تم ہی کیون جاتے ہو؟ جان بچانے کے لیے انسان کیا کچھ نہین کرتا۔ آسان ترکیب ہے نہ تم جاؤ نہ یہ جائین بلکہ الٹا اور تمکو تو اپنی جان اور زیادہ عزیز ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک نازنین اور شریف لڑکی کی جان بھی اسکے ساتھ وابستہ ہے"

یوسف :۔ کیا کہتی ہو؟ مسلمانون کی جرأت اور سپہگری تو خاک مین مل چکی اب تم چاہتی ہو کہ وفاداری اور اپنے عہد پر قائم رہنے کا جو وصف اب تک اُن مین باقی تسلیم کیا جاتا ہے وہ مٹ جائے؟ اگرچہ اب اوباش کے ہاتھون تمکو اسکے بھی سیکڑون نمونے نظر آجائین گے۔ اور ایسے وعدہ فراموش اور جھوٹے مسلمان تم بہت جلدی غرناطہ مین پاؤ گی۔ مگر مین نہین چاہتا کہ اسکی ابتدا مجھ سے ہو۔ مین پھر کہتا ہون کہ اپنے قول سے ہرگز نہ پھرونگا۔ عیسائیون کے سوال سے جو عہد کر آیا ہون اُس کو ضرور پورا کرونگا"

زینب:۔ اب تمھین اختیار ہے پھر مجھ سے کیا مطلب۔ تم جاؤ اور صفیہ مجھے ناحق
بیچ مین گھسیٹنے سے فائدہ؟ مجھے تم دونون سے ایک محبت ہوگئی ہے۔ اسکی وجہ سے
دل نہین مانتا اور بے بولے بھی نہین رہا جاتا۔ لیکن اب مجھے کوئی عذر نہین
جو تمھارے دل مین آئے کرو۔"

صفیہ:۔ زینب! نہین یہ مین بھی نہین پسند کرتی کہ اُنکے قول مین خدانخواستہ
کوئی فرق آئے۔"

زینب:۔ پھر کیا ہے صبح کو اُنکے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔"

صفیہ:۔ آہ یہ تو کہتی ہون۔ مگر افسوس یہ نہین مانتے تمھین راضی کرو۔"

زینب:۔ تم ہی کہو۔ میری بلا سے کیون ماننے لگے۔"

یوسف:۔ زینب برا ماننے کی بات نہین۔ یہ میری زندگی کی آخری شب ہے
اب اس وقت خدا کے لیے خفا نہو۔ مگر ہان اس مین زیادہ اصرار کرو کہ مین مرتے دم
مین بدعہدی کی بنیاد ڈالون۔ مین تمھارا انتہا سے زیادہ ممنون ہون۔
مجھ پر تمھارے بہت بڑے بڑے احسان ہین۔ خدا کے لیے میری صفیہ کو سمجھاؤ کہ
اِن ارادون سے باز آئین۔ آہ! آج کی رات کسقدر چھوٹی ہے۔ صبح کو اب ایک
ہی گھنٹہ باقی رہگیا۔"

صفیہ:۔ ہائے اسی سے تو کہتی ہون کہ جلدی اجازت دیدو۔ تاکہ وہان جب تو آؤن
تو بے تمھاری رضامندی کے نہ آؤن۔"

یوسف:۔ کیا مصیبت کی بات ہے کیونکر دل سے اجازت دون۔"

صفیہ:۔ اچھا اسوقت خوش ہوگے جب مین تمھاری اجازت کے بغیر چلی
آؤنگی۔"

یوسف:۔ مجھے یہ نہ ہوگا کہ تمکو ایسے ہلاکت کے مقام پر مین اپنے ساتھ لے چلون
میرے بعد تمکو اختیار ہوگا۔ چاہنا چلی آنا اور چاہنا یہان زینب سے دل
بہلا لینا۔"

صفیہ:۔ افسوس! اچھا یہ بات تھی کہ مرتے وقت میرے دل مین خیال ہوتا۔
کہ مین نے اپنے یوسف کو ناراض کیا اور اُنکے حکم کی مخالفت کی۔ مگر آہ! یہ بھی"

قسمت میں نہیں ہے۔ یوسف اگر تم چاہو تو میں اس امر میں مطمئن ہو سکتی ہوں۔ مگر ہائے
کیا کروں تقدیر نے مجھے بھی خلاف کر دیا۔"

یوسف: صفیہ تمہاری یہ باتیں جلاد کی خونخوار تلوار سے زیادہ میرے دل میں
زخم ڈال دیتی ہیں۔ دیکھا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ میرے بعد تم بھی آنا۔ مگر میرے
ساتھ نہ چلو۔ آہ اب رخصت۔ صبح ہو گی۔ جب تم سے آپ میں ہمیشہ کے لیے
جدا ہوتا ہوں۔ پیاری صفیہ الوداع۔ ایک قصہ [illegible] ہو لیے۔ ہائے ہماری داستان
دنیا کو یاد رہے گی اور ہم تم نہ ہوں گے۔"

(رونے لگتا ہے)

صفیہ: ہاں وہ سب پہنچ گئے۔ تیری جلد فتح ہو گی۔ اے آسمان ابھی دشمن کو آہ
عاشقوں کو [illegible] پیارے یوسف
([illegible]) جب تم نے اپنے اوپر [illegible] کی اجازت دی ہے تو اتنا اور
[illegible] ساتھ ہی چلوں۔ یہ زندگی کی چند گھڑیاں جو باقی ہیں
میں جلد [illegible] گذر ہیں۔"

یوسف: نہیں صفیہ ایسا نہ ہوگا۔ بس اب بولنے دو۔ پیاری صفیہ اب زندگی کی
سب امیدیں خاک میں مل گئیں مجھے امید ہے کہ میری اس وقت کی تمنا [illegible]
[illegible] (ایک نہایت گرمجوشی کا بوسہ لے کر) زندگی بھر میں یہ پہلی خطا ہے۔
اور آخری پچھلی بھی خطا ہے۔ اسے معاف کر دینا۔ اس سے زیادہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔"

صفیہ: [illegible] اور وہ
تمہارے [illegible] جاتے ہیں [illegible]

اب اجازت دو وقت آ گیا۔ جاتا ہوں۔"

صفیہ: [illegible]

نہیں صفیہ مجھے استقلال اور صبر سے رخصت کرو۔ [illegible] وقت
جا استقلال کی [illegible] استقلال سے تم بھی کام لو۔ آہ [illegible]
اپنا حکم میری بات لگا دیا۔ پیاری [illegible] ہو گی۔"
[illegible]

زینب:۔ (کچھ دیر سناٹے میں رہنے کے بعد) بی صفیہ! جانتی ہوں کہ اسوقت تمہارا دل تمہارے قابو میں نہیں۔ مگر کب تک؟ اب صبر کرو۔ بی خدا تمہیں صبر کا اجر دیگا! (آنسو پونچھکر) بس اب رو چکیں!

صفیہ:۔ زینب۔ اب میں دو تین گھڑی کی مہمان ہوں۔ تمہاری باتوں سے میرا دل اور دکھتا ہے۔ خدا کے لئے مجھے نہ ستاؤ۔ اب میں کیا کروں! ہائے! ہائے!

(قاضی ابو یحییٰ آجاتے ہیں اور صفیہ کو اس بیتابی سے روتے دیکھکر متعجب ہوتے ہیں۔)

قاضی ابو یحییٰ:۔ صفیہ! بیٹی! صفیہ! کیا ہوا؟ خدا کے لئے بتاؤ بیٹی تیرے لئے میں اپنی جان تک دے دونگا اور تیری آرزو پوری کرونگا۔ ہائے! کچھ زبان سے تو کہہ! تجھے روتے دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے!

صفیہ:۔ ابا جان! کچھ نہیں ہو سکتا۔ آپ ہی کے امکان میں ہوتا تو میں یوں نہ روتی۔ اب تو کچھ نہیں ہو سکتا! آہ کیا کروں!

قاضی ابو یحییٰ:۔ زینب! خدا کے لئے کچھ تمہیں بتاؤ۔ مجھے تو خفقان ہوا جاتا ہے!

زینب:۔ قاضی صاحب! حقیقت میں آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ میں بھی گھنٹہ بھر سے ساکت بیٹھی ہوں۔ اور اب آخر مجھے بھی یقین ہو گیا کہ صفیہ کی تقدیر بگڑی ہوئی ہے!

قاضی ابو یحییٰ:۔ (جھلا کر) اچھا! میں یہ کب کہتا ہوں کہ تم مجھے تدبیر بتاؤ اپنی رائے سے۔ خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ ہوا کیا۔ آخر ماجرا کیا ہے؟

زینب:۔ قاضی صاحب! بڑا بھاری قصہ ہے میں کہاں تک بیان کرونگی۔ ابھی سنئے۔ یوسف اسوقت رات کو کسی شکار پر جا رہے تھے کہ عیسائی سواروں نے گھیر لیا انہوں نے مقابلہ کر کے بہتوں کو مار ڈالا اور قریب تھا کہ سب کو بھگا دیں۔ اتنے میں عیسائیوں کا ایک پورا رسالہ آگیا۔ اور دم بھر میں یوسف کو گرفتار کر لیا۔ کیتھل والوں کے سردار نے یوسف کا حال پوچھا انہوں نے بیان کیا تو اسکو ترس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم پھر آکے اپنے تئیں قتل کرا دینے کا اقرار کرو تو میں رات بھر کے لیے تمکو چھوڑ دوں کہ جاؤ اپنی معشوقہ سے رخصت ہو آؤ۔

اس اقرار پر یوسف لئے گئے تھے۔ اور اسی وجہ سے آتے ہی سب لوگوں کو پھر دیا رات بھر مین سمجھا دی ہی۔ مگر ان پر نصیحت نہ کارگر ہوئی۔ آخر اس وقت صفیہ کو روتے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور وہین گئے ہین۔ جہان یقیناً مار ڈالے جائینگے"

قاضی صاحب حیرت زدہ رہجاتے ہین"

قاضی ابو یحیی :- (کچھ دیر کے بعد) آخر انھین جانا ہی کیا فرور تھا۔ اب ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات مل گئی تھی تو پھر کیون چلے گئے"؟

زینب :- رات بھر مین ہی کہا کی۔ مگر وہ کیون ماننے لگے تھے۔ انھون نے کہا کہ مین وعدہ خلافی ہرگز نہ کرونگا"

قاضی ابو یحیی :- پھر کیا کیا جائے ان لوگون کے ہاتھ سے نجات ممنا بہت دشوار ہے اور یوسف سے ایسے شخص کا۔ جس نے ہزارون سپاہیون کو خاک و خون مین ملا دیا۔ اب انکے بعد زندگی بیکار ہے۔ مین وہین جاتا ہون۔ دیکھو کیا ہوتا ہے"

قاضی ابو یحیی چلے جاتے ہین۔

صفیہ :- زینب اب میرے چلنے کا وقت بھی آگیا۔ آہ تمکو مین اپنی مان سمجھتی تھی۔ میرے مرنے کا بڑا قلق ہوگا مگر کسی نہ کسی طرح صبر آہی جائیگا۔ تم میری امان جان کی دلدہی کرنا۔ اور وہ تمھاری دلدہی کرینگی"

زینب چلا چلا کے رونے لگی ہے"

زینب :- (ہچکیان لیے لے کے) صفیہ! للہ اس ارادے سے باز آؤ۔ آہ کیا کہون مجھے تو سمجھانے کا بھی ہوش نہین رہا"

صفیہ :- زینب پھر یہ کہتی ہین بیوفا نہین ہون۔ سارے زمانہ نے اور تمام فضا نے جس طرح یوسف کو جوش مین لڑتے اور جہاد کرتے دیکھا وہی سب آج دیکھ لینگے کہ صفیہ بھی ویسی ہی باوفادار ہے جیسا کہ اس کا عاشق راستباز تھا۔ بس اب جاتی ہون یہ ٹھہرنے کا موقع نہین ہے"

صفیہ مردانے لباس سے آراستہ ہوکر اور نہایت خوشنمائی سے عربی

عباسہ باہر عسکر ظفر سے نکلتی ہے۔ زینب اوسکے پیچھے روانہ ہوتی ہے۔

غرناطہ کے باہر سپہ سالار افواج کسٹیل کا خیمگاہ

سپہ سالار چند افسران فوج کے بیچ مین بیٹھا ہے اور دل مین سوچتا ہے

سپہ سالار ۔۔ (خود بخود) ہان اُس کا کیا نام تھا ؟ یوسف حقیقت مین بڑا بہادر شخص ہے
ایسی جرأت بہت کم دیکھی گئی ہے ۔ اور پھر لطف یہ کہ ابھی نوجوان ہے۔
بہادری کے علاوہ اُسکی صورت بھی دلفریب ہے۔ اسوقت آنے کا وعدہ کر گیا ہے
میرے نزدیک تو وہ ضرور آئے گا۔ مگر نہ آتا تو اچھا تھا۔ واقعی دنیا مین بڑے بڑے
سنگدل ہین۔ وہ لوگ بھی ہین۔ جنھین اُسکی حالت اور صورت پر ذرا بھی ترس
نہ آیا۔ بلکہ میری رحمدلی دیکھ کے بادشاہ کی خدمت مین دوڑے گئے۔ اور وہان
دربار مین جڑ دی کہ مین اُس کا طرفدار ہون۔ ایک کاغذ ہاتھ مین اوٹھا کر۔ یہ
شاہی حکمنامہ آیا ہے کہ اس عرب نوجوان کی فوراً گردن ماری جائے۔ ورنہ مور
دعتاب شاہی قرار پاؤن گا۔ کیا کرون ۔ اگر وہ آگیا۔ تو بڑا غضب ہو جائیگا۔
اب تو میرے نزدیک اسکی رہائی کی کوئی صورت نہین "

خادم آتا ہے "

خادم ۔۔ حضور وہ عربی نوجوان یوسف جو کل خود حاضر ہونیکا وعدہ کر گیا تھا حاضر ہوا ہے "
سپہ سالار ۔۔ افسوس اچھا اُسے میرے سامنے لاؤ "
(خود بخود) " بڑا غضب ہوا۔ اب اس نوجوان کو کسی طرح نجات نہین
مل سکتی۔ میرا تو ارادہ تھا کہ اسکی راستبازی کا امتحان کر کے چھوڑ دونگا۔ یہان
تقدیر نے اور مضمون پیش کر دیا۔

خادم یوسف کو لے آتا ہے "

یوسف ۔۔ حسب وعدہ مین حاضر ہون اب جو حکم میرے حق مین نافذ کیا جائے

اسکی پابندی کے لئے تیار ہون

سپہ سالار (تیز تیز) یوسف کی صورت دیکھتا ہے

سپہ سالار (کچھ دیر کے بعد) یوسف! کیا حقیقت مین تم اپنی زندگی سے بیزار ہوا
اور کیا کوئی تمھارا ایسا دوست نہ تھا جو تمھین یہان آنے سے منع کرتا۔ افسوس تم نے
یہان آکے اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ اگرچہ یہان بہت سے لوگ بیٹھے ہین
مگر اب مین صاف صاف کہدیتا ہون۔ یوسف! میرے نزدیک تمھارے قتل کرنے
سے زیادہ کوئی ظلم نہین۔ مین نے تمھارے ساتھ ہمدردی کا ارادہ کیا تھا۔
ٹھیرائی تھی کہ تمھاری راستبازی کا امتحان لیکے تمھین رہا کرونگا
لیکن اسکو کیا کرون کہ تمھاری موت کا وقت آہی گیا تھا۔ اب میرا کچھ زور نہین
چل سکتا۔ خدا جانے میرے عہدے سے کون آگاہ ہو گیا کہ اس نے حضور بادشاہ کی
خدمت مین عرض کردیا۔ اور وہان سے ابھی حکمنامہ آیا ہے کہ تمکو بے تامل قتل
کرڈالون۔ اب تمھین بتاؤ کہ مین کیا کرسکتا ہون۔ آہ! اس ظلم کا مجھے زندگی
بھر صدمہ رہیگا

یوسف (رو کے) آپکی اس ہمدردی کا مین مشکور ہون۔ مگر اس کو آپ کیا کیجے کہ میری
قسمت ہی مین یہ حسرتناک موت لکھی تھی۔ اور رہا یہ کہ مین کیوا یا میرے نزدیک
قتل ہو جانا آسان ہے اور عہد سے انحراف کرنا ناممکن ہے اب آپ میرے
لیے زیادہ ملول نہ ہوجئے میرے سوگوار ان کا رونا میرے لیے کافی ہے بلکہ
اصل تو یہ ہے ان کی آہ وزاری میری موت سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے
اب آپ جلدی کرین اور حکم دیں کہ میرے قتل کا بندوبست کیا جائے۔ نہین آپ اپنے
ہوئے سر ہرگز الزام نہ لیجے

سپہ سالار (رو کے) اے شریف نوجوان یہ صرف تمھاری نوعمری کا نتیجہ تھا جو تم چلے آئے
کوئی تجربہ کار سپاہی ہوتا تو ہرگز نہ آتا۔ آخر زندگی سے کیون اسقدر بیزار ہو۔
ہان تم اپنی معشوقہ سے جب اسوقت رخصت ہوئے تو اُسنے کیونکر رخصت کیا اور
کہا۔ شاید اسکی آنکھون مین تو دنیا اندھیر ہوگی کہ جب سے تمھین اُس نے
یہان آنے کیون دیا

وسف:۔ وہ تو کسی طرح نہیں آنے دیتی تھی۔ میں زبردستی اُسے تڑپتا چھوڑ کے
لا آیا۔ کیا عرض کروں کہ اوسکی کیا حالت ہے۔
پہ سالار:۔ افسوس! تم نے بڑی سنگدلی کی! اور آہ۔ تم سے زیادہ سنگدلی
میرے ہاتھوں ظاہر ہوگی۔ یوسف میں معذور ہوں۔ اب تمھارے چھوڑنیکی
ی تدبیر میرے امکان میں نہیں ہے۔
سف:۔ آپنے تو میرے حال پر بڑا رحم کیا۔ میری تقدیر میں یہ لکھا تھا۔
میں ایک بات کی التجا کرتا ہوں۔ اگر آپ اُسکا وعدہ کریں تو میں بڑی خوشی سے
ان دوں۔
پہ سالار:۔ وہ کیا۔ بلا تامل بیان کرو۔ تم جو کچھ کہو گے اسکو بخوشی خاطر پورا کرونگا۔
وسف:۔ کوئی تعجب نہیں کہ میری معشوقہ بھی تھوڑی دیر میں یہاں آکے موجود
ہو جائے۔ کیونکہ میرے بعد وہ بھی اپنی جان دینے پر آمادہ ہے۔ میں آپ سے
ستدعا کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے آپ اوسکے بچانے کی کوشش کریں
سوس آپکا زور نہ چلیگا۔
مگر اسے بچائیں تو بعد مرنے کے بھی ممنون ہونگا۔
پہ سالار:۔ اس امر پر مطمئن رہو۔ میں اُسے بچاؤں۔ مگر یوسف اگر وہ
ی تو تمھاری موت پر ہر شخص سے آنسو بہنے لگیں گے۔ اور جو تمھاری موت
و دیکھ لیگا۔ عمر بھر اُسکے دل سے حسرت نہ نکلیگی۔
ایک فوجی افسر سے:۔ جاؤ۔ انتظام کرو کہ پانچ سو سوار آگے حاضر ہوں اور
گز بھر کے فاصلہ پر کھڑے ہو کے حلقہ باندھیں تاکہ اہل غرناطہ میں سے کسی
و حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اور جلاد کو حکم دو کہ تلوار لے کے حاضر ہو۔
وجی افسر:۔ (با ادب) ابھی انتظام ہوا جاتا ہے۔
پہ سالار:۔ (یوسف سے) یوسف مجھے معاف کرنا۔ صرف شاہی حکم نے مجبور
کر دیا۔ افسوس!
وسف:۔ آپ نادم نہ کریں۔ بس اب عجلت سے کام لیجیے۔ تقدیر کا فیصلہ
جو کچھ ہو جلدی ظاہر ہو۔

سپہ سالار:- اچھا یوسف تم کو کسی بات کی تمنا ہے؟ اگر دل مین کوئی ارزو ہو تو صاف صاف بیان کردو- رہائی یا زندگی کے سوا اور جس بات کی آرزو ہوگی مین بسروچشم پوری کرونگا"

یوسف:- یون تو دل مین آرزوئین بھری ہین- مگر اب مجھے کسی بات کی تمنا یا آرزو ہے تمنا یا آرزو جو کچھ ہے وہ اسی قدر ہے کہ براہ عنایت آپ میرے قتل مین جلدی کرین"

سپہ سالار:- اچھا تم کسی کو کچھ وصیت کرنا چاہتے ہو"

یوسف:- کچھ نہین"

سپہ سالار:- تو اب چلو"

سپہ سالار کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی لوگ اکے یوسف کو باندھ لیتے ہین اور قتلگاہ مین جو وہان سے کچھ دور ہے لیجاتے ہین عیسائی سپاہی ننگی تلوارین لئے چاروطرف کھڑے ہین اور انکے بعد کچھ فاصلے پر تماشائی کھڑے ہین جن مین سے اکثر انسو بہارہے ہین-

سپہ سالار:- (قتلنگاہ مین پہنچ کے) یوسف اب تمھاری زندگی کی آخری ہے لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ تمھارے چہرے سے کوئی علامت حزن وملال کی نہین ظاہر ہوتی- ایسا استقلال کبھی میری نظر سے نہین گذرا"

یوسف:- مجھے کس بات کا ملال ہو- عیسائیون کے ہاتھ قتل ہونا میرے لیے باعث فخر ہے- موت مسلمان کے لئے اعلے درجہ کی کامیابی ہے- ہمارے ہادی برحق کا قول ہے- بس اسی سے خیال کرلو کہ مسلمان کو دنیا چھوڑنے کا کیا غم ہو سکتا ہے- مین اس قالب عنصری کو چھوڑتے ہی جام شہادت پیونگا- ادھر زندگی ابدی وسرمدی حاصل ہوگی ادھر خدا کے فضل وکرم سے امید ہے کہ اسکی رحمت اور مغفرت پیشوائی کرکے مجھے جنت مین لے جائیگی- آہ پیاری معشوقہ سے چھوٹنے کا غم ہاں یہ غم مجھے بیتاب کئے دیتا ہے- مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس زندگی مین خدا یہ غم کھودے گا- پیاری صفیہ مین تمکو خدا سے لون گا"

سپہ سالار۔ بیشک ان ہی خیالات کی وجہ سے ایک مسلمان کو جان دینے کی زیادہ جرأت ہوتی ہے مگر یوسف تمہارا حسن اور لوگون سے بڑھا ہوا ہے کسی اور مسلمان کو اس استقلال سے جان دیتے نہین دیکھا۔ افسوس کس دل سے کہون یوسف اب وقت آگیا ۔ (ایک اونچی تپائی کیطرف جو آگے رکھی تھی اشارہ کر کے) اس تپائی پر سر رکھدو۔"

یوسف۔ ایک بات کا مین آرزومند ہون۔

سپہ سالار۔ وہ کیا ؟"

یوسف۔ کہین سے تھوڑا پانی منگوا دیا جائے کہ وضو کرون اور دو رکعت نماز پڑھ لینے کی اجازت دیدی جائے۔

سپہ سالار۔ بہتر۔

(سپہ سالار کے خدام دوڑ کے پانی لاتے ہین اور یوسف
وضو کر کے نہایت خلوص سے دو رکعت نماز پڑھتا ہے)

یوسف۔ (نماز سے فارغ ہو کر) اب مین خدا کی راہ مین جان دینے پر آمادہ ہون اسوقت جتنے لوگ کھڑے ہین اگر مینے انکا کوئی قصور کیا ہو تو مجھے معاف کردین۔ جہاد مین میرے ہاتھ سے عیسائیون پر جو زیادتی ہوئی میرے نزدیک وہ گناہ نہین ہے

اس کے سوا اور کوئی کیا گناہ ہو تو معافی کا خواستگار ہون (چارون طرف دیکھکر) دنیا۔ تو انسان کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے اور تری جدائی سکو ناگوار ہوتی ہے مگر چونکہ خدا کی راہ مین زندگی سے ہاتھ دھوتا ہون لہذا تجھ سے رخصت ہوتے وقت نہایت اطمینان اور استقلال سے کام لیتا ہون۔

(سب سے رخصت) (آسمان کیطرف دیکھکر اور دعا کیلیے ہاتھ اٹھا کر) رب العالمین ساری آرزوئین اس حسرت بندون کو چھوڑ کر ترے پاس آتی ہین اسکا تو یقین ہے کہ ان کے ساتھ تو اچھا سلوک کریگا۔ مگر اس زندگی کی پچھلی گھڑی مین تجھ سے استقلال کا خواستگار ہون۔ مجھے ہمت دے کہ نہایت اطمینان اور استقلال سے کام لون۔"

جھک جاتا ہے اور گھٹنے ٹیک کے تپائی پر سر رکھدیتا ہے جلاد اپنی برہنہ شمشیر کو پورے زور سے بلند کرتا ہے ناگہان تماشائیوں کے ہجوم سے ایک ضعیف العمر شخص افتان و خیزان چلاتا ہوا آتا ہے

ضعیف العمر۔ ٹھیرو! ٹھیرو! ذرا مجھے آلینے دو"

سپہ سالار۔ یہ کون شخص ہے؟ (اپنے ہمراہیون کی طرف خطاب کرکے) کوئی پہچانتا ہے۔

دو چار آدمی "حضور! ہم لوگون نے تو اس کی صورت آجتک کبھی نہین دیکھی۔

ضعیف العمر" دو فریب اکر" کیا ہو سکتا ہے کہ اس نوجوان کے عوض تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو"

سپہ سالار۔ نہین کیونکر ہو سکتا ہے۔ کسی بے جرم کو لیکے ہم ایک مجرم کو نہین رہا کر سکتے۔

ضعیف العمر۔ مجرم کون نہین؟ غور تو کرو جو مسلمان ہے وہ تمھاری نظر میں مجرم ہی ہے

سپہ سالار۔ اس نوجوان نے ہمارے بہادر سپاہیونکو قتل کیا ہے جن کے خون کا معاوضہ اس شخص کے قتل کرنے کے سوا ہمکو لند کسی طرح نہین ملا سکتا۔

ضعیف العمر۔ کیا یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اس نوجوان کے عوض ہم جس قدر چاہو زرفدیہ لے لو۔

سپہ سالار" اس بارہ مین تحریک ہو چکی اور مجھے معلوم ہے کہ حضور شاہ کیٹل کو منظور نہین اس نوجوان سے ہمارے سپاہیون کو ایسا صدمہ نہین پہونچا کہ روپیہ سے ان کے انسو تھم سکیں"

ضعیف العمر" آہ! ظالمو! اگرچہ دو دونون باتین نہین منظور ہین تو یہ تو ہو سکتا ہے تو مجھے اس کے ساتھ قتل کر ڈالو"

سپہ سالار" نہین یہ بھی نہین ہو سکتا ہم ایک بے گناہ کے خون سے اپنی تلوار کو آلودہ نہین کر سکتے"

ضعیف العمر" ہزارون بیگناہ قتل ہو گئے ہزارون بچے یتیم ہو گئے ہزارون عورتین

بیوہ ہوگئیں نیز ون خاندانونکی عصمت شعار خاتونیں بے والی وارث ہوگئیں
اور تمھاری تلوار و نہیں بیگناہ کا خون نہیں لگا! شرماؤ اس خدا سے جو تمہیں جہنم
نوجوان کا قتل کوئی معمولی ظلم نہیں ہے گھر گھر میں اسکا ماتم ہوگا۔ اور افسوس ابھی
شہر میں کسی کو خبر نہیں۔ اگر معلوم ہو جائے تو سب لوگ آکے حملہ کردیں یا تو اسے
چھڑا لیجائیں یا سب کے سب قتل ہو جائیں۔
سپہ سالار۔ تمھاری ان بیباکیوں سے یہ ہوگا کہ یہ نوجوان رہا کر دیا جائے
اور تم بھی اس کے ساتھ قتل کئے جاؤ۔
ضعیف العمر اپنی قبا کے دامن سے ایک برہنہ تلوار نکالتا ہے
اور سپہ سالار پر حملہ کرتا ہے۔
بہت سے عیسائی "گھبرا کے" نیا! لیا! کون ہے تقضا اس کے سر پہ کھیل
رہی ہے۔
سپہ سالار زخمی ہوتا ہے۔ جلاد مارا جاتا ہے۔ اور
ضعیف العمر گرفتار کر لیا جاتا ہے"
سپہ سالار۔ (یوسف سے) یوسف! ذرا سر اٹھاؤ۔
یوسف۔ نہیں میں اب دنیا کی منحوس صورت نہ دیکھوں گا جس چیز کو چھوڑ دیا
پھر اوسکی طرف متوجہ ہونے سے کیا فائدہ!
سپہ سالار۔ دیکھو یہ تمھارے پاس کون آیا ہے۔
یوسف سر اٹھا کے دیکھتا ہے اور ضعیف العمر
کے سامنے ادب سے جھک جاتا ہے
یوسف۔ قاضی صاحب آپ کہاں! آپنے اس ضعیفی پر یہ کیا ظلم کیا؟
قاضی ابو یحیے۔ یوسف! تمھارے بعد جینا بیحیائی ہے۔ اس عمر کے صدمے سے
مجھے یہی اچھا معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھ ہی میں بھی دنیا کو خیرباد کہوں۔

یوسف۔ اہ! میں کیسا لعنت جان ہوں کہ ایسے ایسے سامان حسرت دیکھتا ہوں
اور زندہ ہوں افسوس! یہ بھی ایک وقت ہے کہ آپ عیسائیوں کے ہاتھ میں۔

گرفتار ہین اور مین کھڑا اسیر دیکھ رہا ہون جلاد کو آپ ہی قتل کیا!

قاضی ابویحیے - ہان مین ہی نے قتل کیا-

یوسف - مجھے تو خیال تھا کہ پیاری صفیہ کا صدمہ مرتے وقت دل مین لیجاؤن گا اب دو صدمے ہو گئے! افسوس! کیا کرون بے بس ہون

سپہ سالار " یوسف یہ کون شخص ہین اس ضعیفی مین انھون نے بڑی جرأت کی-

یوسف - یہ شہر غرناطہ کے مشہور قاضی ہین - قاضی ابویحیے! افسوس میری محبت نے ان کے ساتھ بھی دشمنی کی "

ایک دوسرا جلاد بلوایا جاتا ہے "

سپہ سالار " یوسف اور قاضی صاحب سے " اب تم دونون کی تمنا ایک ساتھ پوری ہو گی - دونون تپائی پر اپنے سر رکھدو "

یوسف " قاضی صاحب سے " قاضی صاحب آپنے مجھے بہت بڑا صدمہ دیا خیر مگر اب مجھے پہلے قتل ہو لینے دیجئے کہ آپ کی موت مجھے نظر نہ آئے-

قاضی ابویحیے - نہین یوسف مجھے بھی ساتھ ہی قتل ہونے دو "

قاضی صاحب اور یوسف دونون گھٹنے ٹیک کے تپائی پر برابر سر رکھدیتے ہین-

جلاد " تلوار کھینچکے " تمام اہل قسطنطنیہ گواہ رہو کہ ان دونون کو مین سپہ سالار افواج بلجیل کے حکم سے قتل کرتا ہون اگر نہ مجرم ہون تو انکے قتل کا مواخذہ میری گردن پر نہین ہے اور حضور " سپہ سالار بلجیل کیطرف دیکھکر " آپ پھر اجازت دین تاکہ مین بری الذمہ ہو جاؤن

سپہ سالار " ہان مین اجازت دیتا ہون - بلکہ حسب فرمان شاہی تمکو حکم دیتا ہون کہ ان کو فوراً قتل کر ڈالو-

جلاد ایک ہی تلوار مین دونو کا کام تمام کر دیتا ہے - یوسف اور ابویحیی کے سرکٹ کے تپائی کے نیچے گر پڑتے ہین اور دھڑ تڑپنے لگتے ہین چارون طرف ایک سکوت ہو جاتا ہے اور اسی سکوت کے عالم مین تماشائیون کے ہجوم مین سے رونے کی آوازین سنی جاتی ہین "

سپہ سالار۔ حسرت کے لہجہ مین نوجوان کے مارے جانیکا مجھے بھی بہت صدمہ ہوا اگرچہ ہی دبدبہ قائم کرنے کے لئے ضرور ہے کہ وہ لوگ قتل کئے جائین جنکے ذمہ تھوڑا بھی جرم بغاوت ثابت ہو مگر ایسے شریف راستباز اور خوشرو نوجوان کو بچا دینا چاہیے عام فتوحات کے وقت قاعدہ ہے کہ کامیاب فریق کے لوگ بڑا ظلم کرتے ہین اور انکا وہ ظلم جائز خیال کیا جاتا ہے لیکن انہین دو چار ہی خون ایسے ہوتے ہین جو اس فریق کامیابی پر خاک ڈالدیتے ہین اور قیامت تک کیلئے اوسے ذلیل کردیتے ہین۔ یوسف کا مارا جانا ایسا واقعہ ہے کہ قیامت تک لوگ یاد کرین گے اور بھلوگون کو ظالم کہین گے تاریخ ہمارے اس ظلم کو ابھار کے دکھائیگی۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے جو ہونا تھا ہو چکا۔

تماشائیون کے ہجوم سے ایک نوجوان نمایان ہوتا ہے۔ اور آتے ہی سپہ سالار پر حملہ کرتا ہے مگر سپہ سالار اسکے وار کو خالی دیتا ہے اور جو لوگ اسے احود کرنا چاہتے ہین انہین سے کئی اس کے ہاتھ سے مارے جاتے ہین۔

نوجوان ۔ ہاے ظالم نصرانیو مجھے تم سے لڑنا اور مقابلہ کرنا ہنین منظور ہے اور یہ ممکن ہنین کہ تم مجھے زندہ گرفتار کرسکو۔ اس لئے کہ مین جان دینے کیلئے آیا ہون زیادہ احتیاط ہو تو مجھے گھیرے رہو تاکہ مین جس کام کے لئے آیا ہون وہ پورا ہو جائے۔

سپہ سالار۔ (اپنے لوگون سے) اچھا چھوڑ دو دیکھو یہ شخص کیا کرتا ہے مگر گھیرے رہنا خبردار نکل کے جانے نہ پائے۔

نوجوان قاضی ابو یحی اور یوسف کی لاشون کے پاس جاتا ہے دونون کے سر جو دور پڑے ہوے تھے ان کو لاکے جسمون سے جوڑکے رکھتا ہے۔

نوجوان ۔ یوسف کی لاش کی طرف خطاب کرکے آہ! تم وفادار تھے دونون اپنے دل کو سچے اور ارادے کے پورے تھے دونون نے وفاداری راستبازی اور نیکنامی کے ساتھ جان دی تم دونون کو خدا نے اپنے پاس بلا لیا تم نے خدا کے

نام پر اپنی جانون کی قربانی چڑھائی اور خدا نے قبول کی آہ میری آرزوئیں کسقدر
جلد تازہ ہو جاتین ان دونون جسمون مین پھر جان آجاتی - پیارے یوسف
تیری صورت ویسی دلربا ہے مرنے کے بعد بھی تیرے حسن کی شعاعین میرے
دل کی آنکھون کو خیرہ کئے دیتی ہین آہ! خدا تجھے جنت نصیب کرے تو بہت اچھا
گیا اور اپنے چاہنے والون کو بہت بڑے امتحان مین چھوڑ گیا - آہ! آنکھ خشک
رو رو ان - اب تو آنسو خشک ہوگئے اور خون جو محبت کی گرمی مین پھرا کرتا رگون
مین خشک ہو کے بالکل ختم ہوگیا - پیارے یوسف بند کرنا تم نے کیجیے کہ تمھارے
سرھانے کون کھڑا ہے آہ! تمھاری صفیہ آئی ہے "

اتنا کہہ کے نوجوان پگڑی سر سے پھینک دیتا ہے اور عبا
اتار کے ڈالتا ہے زنانہ ریشمی قمیض گلے مین اور طلائی کام
کی خمار سر پر ڈالتا ہے اور لمبے لمبے بال چارون طرف
شانون پر بکھر جاتے ہین "

دونون گر نہ پہچانا ہو تو اب پہچان لو! آہ اب تم سے یون ملاقات نہین ہو سکتی
کہ میرے لئے تم آنکھین کھولو بلکہ اگر مین تم سے ملنا چاہون تو خود مجھے آنکھین
بند کر کے تمھارے برابر لیٹ جانا چاہیے - پیارے یوسف - تمھین بہت دیر
میرا انتظار کرنا پڑا - گھبراؤ نہین - بس اب آتی ہون "

صفیہ آنسو پونچھ ڈالتی ہے اور تمام حاضرین کیطرف متوجہ ہوتی ہے
اے ظالم کافرو - اور اے وہ نوجوان ظالمون کا تماشہ دیکھ رہے ہو تم کو شاید
نہ معلوم ہوگا کہ یہ مظلوم کون تھا - اور مین کون ہون - اور وہ ضعیف العمر
شخص کون تھا جس نے خود اپنی جان دی - سنو وہ یوسف جسکی
جرأت نے عیسائیون کو صدہا شکستین دین اور جسکی تلوار دیکھ کے تلیشان
کے دل مین دہشت سما جاتی کی جسکو غرناطہ کی کسی لڑکی نے جہاز پر بھیجا تھا -
اور جس کے نام سے غرناطہ کا ہر بچہ اور ہر عورت واقف ہے او! بیلا مظلوم وہ
خوشرو نوجوان جسکی لاش سے بھی عجب حسن دلا کے نمونے ظاہر ہوتے ہین
وہی یوسف تھا یوسف کی معشوقہ جو پردہ کی بیٹھنے والی بھی اسے "

آج بے پردہ دیکھ لو آہ! وہ کم بخت صفیہ مین ہی ہون جس نے یوسف کو لڑائی پر بھیجا تھا۔ ہائے میرا قدر دان اور میرا پردہ دار خاک پر پڑا ہے اور مین تم سب کے سامنے کھڑی آنسو بہا رہی ہون۔ اس زمانہ کو یاد کرو جب تم کیسے خود امیر المومنین میری صورت دیکھنے کے مشتاق تھے اور نہین دیکھ سکتے تھے۔ آہ! وہی مین آج بے ننگ و ناموس ہو کے اس میدان مین آئی ہون۔

اے اہل غرناطہ! میرے کہنے سے اور میرے عشق کے جوش مین یوسف نے جیسی بہادری دکھائی اس کے تم سب گواہ رہو۔ اور تم مین سے اکثرون نے یوسف کی جنگ آزمائیون کا تماشہ بھی دیکھا ہوگا

آیندہ پوچھنے والون کو تمھاری ہی زبانی معلوم ہوگا کہ یوسف کا عشق کیسا سچا تھا اور اس نے پاکبازی سے غرناطہ کی ایک لڑکی کی شرط پوری کی۔ تم ہی اب یہ بھی دیکھو کہ اسکی معشوقہ صفیہ کیسی وفادار تھی اور اس نے اس استقلال سے اپنے عاشق پر اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ یا یون کہو کہ اوس کا ساتھ دیا یوسف کی داستان جس کسی سے بیان کرتا اس کے سامنے میری اس وفاداری کا حال بھی بیان کر دینا۔
بس اب رخصت!!!

اسکے بعد صفیہ جھکتی ہے
اور یوسف کی لاش سے
لپٹ کے پیشانی کا ایک بوسہ لیتی ہے

صفیہ! اس گرمجوشی کے بوسہ کا جواب ہے جس نے مجھے شرما دیا
تھا۔ یوسف کی لاش کے برابر بیٹھ کے اور اس کے سینہ کی طرف جھک گئے
آرزو پوری کرنے دی چھری !!!

چھری نکال کر دو دفعہ سینہ مین بھونک لیتی
ہے اور یوسف کے سینے پر گر پڑتی ہے !!!

سپہ سالار۔ (گھبرا کے) افسوس! اس لڑکی کی تقدیر نے مجھے بیخود بنا دیا کہ مجھے

خیال ہی نہ رہا اور اوسنے اپنا کام تمام کر دیا آہ! یوسف کی وصیت کا خیال بھی نہ رہا
اپنے خدام سے " دیکھو اس لڑکی مین کچھ جان ہو تو جلدی اٹھاؤ افسوس! یوسف
نے مجھ سے ایسی راستبازی کا برتاو کیا اور مینے ایسی غفلت ظاہر کی!
جلدی اٹھاؤ دیکھو زندہ ہے یا مر گئی ـ

سپہ سالار کے خادم دیکھتے ہین اور بالکل بیجان پاتے ہین

ایک خادم " حضور کچھ نہین رہا ہاتھ پاؤن مین ذرا یونہی سی گرمی باقی ہے
اور ایک منٹ مین یہ بھی نہوگی "

سپہ سالار ـ یہ غمناک حادثہ ہماری کامیابی کو خاک مین ملائے دیتا ہے "

تماشائیون سے نکل کے زینب آتی ہے
اور ڈاڑھین مار مار کے روتی ہے

زینب ـ آہ اس عشق کے رازدار ونمین اکیلی مین ہی باقی رہ گئی ـ خدا ظالمون سے
بدلے مجھ مین اتنی جرات نہین کہ اپنے اپ کو ہلاک کر ڈالون ـ یوسف
شہید وفا تھا آہ وفاداری نے اسکی جان لی ـ نہیں یوسف ہی نہین ـ صفیہ
بی شہید وفا ہے "

سپہ سالار بیشک یہ دونون شہید وفا تھے "

خوش الحان سب دیکھنے والے رونے لگتے ہین اور عیسائی
اور مسلمان دونون کی انکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین

زینب " لوگو جو کچھ ہونا تھا ہوا ـ اب دونون شہیدان وفا کے حق مین دعاے
مغفرت کرو "

سب لوگ ـ ہم سب لوگ گواہ ہین کہ یہ دونون عاشق و معشوق شہیدان وفا
ہین خدا دونون کی مغفرت کرے اور اس عالم مین دونون ایک دوسرے کے وصل
سے کامران رہین ـ !